سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ' منگل' 4'7۔ نومبر 1989ء

(شنبہ' سہ شنبہ' 5' 7۔ ربیع الثانی 1410ھ)

جلد' 7 شمارہ' 1'2

(بشمول شمارہ جات 1 تا 4)

مندرجات

ہفتہ' 4۔ نومبر 1989ء

جلد' 7 شمارہ' 1

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

چیئرمینوں کا پینل: ---------- 2

رکن اسمبلی کا حلف ---------- 2

جناب اصغر رندھاوا کی وفات پر دعائے مغفرت ---------- 6

استحقاق

ایس پی شیخوپورہ کی جانب سے جناب سپیکر کو غلط اطلاع کی فراہمی ---------- 11

نوابزادہ غضنفر علی گل' ایم پی اے کے خلاف پولیس کی غیر قانونی' بلاجواز اور اشتعال انگیز کارروائی ---------- 18

آٹے' سوجی اور میدے کی بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی ---------- 23

تحاریک التوائے کار

افیون کے پاؤڈر کی فروخت ---------- 29

غیر ملکی مہمانوں کے جان و مال کی حفاظت میں ناکامی ---------- 36

ہفتہ' 7۔ نومبر 1989ء

جلد' 7 شمارہ' 2

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 38

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 39

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 60

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ---------- 94

اراکین اسمبلی کی رخصت۔ ---------- 94

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 99

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 100

مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 101

استحقاق۔

جناب سپیکر کو ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع دینے میں تاخیر ---------- 103

تحاریک التوائے کار۔

اٹھارہ سالہ طالب علم کا اپنے ہی گھر میں قتل ---------- 126

مسودات قانون۔

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب بابت 1989ء ---------- 136

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)۔

معاہدہ سندھ طاس کے تحت دولہ بیراج کی تعمیر کی روک تھام ---------- 145

اجلاس کی طلبی کا فرمان

" ORDER

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, General (Retd) Tikka Khan, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Saturday, the 4th November, 1989 at 06.00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the
30 October, 1989.

GENERAL (RETD) TIKKA KHAN
Governor of the Punjab "

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

ہفتہ 4 نومبر 1989ء

(شنبہ 5 ربیع الثانی 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 7 بج کر 17 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری عمور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

سورۃ آل عمران آیت نمبر 104 تا 108

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گا۔ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ وما علینا الا البلاغ ۝

چیئرمینوں کا پینل

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں یہ عرض کروں کہ کیا آپ کی طرف سے standing orders ہیں کہ "تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار جو بھی ایوان میں پیش ہوتی ہیں اگر ممبران اسمبلی ان کی نقول طلب کریں تو وہ انھیں فراہم نہ کی جائیں"۔ آج صبح میں اسمبلی سیکریٹریٹ کی متعلقہ برانچ میں گیا اور میں نے تحاریک کی نقول طلب کیں تو مجھے کہا گیا کہ "ہم تحاریک التوائے کار کی نقول فراہم نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کی اپنی کوئی تحریک التوائے کار پیش ہو رہی ہے تو آپ اس کی نقل تو لے سکتے ہیں لیکن کسی دوسرے ممبر کی تحریک التوائے کار کی نقل آپ کو نہیں مل سکتی"۔ میں نے پھر ان سے یہ کہا کہ میں آپ کو لکھ کر دیتا ہوں آپ مجھے لکھ کر انکار کر دیں۔ تو پھر انہوں نے بطور خاص مہربانی کی اور کہا کہ یہ صرف آپ کی ذات کے لیے مخصوص ہے ورنہ ہم کسی ممبر کو دوسرے ممبر کی پیش کردہ تحاریک کی نقول نہیں دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات نہیں ۔ تمام پیش کردہ تحاریک التوائے کار یا تحاریک استحقاق ایوان میں ہماری نشستوں پر تقسیم ہو جانی چاہئیں۔ آپ کے پاس بہت وقت ہوتا ہے۔ میری ایک تحریک التوائے کار جو میرا خیال ہے کہ 8 جولائی سے پہلے کی پیش شدہ ہے۔ آپ کے پاس وافر وقت ہوتا ہے کہ 260 نقول آسانی سے ایوان میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم تحاریک کی نقول نہ بھی مانگیں تو یہ ایوان کا بزنس ہے۔ ہم تیاری تب ہی کر سکتے ہیں کہ اگر زیر بحث میٹریل ہمارے پاس پہلے سے موجود ہو۔

جناب سپیکر، شکریہ راہی صاحب۔

(سیکرٹری اسمبلی نے موجودہ اجلاس کے لیے پینل آف چیئرمین کے لیے بحسب ترتیب و تقدیم صدر نشینوں کی جماعت کا اعلان کیا)

1 سردار زادہ سید ظفر عباس

2 سید ناظم حسین شاہ

3 میاں منظور احمد موہل

4 نواب زادہ منصور احمد خان

رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، جناب رانا شوکت محمود صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں لیکن اس سے قبل میں آپ

سب خواتین و حضرات کو اس اجلاس میں پہلے روز تشریف لانے پہ خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے اس اجلاس میں جو بھی اسمبلی کے سامنے بزنس ہے اس کو قواعد و ضوابط کے مطابق اور آئین کے مطابق اور پارلیمانی روایات کے مطابق ہم چلائیں گے۔ ایک دوسرے کی بات کو حوصلے' ہمت اور رواداری کے ساتھ برداشت کریں گے۔ اسمبلی کی روایات کو اور زیادہ تابندہ اور خوبصورت بنائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں نہایت مسرت کے ساتھ پنجاب اسمبلی کے ایوان کی طرف سے جناب ملک معراج خالد صاحب' سپیکر قومی اسمبلی' جناب سید عبداللہ شاہ صاحب سپیکر سندھ اسمبلی جناب رانا شوکت محمود صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ایک دفعہ پھر میں آپ کو اپنی نشست پر تشریف رکھنے کی زحمت دوں گا کہ آپ سے پہلے ابھی ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی نے حلف لینا ہے۔ آپ کو بار بار زحمت ہوئی۔ کیا چودھری عبد الرشید ڈوگر صاحب تشریف لائے ہیں؟

(چودھری عبد الرشید ڈوگر ایم پی اے نے بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی پنجاب حلف اٹھایا)

(قطع کلامیاں)

جناب ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! میں خلوص دل سے رانا پھول خان صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی (الحاج رانا پھول محمد خاں): جناب والا! میں ان کی بات کا جواب اعتراض کے ساتھ نہیں دینا چاہتا' لیکن مجھے اس پر فخر ہے کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو بہت علم دیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم سے محروم رکھا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ اس صوبے کے صحیح نمائندے ہم ہیں' صوبے کے عوام کی اکثریت ان پڑھ ہے' اور ہم ان پڑھوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ جعلی ممبر ہیں اس لیے یہ نمائندگی کا حق نہیں رکھتے' اگر پنجاب میں پڑھے لکھوں کی تعداد اور ان پڑھوں کی تعداد کو شمار کیا جائے تو یقیناً ان کی نمائندگی کرنے والے میں اور چودھری صاحب ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر سر' جناب والا! یہ روایت رہی ہے کہ وزراء صاحبان فرنٹ بنچوں پر بیٹھتے ہیں' اور یہ جو چھٹیوں کے دوران تین چار وزراء بنائے گئے ہیں۔ کیا یہ دوسرے درجے کے وزراء ہیں جن کو دوسری لائن میں بٹھایا گیا ہے۔ میں اس پر جناب والا آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے' اور رول 197 ہے' میں اس کے بارے میں کہوں گا کہ

Whilst sitting in the House a member-

"shall keep to his seat while addressing the House"

لیکن جناب والا! یہاں پر یہ صورت حال ہے کہ میری اور پرویز صالح کی سیٹ کا مائیک توڑ دیا گیا ہے' اس کے ساتھ کسی نے تخریب کاری کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ مائیک نہیں ہے تو اس صورت میں ہمیں کسی اور سیٹ سے بولنے کی اجازت ہے یا نہیں کیونکہ رول کہتا ہے کہ ہم کسی اور سیٹ سے نہیں بول سکتے۔ جناب والا میں اس کے بارے میں کہوں گا کہ رول 202 کو معطل کر دیا جائے۔

جناب والا وہ کیا کہتا ہے۔

"Any member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended."

جناب والا میں اپنے اور پرویز صالح کے بارے میں یہ کہوں گا کہ یہ مائیک درست کر دیا جائے کیوں کہ یہ اکھاڑ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ کام نہیں کر رہا ہے میں یہ کہوں گا کہ یہ تخریب کاری ہے' اور تخریب کاری کون کر رہا ہے؟ جناب والا! یہ آپ ہی بتائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، یہ مخصوص حالات ہیں' اس لیے میں میاں منظور احمد موہل صاحب کو اور جناب پرویز صالح صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ دوسری سیٹ سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ جی جناب رانا شوکت محمود صاحب۔

رانا شوکت محمود، جناب سپیکر! میں آپ کی مہربانی اور شفقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج نہایت قلیل وقت میں چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آج ایک لمبے عرصہ کے بعد یہ ایوان یہاں وجود میں آیا ہے۔ میں اپنی طرف کے ممبران کی طرف سے اپنے سب دوستوں کو اور بہنوں کو خوش آمدید کہتا

ہوں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آج کا یہ اجلاس سیاسی دور کے انتہائی اہم وقت میں منعقد ہو رہا ہے۔ سارے ملک میں اس وقت سیاسی طور پر فضا میں ایک ہیجان برپا ہے' کچھ تیزی سے' اس ملک میں چند ایک ایسے واقعات ہوئے' جن کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ قومی اسمبلی میں موضوع بنایا گیا۔ دوسری طرف اخبارات کا رویہ ہے کہ کسی بھی بات کو اتنا اچھالنا کہ ایک مسئلہ بن جائے۔ باتوں باتوں میں سارے ملک میں ایک فضا اور ایک ایسی صورت پیدا کی ہوئی ہے کہ لوگ سیاست دانوں پر نظر لگائے بیٹھے ہیں کہ ان کی تقدیر کا فیصلہ یہ سیاست دان ہی کرتے ہیں۔ اس اہم مقام اور اس اہم موڑ پر پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس ہو رہا ہے۔ جناب والا! سارے ملک میں پچھلے دو چار ہفتوں کی سیاسی کارروائی اور سرگرمیوں کی وجہ سے ہماری اقتصادی صورت حال بڑی خوفناک حد تک پیچھے آئی ہے۔ لوگوں نے سرمایہ کاری روک دی جس سے تجارت کم ہو گئی' افسر شاہی نے غلبہ پا لیا' اور امن و امان کی صورت حال مزید ابتر ہوئی۔ اس طرح چند دوسرے سیاسی' سماجی اور معاشی مسائل سر ابھار چکے ہیں۔ اس فضا کو درست کرنا اس کو ہموار کرنا' عوام کے اعتماد کو بحال کرنا چاہیے۔ پنجاب اسمبلی میں ہمیں یہ فضا قائم کرنی چاہیے کہ دنیا دیکھے یہ ملک دیکھے' بالخصوص یہ صوبہ دیکھے کہ کیا سیاستدان اس قابل ہیں کہ وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر سر انجام دے سکتے ہیں ؟ (نعرہ ہائے تحسین)۔ قانونی و آئینی طور پر کسی بھی پارٹی کا حق جب ایک طرف ادا ہو گیا اور اس کو نہایت درستی کے ساتھ نبھا لیا گیا تو اس کے بعد سیاست دان اپنی قانونی اور آئینی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں اس سے ایک اعتماد کی فضا بحال ہو گی' اور ہمیں اعتماد کی فضا بحال کرنی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں جیسا کہ میں نے ہمیشہ یہ کہا ہے اور میں نے اس اسمبلی کے معزز بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ اس ملک میں جمہوریت بہت عرصہ کے بعد بحال ہوئی ہے' جمہوریت بحال کروا لینا کوئی اتنا اہم کام نہیں تھا لیکن اس کا تحفظ اور دفاع کرنا بحال کروانے سے بھی زیادہ ضروری بات ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جس صوبہ اور ملک کے ساتھ کروڑوں عوام کی زندگی اور تقدیر وابستہ ہے۔ ان کے حقوق کا تحفظ بھی اسمبلی کے ذمہ ہے' ان تمام روایتوں اور ان کے تمام حقوق کے لیے جدوجہد کرنا بھی اس اسمبلی کے ذمہ ہے' اور اس جدوجہد میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں اکٹھے ہیں۔ ہمیں عوام کے حقوق کے لیے جدوجہد کرنی ہے' جہاں کہیں کوئی ایسی بات کہ جس کا تعلق عوام کے حقوق کے ساتھ ہے ہمیں کبھی بھی اس مسئلے پر ایک دوسرے سے کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔ اختلاف برائے اختلاف سے میں سمجھتا ہوں

اس جمہوریت سے لوگوں کا اعتماد ختم ہو گا۔ ہم افہام وتفہیم کے ساتھ سب مل کر اس صوبہ اور ملک کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں اس فضا کو قائم کرنا' اس اسمبلی کے اراکین کا' ہمارا سب کا اور آپ کا فرض ہے اور میں اپنی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس اجلاس کے دوران کوشش کریں گے کہ اس صوبہ کے عوام کو ایک ایسی فضا کی یقین دہانی کروا سکیں جس میں لوگوں کی جان و مال' ان کی تجارت' ان کے حقوق' ان کی ملازمت سب کو تحفظ حاصل ہو گا اور ہم ان کے دفاع کے لیے اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ جناب والا! میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، نعرہ ہائے تحسین۔

جناب اصغر رندھاوا کی وفات پر دعائے مغفرت

میاں محمود الحسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کے ساتھیوں کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن جناب اصغر رندھاوا وفات پا گئے ہیں۔ اس اجلاس کے شروع ہوتے ہی مجھے خیال تو آیا تھا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ یہ سیشن کا پہلا دن ہے جناب اصغر رندھاوا ہمارے اس معزز ایوان کے ایک ساتھی تھے۔ سب سے پہلے چاہئے یہ تھا کہ آپ ان کے لیے فاتحہ خوانی کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تو کوئی اختلافی پہلو نہیں۔ جناب والا! ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، ڈار صاحب! آپ کن کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمود الحسن ڈار، جناب والا! محمد اصغر رندھاوا جو ہمارے اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن تھے۔ وہ وفات پا چکے ہیں۔ جن کا تعلق خانیوال سے تھا۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں جناب قائد حزب اختلاف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں------

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب قائد ایوان کے ہوتے ہوئے جناب وزیر قانون کو جواب دینے کے لئے نہیں اٹھنا چاہئے۔ ہماری یہ درخواست ہے کہ قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب جناب قائد ایوان دیں۔ کیونکہ آج خوش قسمتی سے قائد ایوان یہاں موجود ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کو گستاخی نہیں کرنی چاہئے۔ وہ اٹھ کر ہمارے قائد کا جواب دیں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ یہ ایوان کی روایات بھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں جناب والا! سے یہ گزارش کروں گا کہ محترم گل صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کی جائے کہ مجھے تقریر کرنے دی جائے۔

میاں منظور احمد وٹو، جناب والا! جو انہوں نے اعتراض کیا ہے اس کے متعلق قواعد انضباط کار میں لکھا ہے۔ Minister includes the Chief Minister تو یہ چیف منسٹر کی ہی بات کررہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر امداد باہمی، (الحاج رانا پھول محمد خان) جناب والا! شاہ صاحب ہمارے اس معزز ایوان کے ایک رکن تھے۔ ان کی فاتحہ خوانی کے بعد ان کے لئے چند اچھے کلمات انہوں نے اور ہم نے بھی ادا کرنے تھے۔ لیکن غضنفر گل صاحب نے وہاں تک آنے ہی نہیں دیا اور پارلیمانی روایات کے خلاف کارروائی شروع ہوگئی اس لئے کہ انہوں نے اعتراضات شروع کردیئے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ ان سے گزارش کروں گا کہ کم از کم وہ سوچ تو لیا کریں۔ پارلیمانی امور کا وزیر' ہاؤس کی ساری کارروائی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس کسی خاص مسئلے پر تقریر کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ نوابزادہ غضنفر گل صاحب نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ قائد حزب اختلاف نے اس سیشن کے آغاز میں جو اظہار خیال فرمایا ہے اور انہوں نے جن چیزوں کی نشان دہی کی ہے اس کے بارے میں انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پارلیمانی روایات یہ رہی ہیں کہ قائد ایوان اگر ہاؤس میں موجود ہوں تو وہ ان کی باتوں کا جواب دیں۔ یہ بات انہوں نے اس وقت کی ہے جب وزیر قانون و پارلیمانی امور قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب دے رہے تھے۔ میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ قائد ایوان اس ایوان کے قائد کی حیثیت سے کوئی بھی بات کسی بھی

لے کرنے کے مجاز ہیں اور ہماری یہ روایات رہی ہیں کہ ہم قائد ایوان کی تعظیم کرتے ہوئے ان کو ہر وقت بات کرنے کا موقع دیتے ہیں اور ان کو ٹوکتے بھی نہیں۔ اسی طریقے سے قائد حزب اختلاف جب چاہیں جو چاہیں اس پر بات کر سکتے ہیں۔ اور یہ روایات رہی ہیں کہ ہم قائد حزب اختلاف کی بھی تعظیم کرتے ہوئے ان کو ٹوکتے نہیں ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں قائد ایوان کو یا قائد حزب اختلاف کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی قسم کی سٹیٹمنٹ ضرور دیں۔ اس لئے نوابزادہ صاحب کے اس پوائنٹ آف آرڈر پہ میری رولنگ یہ ہے کہ قائد ایوان کو میری رولنگ کے ذریعے فورس نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ضرور اس سلسلے میں بات کریں۔ اگر وہ بات کرنا چاہیں تو وہ ضرور کریں۔ لیکن اگر وہ اس سلسلے میں بات نہیں کرنا چاہتے۔ تو وزیر قانون بطور پارلیمانی امور کے وزیر کے قائد ایوان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

خواجہ محمد یوسف ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! آپ نے فرمایا ہے کہ قائد ایوان خود بات نہیں کرنا چاہتے تو ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ میری گزارش ہے کہ قائد ایوان خود کہہ دیں کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتے پھر تو ٹھیک ہے ۔ آپ ان کی جگہ پر بات نہیں کہہ سکتے۔

وزیر امداد باہمی ، جناب والا! بہت سے ایسے معاملات ہوتے ہیں جہاں قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان کو ایک دوسرے کی تقریروں کا جواب دینا پڑتا ہے ۔ لیکن اب ایسے حالات نہیں ہیں۔ کوئی خاص معاملہ نہیں کہ جس کا قائد ایوان کو جواب دینا ضروری ہو۔ ہاؤس کی کارروائی کو چلانے کے لیے وزیر قانون و پارلیمانی امور خدمات سر انجام دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہیں۔ قائد حزب اختلاف نے اپنی طرف سے اس سیشن کے آغاز میں خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں اگر قائد ایوان بھی اپنی طرف سے اظہار کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ' وہ اظہار کریں۔ اگر وہ اظہار نہیں کرنا چاہتے اور وزیر قانون اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں تو میں ان کو کہوں گا وہ ارشاد فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! آپ بھی اس کی تصدیق کریں گے کہ روایت یہی رہی ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف کوئی بات کرتے ہیں ۔ خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں تو قائد ایوان ان کا جواب دیتے ہیں اور اسی طرح کا جواب دیتے ہیں جیسے یہاں ہوتا رہتا ہے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ان کے کہنے کا اور ہمارے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ

اب اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ پنجاب اسمبلی ہی میں ان کو تقریریں کرنی ہیں۔ آپ بسم اللہ کریں اور اس کا آغاز کریں۔ اس کے علاوہ کوئی اور اسمبلی نہیں جہاں انہوں نے تقریریں کرنی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! جب آپ نے فیصلہ دے دیا اس کے بعد یہ نہیں بول سکتے۔

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون): پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ نوابزادہ صاحب نے اپنا ایک پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا جس پر آپ اپنی رولنگ دے چکے ہیں۔ اس پر دوبارہ بحث مباحثہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ـــ آرڈر پلیز

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ میں قائد ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا اصلی رول اس اسمبلی کے اندر ہے۔ ان کا رول اس ایوان کے اندر ہے جہاں وہ حصہ نہیں لیتے۔ وہ وہاں حصہ لیتے ہیں جہاں ان کا رول نہیں۔ وہ آج آئے ہیں تو مجھے خوشی ہو گی کہ وہ کچھ ارشاد فرمائیں ۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ،

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رو برو کرتے
ہم اور بلبل بے تاب گفتگو کرتے

تو آج اگر وہ آ ہی گئے ہیں تو آج کچھ گفتگو ہو ہی جائے۔ اور ہماری یہ خواہش ہے کہ اس اسمبلی کے اندر وہ اپنا رول ادا کریں۔

قائد ایوان ، (جناب محمد نواز شریف) ، (نعرہ ہائے تحسین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ محترم سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کے خیالات سن کر بہت متاثر ہوا ہوں اور میں ان کے خیالات کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ مجھے بولنے میں کوئی حجاب ہے اور نہ ہی کوئی ہچکچاہٹ۔ جیسے غضنفر گل صاحب نے کہا کہ آج وہ آ ہی گئے ہیں تو وہ ضرور بولیں۔ میں ضرور بولوں گا۔ میں پنجاب اسمبلی کا ایک رکن ہوں۔ میں آ گیا ہوں اور کہیں بھاگ نہیں رہا۔ انشاء اللہ میں یہیں رہوں گا (نعرہ ہائے تحسین) میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے قائد محترم رانا شوکت محمود صاحب اور ان کے تمام رفقائے کار کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم صوبہ پنجاب اور ملک کی فلاح و بہبود اور بھلائی کے لیے انشاء اللہ اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے اور اگر آپ دو قدم اٹھائیں گے تو ہم انشاء اللہ چار قدم اٹھائیں گے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ انشاء اللہ میں سیشن کو باقاعدگی سے attend کرتا رہوں گا اور

جیسے جیسے ضرورت ہو گی میں اپنے خیالات انشاء اللہ پیش کرتا رہوں گا۔ بہت شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راجہ محمد خالد خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! آپ کو اچھی طرح سے یاد ہو گا کہ 1985ء کی اسمبلی میں جناب میاں محمد اسحاق صاحب، رکن صوبائی اسمبلی نے ایک تحریک پیش کی تھی جسے اس ایوان نے متفقہ طور پر منظور فرمایا تھا۔ وہ تحریک اس Mace کے بارے میں تھی جو آج چار سال کے بعد دوبارہ آپ کی میز پر سجی ہے۔ انھوں نے تحریک پیش کی تھی اور آپ نے منظور فرمایا تھا اور انگریز کی چھوڑی ہوئی غلامانہ ذہنیت کی نشانی اس Mace کو اپنے میز سے آپ نے اٹھوا دیا تھا۔ آج نہ جانے چار ساڑھے چار سال کے بعد اتنی لمبی مسافت طے کر کے یہ کیسے یہاں پر پہنچی؟ کیا اس بارے میں آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے ؟ کیا یہ ایسی چیز ہے جس کے بغیر آپ کا میز سج نہیں سکتا ؟ کیا یہ ایسی یادگار ہے جس کے بغیر ہمارا کام چل نہیں سکتا؟ کس مصلحت کے تحت اور کس ضرورت کے تحت دوبارہ یہ میز پر سجائی گئی ہے ؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ ایوان میں اکثر موجود رہتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ اس ایوان میں آپ کی موجودگی مثالی ہے۔ لیکن غالباً آپ اس روز موجود نہ تھے جس روز یہ معاملہ یہاں پیش کیا گیا کہ "یہ Mace پہلے یہاں پنجاب اسمبلی کی میز پر ایک روایت کے طور پر رکھی جاتی تھی۔ اس کو بلاوجہ اٹھا دیا گیا ہے اور اس کو یہاں دوبارہ رکھنا چاہیے۔" یہ بات یہاں پنجاب اسمبلی میں پیش کی گئی اور اس کو پنجاب اسمبلی نے بااتفاق رائے منظور کیا۔ پنجاب اسمبلی کے اس فیصلے کے مطابق اس Mace کو دوبارہ یہاں رکھ دیا گیا ہے۔ یہ آپ کی اطلاع کے لیے ہے۔

مسئلہ استحقاق

اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! پہلے میری تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب ! آپ کی تحریک استحقاق کو بعد میں لے لیں گے۔ وصی ظفر صاحب کہتے ہیں کہ پہلے ان کی تحریک کو بغیر باری کے لے لیا جائے۔ میں جناب وزیر قانون سے اس بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ وصی ظفر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ پہلے ان کی تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لے

لیا جائے۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے ۔ لے لیجیے ۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لیا جاتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری طرف سے دو تحاریک استحقاق ، نمبر 19 اور 20 ہیں۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ مجھے دونوں پڑھ کر ایک شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت دی جائے۔ دونوں کا نفس مضمون تقریباً ملتا جلتا ہے۔ چنانچہ دونوں پر ایک ہی شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، قواعد کے مطابق آپ کی دو تحاریک استحقاق ایک روز نہیں لی جا سکتیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، دونوں کو ایک ہی تصور کر لیں۔ ایک نمبر کاٹ دیں۔ ایک ہی نفس مضمون ہے۔ ساری کو انیس نمبر تصور کر لیں۔

جناب سپیکر، آپ صرف نمبر 19 کو پڑھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، دوسری بھی اس کا حصہ ہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ صرف انیس نمبر کو لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، ٹھیک ہے جناب ۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

ایس۔پی شیخوپورہ کی جانب سے جناب سپیکر کو غلط اطلاع کی فراہمی

چودھری محمد وصی ظفر ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 4-10-1989 کو پنجاب انتظامیہ کے ایما پر فیروز والا پولیس نے مجھے ایف۔آئی۔آر نمبر 451 کے مطابق زیر دفعہ 14/18 آرمز آرڈیننس اور قانون دھماکہ خیز اشیاء مصدرہ 1908ء کی دفعہ 5 کے تحت گرفتار کیا۔ میری گرفتاری پر مندرجہ ذیل افراد ملوث ہیں۔

1۔ وزیر اعلیٰ، پنجاب

2۔ چیف سیکرٹری، پنجاب

3۔ ہوم سیکرٹری، پنجاب

4۔ آئی۔جی، پنجاب پولیس

5۔ کمشنر، لاہور ڈویژن

6۔ ڈی۔آئی۔جی، پنجاب پولیس، لاہور

7۔ ڈپٹی کمشنر، شیخوپورہ

8۔ اے۔سی، فیروز والا، ضلع شیخوپورہ

9۔ علاقہ مجسٹریٹ، فیروز والا، ضلع شیخوپورہ

10۔ ایس۔پی، شیخوپورہ

11۔ ڈی۔ای۔پی، فیروز والا، ضلع شیخوپورہ

ایس۔پی شیخوپورہ نے اپنی چٹھی نمبر 1015 - ایس ٹی مورخہ 12۔اکتوبر 1989ء کے مطابق سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب کو مطلع کیا کہ انہوں نے مجھے مورخہ 89-10-5 کو اسلحہ ساز فیکٹری چلانے پر گرفتار کر لیا ہے کیونکہ ان کی فیکٹری کا لائسنس 1988ء کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔

اصل صورت حال یہ ہے کہ مورخہ 1988-4-14 کو میری فیکٹری کا لائسنس وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے تحت معطل کیا گیا تھا نہ کہ منسوخ ہوا تھا جس کی اطلاع فیکٹری انتظامیہ کو مورخہ 30-4-1988 کو دی گئی تھی۔ قانون کے مطابق لائسنس کی معطلی کی صورت میں فیکٹری انتظامیہ اپنا کاروبار جاری رکھ سکتی ہے۔ ایس۔پی شیخوپورہ نے سپیکر صوبائی اسمبلی کو دیدہ دانستہ یہ اطلاع غلط دی ہے کہ فیکٹری کا لائسنس منسوخ ہو چکا ہے حالانکہ وہ معطل ہے۔

اندریں حالات پنجاب انتظامیہ نے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا اسے فوری طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مجھے اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انہوں نے مجھے 5 تاریخ کو گرفتار کیا لیکن انہوں نے اسمبلی کو 12۔اکتوبر کو مطلع فرمایا ہے۔ جب کہ رول 62 کے مطابق جس کو میں آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں۔

"When a member is arrested on a criminal charge or for criminal offence or is sentenced to imprisonment by a court or is detained under any executive order, the court or executive authority, as the case may be, shall immediately intimate such fact to the Speaker indicating the reasons for the arrest, detention or imprisonment of the member in the appropriate form set out in Schedule II."

اس میں جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے رول 62 کی violation کی ہے۔ ایک تو ان کو فوری طور پر اطلاع دینی چاہیے تھی جو کہ انہوں نے 7 دن کے بعد مطلع کیا ہے اور دوسرے انہوں نے پورے ہاؤس کو اس چٹھی میں جو الفاظ ہیں کہ His licence was cancelled جب کہ حکومت کے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ لائسنس Cancelled نہیں ہوا تھا اور میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ بدقسمتی سے جس دن یعنی 10 اپریل 1988 کو اوجڑی کیمپ کا واقع ہوا اور میری ایک اسلحہ فیکٹری جو کہ فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ اس میں بھی حادثہ پیش آیا وہاں نہ صرف قیمتی جانیں ضائع ہوئیں بلکہ بے شمار مالی نقصان بھی ہوا۔ اس میں جناب والا 304 کا ایک کیس درج ہوا جو کہ میرے خلاف بھی نہیں تھا باوجود میرے لکھ کر دینے کے کہ اس میں بھی تخریب کاری تھی کسی نے اس کی تحقیقات نہ کیں۔ وزیر اعلیٰ وہاں 8 دن کے بعد تشریف لائے اور حکم صادر فرمایا کہ قتل کی سزا دے دو اور سخت ترین کیس کرو جس پر بغیر کسی قانونی جواز کے میرے خلاف Expenses cut اور دفعہ 304 کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح معاملہ چلتا رہا اور الیکشن قریب آئے میری دوسری اسلحہ فیکٹری جو شاہدرہ میں واقع تھی اس کا لائسنس منسوخ کر دیا گیا اس کا جواز یہ دیا گیا کہ یہ آبادی میں آگئی ہے۔ یہ دنیا کا عجیب و غریب جواب تھا خود انتظامیہ اور حکومت اس فیکٹری کی premises منظور کئے ہوئے تھے۔ اور وہ آبادی میں آگیا اس لیے اس کا لائسنس ہی منسوخ کر دیا۔ میں نے اس کی رٹ فائل کی۔ ہائی کورٹ کی ہدایت کے باوجود کہ لائسنس کو 7 دن کے اندر بحال کریں۔ جس پر میں حکومت سے premises بھی لیتا لیکن میں نے کہا کہ اپنے اخراجات سے یہ نئے premises بنا لیتا ہوں۔ وہ لمبی بات ہے یہ بغیر کسی جواز کے premises منظور نہیں کر رہے۔ جناب والا! یہ مسئلہ ختم ہوا تو اس ایوان کو یاد ہوگا۔ کہ میں نے اس ایوان میں تحریک استحقاق پیش کی تھی غالباً جنوری' فروری کا مہینہ تھا۔ میرے خلاف بڑی سختی کے

ساتھ کیس قائم کیا گیا تھا اور گواہان کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ میرے خلاف بیان دیں۔ اور بلا جواز نئے کیس کی تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔ جبکہ لاءمنسٹر صاحب نے جواب دیا کہ ہم تفتیش نہیں کریں گے۔ وہ chapter بند کرتے ہی ان گواہان کے دستخط کروا کر میری cancellation of Bail move کر دی گئی جو Special Anti-terrorist Court میں move کی گئی وہ گواہان میرے پاس آ گئے۔ کہ نہ ہم نے کسی کو بیان دیا اور نہ ہی ہم کسی کو بیان دینا چاہتے ہیں۔ پولیس ہم پر تشدد کرتی ہے۔ اور ہم کو تھانے میں بٹھائے رکھتی ہے۔ میں نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے تمام واقعات لکھ دو انہوں نے ہاتھ سے تمام واقعات لکھے وہ کورٹ میں خود پیش ہوئے۔ اور کورٹ نے ان بیانوں کی تصدیق کی انہوں نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ کی۔ اس رٹ پر ان کو ہائی کورٹ کی طرف سے ہدایت ہوئی کہ آپ ان گواہان کو ہراساں نہ کریں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کارڈ ہمارے پاس نہیں۔ میں اسی کورٹ سے نکل رہا تھا 5 تاریخ کو میری پیشی بھی تھی۔ باہر نامعلوم گسٹاپو تھے' کمانڈوز تھے' کیا تھے؟ وہ صرف سفید کپڑوں میں ملبوس تھے یا بدمعاش تھے۔ مجھے اس بات کا پتا نہیں کہ آیا وہ بستہ ب کے بدمعاش تھے۔ یا پولیس کے ملازم تھے انہوں نے آکر میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ You are under arrest وہ مجھے پکڑ کر ڈی۔ ایس۔ پی فیروز والا کے دفتر لے گئے۔ میں وہاں بیٹھا رہا اس کے بعد فیروز والا تھانے میں لے گئے۔ اس کے بعد مجھے میری فیکٹری لے گئے۔ اس وقت فیکٹری کے تالے وغیرہ توڑ چکے تھے۔ اور سٹور کی دیواریں توڑ رہے تھے۔ کیونکہ سٹور کو خود اسے۔سی نے سیل کیا ہوا تھا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہاں رانا جاوید مجسٹریٹ تشریف لے آئے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ کی فیکٹری کا معائنہ کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ فیکٹری آپ کے کنٹرول میں ہے۔ آپ معائنہ کریں میں اندر نہیں جا سکتا۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ کی فیکٹری کا لائسنس منسوخ ہے۔ اس کے باوجود آپ نے اسلحہ جمع نہیں کرایا۔ میں نے کہا کہ اس کا لائسنس منسوخ نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ میرے پاس فوٹو کاپی ہے۔ میں نے کہا کہ دکھائیں وہ فوٹو کاپی میری دوسری فیکٹری کی تھی۔ جس میں نام کا بھی فرق ہے۔ جب میں نے یہ بتایا کہ مجھے یہ یقین ہے کہ یہ لائسنس منسوخ نہیں ہوا ہے آپ اس کی تسلی کریں۔ انہوں نے کام بند کرا دیا اور حکام بالا سے باتیں کرنے لگ گئے۔ فون کرنے لگ گئے۔ اور یہ ان کے خود الفاظ ہیں I can say on oath انہوں نے کہا کہ یہ غلطی کر گئے ان کو یہ غلط فہمی تھی کہ آپ کی فیکٹری کا لائسنس منسوخ ہو چکا ہے اور اب انہوں نے کل سے مقدمہ بھی درج کر لیا ہے۔ اور آپ کو گرفتار بھی کر

لائے ہیں۔ فیکٹری کے تالے اور دیواریں بھی توڑ دی ہیں۔ They are in big soup لہذا اب یہ آپ پر کوئی چکر چلائیں گے۔ ان کو جب وہاں سے کچھ نہیں ملا وہاں سے جو اسلحہ نکلا وہ تمام سنٹر ایکسائز کے ریکارڈ کو تو چھوڑ دیں ادھر تو تھا ہی تھا۔ اے سی کی عدالت میں جو ریکارڈ تھا وہاں تمام اندراج موجود تھے۔ اس وقت سے نہیں اپریل 1988ء سے موجود تھے۔ اور یہ اس وقت سے ان کی custody میں تھا۔ ان کو کوئی چیز قابل نہ ملی تین دن یہ ادھر لگے رہے۔ اس کے بعد جس کو غرقی کہتے ہیں اور انگریزی میں Base-well کہتے ہیں۔ یہ وہاں پر بنائی جاتی ہے اور اس کی کھدائی شروع تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ وہاں سے 40 من بارود نکلا ہے۔ میں جناب یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ اگر وہاں پر 100 من بارود بھی ہوتا تو وہ بھی قانونی ہوتا۔ لیکن جناب وہ بارود نہیں ہیں آپ کو عرض کرتا چلوں کہ بارود بناتے وقت جو vaste ہوتی ہے اس کو تمام دنیا غرقی میں ہی پھینکتی ہے۔ اور اس کو زمین دوز بنانا ہی تمام دنیا میں محفوظ ترین ہے۔ 80 / 70 فٹ گہرا کنواں کھود کر ایسے مادے جس سے بعد میں نقصان ہو سکتا ہے۔ وہ اس میں پھینک دیتے ہیں۔ اور vaste میں پڑے ہوئے مادے کو نکال کر آپ دکھاتے ہیں کہ یہ بارود ہے۔ درحقیقت وہ vaste ہے اگر میں اس vaste کو بھی بارود مان لوں تو بھی میں نے کوئی جرم نہیں کیا کیوں کہ میرے پاس تو اس کا 1960ء سے لائسنس ہے۔ ایک لاکھ گولی بیک وقت 7 ایم۔ ایم رائفل کی' ایک لاکھ گولی بیک وقت ریوالور کی اور پستول کی' ایک لاکھ کارتوس این--پی-بی بور کا بمع مشری سٹور اور لامحدود۔ اور بیک وقت کا مطلب یہ کہ میں ان کو بیک وقت بنا کر فیکٹری سے باہر کر دوں ایک دن میں بنا کر باہر کر دوں ایک ہفتے میں بنا کر آوٹ کر دوں ایک مہینے میں تیار کر کے باہر کر دوں یہ میری صوابدید ہے اور اس فیکٹری میں بارود نہیں ملے گا تو یہ سرخی پوڈر کا کارخانہ تو ہے ہی نہیں جو سرخی پوڈر ملے گا۔ جناب والا وہ تمام باتیں ساری کی ساری لمبی ہیں یہ تو میں نے مختصر سی سنائی ہیں۔ میرا موجودہ grievance یہ ہے کہ میری گرفتاری کی اطلاع قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سات دن بعد دی گئی اور جان بوجھ کر misguide اور misquote کیا گیا اور تمام ایوان کو غلط مطلع کیا گیا۔ کہ لائسنس منسوخ تھا جبکہ عدالت میں بیان ہو چکا تھا کہ لائسنس منسوخ نہیں۔ کیوں کہ یہ اطلاع سے پہلے ہو چکا تھا اطلاع 7 دن بعد دی گئی ہے۔ سات دن پہلے ان کو معلوم تھا کہ لائسنس منسوخ نہیں بلکہ معطل ہے۔ خود ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کہا تھا۔ میرے یہ دو grievances ہیں۔ رول 62 بالخصوص اور آئین مجھے یہ استحقاق دیتا ہے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ استحقاق کمیٹی کے

سپرد کی جائے' ان سے باز پرس کرنے کے لیے کہ یہ اطلاع دیر سے کیوں دی گئی اور اس ایوان کو misguide کیوں کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ نے جو دیر سے اطلاع دینے کی بات فرمائی ہے یہ تو آپ کی تحریک استحقاق نمبر 20 میں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں شارٹ سٹیٹمنٹ میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرما رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں شارٹ سٹیٹمنٹ دے رہا ہوں اس تحریک استحقاق کو I may withdraw جب یہ آئے گی تب کی بات ہے۔ میں دو چیزیں جناب کو عرض کر رہا ہوں ایک تو میری تحریک استحقاق میں ہے دوسرا میری سٹیٹمنٹ میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جناب وصی ظفر صاحب معزز رکن کے اصرار پر آؤٹ آف ٹرن لی گئی میرے پاس ابھی تک متعلقہ محکمہ سے اس کا جواب نہیں آیا میری گزارش یہ ہے کہ اس کو پینڈنگ کر لیا جائے جب اس کا جواب آجائے گا میں پیش کر دوں گا ویسے جہاں تک جناب والا نے فرمایا ہے کہ انہوں نے جو کچھ تحریک کے متعلق فرمایا ہے وہ ان کی تحریک استحقاق نمبر 20 میں ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اطلاع بر وقت نہیں دی گئی۔ اگر یہ مناسب سمجھتے تو تحریک استحقاق نمبر 20 کو آج لے آتے تو پھر اس پر بات کی جا سکتی تھی۔ اب چونکہ انہوں نے تحریک استحقاق نمبر 19 لی ہے اس لیے اگر یہ اس پر stress نہ کریں اور نمبر 20 کو لیں تو پھر اس پر بات کی جا سکتی ہے۔ تو میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر وہ اصرار کرتے ہیں کہ اس کا جواب دیا جائے تو اس کو pend کر لیا جائے اور جونہی میرے پاس جواب آئے گا میں اس معزز ایوان میں اس کا جواب پیش کر دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ ریکارڈ سیکرٹری صاحب کے پاس ہے محکمے کے پاس نہیں۔ ان کو اطلاع آئی ہے۔ انہوں نے ہمیں چٹھی بھیجی ہے اس چٹھی کے پچھلی طرف لکھا ہے کہ 12- تاریخ کو ان کو چٹھی وصول ہوئی ہے اور اس چٹھی کی ایک طرف لکھا ہے کہ لائسنس کینسل ہو چکا تھا۔ وہ تو سیکرٹری صاحب کے پاس موجود ہے۔ محکمے سے تو جواب نہیں آتا۔

میرے تو دو grievances ہیں ان کا کوئی جواب تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں پھر عرض کروں گا کہ جہاں تک آپ کی اطلاع کی بات ہے وہ تحریک استحقاق نمبر 20 میں ہے اور زیر بحث جو بات ہے وہ تحریک استحقاق نمبر 19 ہے۔ جب اس کی باری آئے گی آپ اس پر بات کر لیجئے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! تحریک استحقاق نمبر 19 میں بھی یہ ہے کہ انہوں نے غلط اطلاع دی۔ انہوں نے یہ اطلاع دی کہ لائسنس منسوخ ہو چکا ہے۔ جبکہ لائسنس معطل ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں پھر عرض کروں گا کہ جہاں تک آپ کی غلط اطلاع دینے کا تعلق ہے وہ جب آپ کی تحریک استحقاق آئے گی تو بات کر لیں گے اور ابھی جو آپ نے تحریک استحقاق نمبر 19 پر Short Statement دی ہے اس پر بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ دونوں کا جواب لے آئیں۔ میں وہ بھی اور یہ بھی پڑھ دوں گا اور یہ consolidated جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ پھر اس کو pending کر لیں۔

وزیر قانون، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔ (قطع کلامی) جی نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب!

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے جو کہ گجرات میں پولیس نے میرے گھر پر چھاپہ مارا تھا' کے سلسلے میں ہے۔ اس کو بھی out of turn لے لیں۔ کیونکہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے اور اس کا نمبر 10 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب لا منسٹر صاحب! ذرا توجہ فرمائیے کہ یہ نوابزادہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کی تحریک استحقاق نمبر 10 کو بھی out of turn لے لیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں بھی وہی مسئلہ درپیش ہے کہ اس کا بھی جواب ابھی تک میرے پاس موصول نہیں ہوا۔ اور چونکہ out of turn عموماً پہلی چار پانچ تحاریک استحقاق آتی ہیں اور ان کے بارے میں مجھے منیریل بھی ملا تھا اور میں نے تیاری بھی کی ہوئی تھی۔ اگر یہ اس کو پڑھ کر

راضی ہوتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اس کا فائدہ کوئی نہیں ہو گا جب تک ہم گورنمنٹ کا Point of view ان کو پیش نہ کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! یہ واقعہ 3- اگست کو پیش آیا اور اسی وقت میں نے تحریک استحقاق دے دی اور سیکرٹری صاحب کو یہ عرض کیا تھا کہ اس کو آپ فوری circulate کرائیں اور ان کے اس پر آرڈر ہوئے تھے۔ تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کے پڑھنے اور شارٹ سٹیٹمنٹ دینے میں کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر آپ نے پڑھنا ہے تو ان کو کوئی اعتراض نہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، تو جناب میں پڑھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ بسم اللہ کیجئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل' ایم پی اے کے خلاف پولیس کی غیر قانونی' بلا جواز' اور اشتعال انگیز کارروائی

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے معاملہ پر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3- اگست صبح طلوع آفتاب سے پہلے ہماری دیہی رہائش گاہ واقع چک نمبر 40 تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پر ایس۔ ایچ۔ او' انسپکٹر پولیس کھیلہ شیخاں کی سربراہی میں ایک پولیس پارٹی نے جو سو افراد سے متجاوز تھی اچانک چھاپہ مارا۔ اس وقت ہم میں سے کوئی بھائی بھی وہاں موجود نہ تھا۔ پولیس نے ہمارے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ خود کار اسلحہ سے لیس تھے۔ پولیس نے ہمارے ملازمین کو بھی گھیرے میں لے لیا۔ باغ میں اور کماد کے کھیتوں میں بھی پولیس تھی اس سے سخت خوف و ہراس پھیل گیا۔ یہ کارروائی مجھے اور میرے اہل خانہ کو ہراساں اور بے عزت کرنے کے لیے کی گئی کیوں کہ میری ایک تحریک استحقاق نمبر 66 گجرات کے ایس پی اور پولیس کے خلاف پہلے ہی استحقاق کمیٹی میں زیر غور ہے۔ مجھ پر یہ تحریک واپس لینے کا دباؤ ہے اور یہ کارروائی بھی اس سلسلہ میں کی گئی ہے اور پولیس مجھے سبق سکھانا چاہتی ہے۔ چھاپہ مار پارٹی نے موقع

پر موجود کسی شخص کو کوئی اجازت نامہ یا وجہ نہیں بتائی ۔ اس کارروائی سے علاقہ میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے ۔ پولیس قاتلوں کو پکڑنے اور میرے تحفظ کے بجائے مجھے ہی پریشان کر رہی ہے اور میرے اہل خانہ کو اذیت پہنچا رہی ہے یہ بھی قوی امکان ہے کہ پولیس مجھے کسی کیس میں ناجائز ملوث کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلہ میں وہ کوئی اقدام بھی کر سکتی ہے ۔ اس صورت حال میں میں بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی اپنے فرائض آزادی سے انجام نہیں دے سکتا ۔ میں نے ڈی۔ آئی۔ جی گوجرانوالہ ڈویژن ' انسپکٹر جنرل پولیس' پنجاب' ایس۔ پی گجرات اور ڈی سی گجرات کو تحریری اطلاع دے دی ہے اور اپنے خدشات اور گجرات پولیس کے ارادوں سے آگاہ کر دیا ہے۔

پولیس کی اس غیر قانونی ' بلا جواز اور اشتعال انگیز حرکت سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ اس کی چھان بین کی جا سکے ۔

جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی کے سامنے میرے ساتھ گجرات پولیس کی مبینہ زیادتیوں ' غنڈوں اور قاتلوں کی پشت پناہی اور میری جان کو خطرے کے متعلق ایک استحقاق کی تحریک پہلے ہی استحقاق کمیٹی کے سامنے تھی۔ اور 2 اگست کو اس سلسلہ میں استحقاق کمیٹی کی آخری میٹنگ ہوئی اور میں لاہور سے اسلام آباد چلا گیا اور ادھر مجھے اطلاع دی گئی کہ 3 اگست صبح سویرے raid ہوئی جس میں تقریباً ڈیڑھ سو کمانڈوز اور پنجاب کنسٹیبلری بھی تھی اور انہوں نے ایسے حملہ کیا کہ شاید وہاں پر کوئی انتہائی خطرناک عناصر یا کوئی ایسی چیز ہے جسے پکڑ لیں ۔ اور یہ عجیب و غریب بات ہے کہ 2 اگست کو یہاں استحقاق کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے اور 3 اگست صبح کو انہوں نے وہاں پر حملہ کیا ہے۔ جناب والا ! اس کی مجھے وجہ نہیں بتائی گئی۔ آئی جی سے پوچھا ہے۔ میں نے ڈی۔ آئی۔ جی سے پوچھا ہے اور ایس۔ پی تو اس قابل ہی نہیں کہ اس سے بات کی جائے۔ ہر افسر سے میں نے پوچھا ہے ۔ حالانکہ میں نے وزیر اعلیٰ سے رجوع کیا ۔ وزیر اعلیٰ نہیں ملے اور میں نے ان کے چھوٹے بھائی شہباز شریف سے عرض کی کہ میرے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے اور کیوں کیا جا رہا ہے ؟ خطرہ بھی میری جان کو ہے ۔ پولیس نے میرے مکان پر گارڈ بٹھائی ہوئی ہے اور وہی پولیس میری ایک اور رہائش گاہ پر raid کر رہی ہے ۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟ تو انہوں نے کہا کہ میں آئی۔جی سے پوچھتا ہوں ۔ خدا جانے انہوں نے آئی۔جی سے پوچھا کہ نہیں؟ ایس۔پی کو پوچھا کہ نہیں؟ یہ بات صرف اتنی ہے کہ گجرات پولیس مجھے بے عزت کرنا چاہتی ہے ۔ اور شریف آدمی کے گھر پر اگر raid کر دیا

جائے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی بے عزتی ہو گئی ۔ حالانکہ عزت بے عزتی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ انہوں نے علاقہ میں میری بے عزتی تو کی اور خوف و ہراس پھیلایا کہ پتا نہیں یہاں کیا ہو گیا ہے؟ جناب والا ! وزیر قانون بیٹھے ہیں انہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ حکومتوں کا وقار امن قائم کرنے سے بڑھتا ہے ۔ حکومتوں کا وقار شرفاء پر ہاتھ ڈالنے سے نہیں بڑھتا ۔ اور یہ جو وزیر قانون ہیں ان پر اس قسم کے raids اور چھاپے ہوتے اور اس اسمبلی میں اس قسم کی آواز سنائی دی ہے۔ یہ ہوتا رہتا ہے لیکن جناب والا ! افسوس یہ ہے کہ جن غنڈوں اور قاتلوں کے بارے میں یہ کہہ کر دیا ہے کہ ان کے پاس اتنا اسلحہ ناجائز ہے مگر صوبائی اسمبلی کے ایک رکن کی تحریری شکایت پر تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی مگر الٹا انہوں نے ڈیڑھ سو پولیس کے ساتھ میرے گھر پر raid کیا اور یہ ہماری سو سالہ سیاسی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ پولیس نے ہمارے مکان پر raid کیا' بغیر اجازت کے کیا اور بلا وجہ کیا اور وہاں سے سوائے شرمندگی کے کچھ برآمد نہیں ہوا اور میری اطلاع ہے کہ چھوٹے پولیس اہل کاروں نے ایس۔پی پولیس' گجرات کو بتایا کہ ان کے گھر پر چھاپہ مارنا سراسر زیادتی ہے کیونکہ نہ تو وہ اس قماش کے ہیں اور نہ ہی وہاں سے کچھ نکلے گا لیکن اس کے باوجود ایس۔پی' گجرات نے اصرار کیا کہ مجھے وہاں پر چھاپہ مارنے کا حکم ہے اور وہ چھاپہ مارا گیا اور جناب والا ! میں معذرت سے کہوں گا کہ ایک پیپسی کولا کے ٹرک کا تقدس تو اتنا زیادہ ہے کہ اگر پیپسی کولا کی ایک بوتل پر ایف۔آئی۔اے چھاپہ مارتی ہے تو ان کو تو گرفتار کر لیا جاتا ہے مگر صوبائی اسمبلی کے ایک رکن' ایک شریف زادے پر جن کی سو سالہ سیاسی تاریخ میں ان کے گھر پر آج تک کوئی چھاپہ نہیں مارا گیا جناب والا ! اس کے گھر پر ڈیڑھ سو پولیس والے چھاپہ ماریں اور ان اہل کاروں کے خلاف کوئی ایکشن نہ ہو تو میں نے صوبائی وزیر قانون سے یہ بھی پوچھنا ہے کہ کیا پیپسی کولا کا تقدس اتنا قابل احترام ' مقدس اور باعزت ہے اور جو صوبائی اسمبلی کے ارکان ہیں کیا وہ اتنے با عزت نہیں ہیں؟ اور کیا ان کے گھروں کا کوئی تقدس نہیں؟ آخر مجھے بتایا جائے کہ آج تک گجرات پولیس نے ان قاتلوں کو جنھوں نے اوپر نیچے آٹھ قتل کیے ہیں اور پھر آزاد کشمیر کے اندر انسپکٹر پولیس کو قتل کیا ہے تو پھر ان کو کیوں نہیں پکڑتی؟ جب کہ وہ گجرات میں موجود ہیں اور وہ گجرات شہر میں رہتے ہیں اور وہ سرکاری نمبر کی کاروں میں پھرتے ہیں اور ایس۔ پی گجرات کو پتا ہے کہ وہ قاتل کہاں ہیں۔ آزاد کشمیر کی پولیس انہیں پکڑنے آتی ہے مگر گجرات پولیس انہیں پکڑنے نہیں دیتی اور ایک انسپکٹر پولیس مظہر شاہ ان کو پکڑنا چاہتا تھا اور اس

نے ایک ' دو raid کیے مگر جناب والا ! اس کا تبادلہ گوجرانوالہ کرا دیا گیا۔ اور بعد میں اسے سہالہ میں ٹریننگ کے لیے بھیج دیا گیا تو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ گجرات پولیس قاتلوں کو پکڑتی ہے یا نہیں پکڑتی؛ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ پولیس کی قاتلوں کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے؛ میں اپنی حفاظت خود کرنا جانتا ہوں اور کر رہا ہوں اور وہ پولیس میرے گھر پر کیوں بٹھائی ہوئی ہے جو میرے گھر پر چھاپے مارتی ہے جناب والا ! مجھے بتایا جائے کہ کس کے حکم پر میرے گھر پر چھاپہ مارا گیا؟ جبکہ میری ان بدمعاشوں کے خلاف شکایات موجود ہیں جناب والا ! کسی نے ایوان میں کہا ہے کہ اس تحریک کا نمبر دس ہے اگر یہی حالات رہے اور وزیر قانون نے اگر اسی طرح قانون کی پاسبانی کی اور انہوں نے یہی کہا کہ پنجاب پولیس کی وجہ سے پنجاب جنت نظیر بنا ہوا ہے تو جناب وزیر قانون کی اگر یہی جنت ہے تو ہم اس جنت سے باز آئے ۔ جہاں پر شرفاء کی نسبت پیپسی کولا زیادہ مقدس ہے اور پتا نہیں کہ سٹرونگ کولا اس سے کتنے مقدس ہوں گے یہ میں نہیں جانتا اور میں نے میاں شہباز شریف سے عرض کی کہ حضور اس ایس ۔پی کو گجرات سے کہیں اور لے جائیں اس سے ممبران خوش نہیں وہ تو ایک حوالدار کی طرح برتاؤ نہیں کرتا اس کو پتا ہے کہ قاتل کہاں ہیں۔ یہ میری آپ سے درخواست ہے کہ میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اور میری پرائیویسی کو انہوں نے جو مجروح کیا ہے اور انہوں نے وہاں پر کوئی اجازت نامہ نہیں دکھایا اور چادر اور چار دیواری تو اب افسانے میں چلی گئی۔ جناب والا ! میری آپ سے التجا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو اب کمیٹی کے پاس بھیجیں تاکہ پتا چلے کہ اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں اور پولیس اور حکومت اس سے کیا نکلنا چاہتی ہے۔ میری جناب سے درخواست ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ نواب زادہ صاحب' یہ پہلے ہی ملتوی ہو گئی تھی ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! یہ کیسے ملتوی ہو گئی ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب نے اس سے پہلے ہی فرمایا تھا کہ اگر آپ اسے پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کے جواب کے لیے انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ یہ تحریک استحقاق ان کے پاس نہیں آئی اس لیے اسے ملتوی کر دیا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! میرے گھر پر raid کا نوٹس تھا کیا ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا یہ تو ان کی نا اہلی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نواب زادہ صاحب! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس کی admissibility پر بات کی جائے ؟

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو اس وقت جائے گی جب اس کی admissibility پر بات ہو جائے گی ۔ وزیر قانون صاحب نے تو فرمایا ہے کہ اسے ملتوی کر لیں ۔ اگر آپ ملتوی نہیں کروانا چاہتے اور اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے ۔

جناب نذر حسین کیانی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! آپ کی رولنگ کے بعد اس موضوع پر بات کرنا مناسب نہیں لیکن اس سے پہلے میرے ایک بھائی جناب وصی ظفر صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک تحریک استحقاق پیش کی اور اس کے بعد جناب نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب نے آپ کی خدمت میں اپنی معروضات پیش کیں میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ اگر اس جانب سے ہمارے لوگ گرفتار کیے جائیں یا پولیس ان کے گھروں پر چھاپے مارے تو اس بات کو وزیر قانون انتوا میں کیوں ڈالنا چاہتے ہیں ؟ جناب والا ! یہ سیدھی بات ہے کہ ممبران جنھوں نے آپ کے سامنے حقائق بیان کیے ہیں ان کی باتیں سننے کے بعد وزیر قانون کو انتہائی فراخ دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان تحاریک استحقاق کو قبول کر لینا چاہیے تھا اور انہیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہیے تھا لیکن اس کے بعد اگر اس کو ملتوی کیا جاتا ہے تو مجھے اس پر انتہائی افسوس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیانی صاحب ! آپ کی مہربانی ۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں آپ خود بھی فرما رہے تھے کہ چیئر کے فیصلے کے بعد آپ کو بولنا ہی نہیں چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے آپ کے سامنے نواب زادہ صاحب سے بات کی ہے کہ اگر وہ اسے زیر بحث لانا چاہتے ہیں یا اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں تو most welcome انھوں نے تو مجھ سے اتفاق کیا ہے آپ تشریف رکھیں ۔

جناب نذر حسین کیانی، جناب والا ! نہ ہی میں اتھارٹی کو چیلنج کر رہا ہوں اور نہ ہی آپ کی رولنگ کو چیلنج کر رہا ہوں جناب والا! میری تو یہ التماس ہے کہ ان تحاریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے میں آپ کو کیا اعتراض ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کیانی صاحب ! آپ تشریف رکھیں ۔ یہ تو استحقاق کمیٹی کے پاس اسی وقت

جاتی ہیں جب ان کی admissibility پر بات ہو جائے ۔ اور وہ admit ہو جائیں۔ جی سید ذاکر حسین شاہ ' تحریک استحقاق نمبر 1 ۔

آٹے ' سوجی اور میدے کی بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی

سید ذاکر حسین شاہ : جناب والا ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے آٹے ' سوجی اور میدے کی بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی عائد کر دی ہے ۔ حکومت پنجاب کا یہ اقدام غیر آئینی ہے اور وہ اس قسم کی پابندی عائد کرنے کی مجاز نہیں ۔ کسی بھی صوبائی حکومت کی جانب سے آٹے کی بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی آئین کے منافی ہے اس لیے پنجاب سے دوسرے صوبوں کو آٹے کی ترسیل پر پابندی بھی خلاف آئین ہے یہ کم گندم پیدا کرنے والے علاقوں کے عوام کو بھوکوں مارنے کی سازش ہے جس کا مقصد صوبہ سرحد کے عوام اور حکومت کی تکالیف و مشکلات میں اضافہ کرنا ہے کیونکہ اس صوبے کے عوام ہمیشہ سے اپنی آٹے کی اضافی ضروریات پنجاب سے ہی پوری کرتے ہیں سرحد میں افغان مہاجرین کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی بھی وہاں آٹے کی قلت کی باعث ہے اس لیے ماضی میں بھی پنجاب کی کسی حکومت نے سرحد اور بلوچستان کے عوام کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے آٹے کی ترسیل پر کبھی پابندی عائد نہیں کی اس پابندی پر بطور احتجاج پنجاب کی فلور ملوں کی ہڑتال سے خود پنجاب میں آٹے ' سوجی اور میدے کی قلت پیدا ہو گئی ہے حکومت پنجاب کے اس غیر آئینی اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے چنانچہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

وزیر امداد باہمی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! تحریک استحقاق اس شکل میں بنتی ہے جب اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہو یا اس سے کسی فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہو یہ تحریک التوائے کار بن سکتی تھی۔ اسے تحریک استحقاق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' رانا صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر ! حکومت کا ہر وہ اقدام جو غیر قانونی ہو' جو آئین کی خلاف ورزی ہو وہ قواعد و ضوابط کے مطابق استحقاق کا موضوع بن سکتا ہے اور میں ابھی بتاتا ہوں کہ کس طرح

آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 151 کو میں پڑھتا ہوں۔

Inter-Provincial trade. Article 151

(1) Subject to clause (2), trade, commerce and intercourse throughout Pakistan shall be free.

(3) A Provincial Assembly or a Provincial Government shall not have power to-

(a) make any law, or take any executive action, prohibiting or restricting the entry into, or the export from, the Province of goods of any class or description.

جناب والا! یہ آئین کے آرٹیکل 151 کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔ پاکستان کے آئین میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ چاروں وفاقی یونٹوں کے درمیان تجارت آزاد ہو گی۔ کوئی صوبائی حکومت انٹر پراونسز تجارت پر آئین کے مطابق پابندی لگانے کی مجاز نہیں اور جب حکومت پنجاب نے آٹے، سوجی اور میدے کی نقل و حمل پر پابندی لگائی تو آئین کی دفعہ 151 کی زبردست خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ تو اس تحریک استحقاق کا آئینی پہلو تھا اب جناب والا! پابندی لگانے کا کوئی مقصد ہوتا ہے، کوئی غرض ہوتی ہے، کوئی مطلوب ہوتا ہے یہ بتائیں کہ اس پابندی سے کون سا فائدہ مقصود و مطلوب تھا۔ جبکہ پنجاب حکومت کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق اس سال پنجاب میں 10.4 ملین ٹن گندم پیدا ہوئی اور ایک ملین ٹن پنجاب کی ضروریات کے لیے کافی ہے۔ سرپلس گندم جو پیدا ہوئی ہے یہ ہمیشہ بلوچستان اور صوبہ سرحد میں برآمد کی جاتی رہی ہے، وہاں آپ بھیجتے رہے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ جب 30 لاکھ افغان مہاجرین بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ لوگ ان کے سب سے بڑے ہمدرد بنتے ہیں اور ہر پلیٹ فارم پر یہ کہتے ہیں کہ افغان مہاجرین کو ضروری سہولتیں فراہم کی جائیں، ان کے کاز اور ان کے مؤقف کی حمایت کی جائے پھر جب صوبہ سرحد میں افغان مہاجرین بیٹھے ہوئے ہیں اور جان بوجھ کر صوبہ سرحد کی حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرنے کے لیے یہ غیر آئینی پابندی لگائی گئی ہے۔ جناب والا! وہ لوگ جو inter provinces تجارت سے واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ صوبہ سندھ میں ایک ماہ پہلے گندم پکنا شروع ہو جاتی ہے اور وہاں سے پنجاب میں آتی ہے

لیکن سندھ کی گورنمنٹ نے کبھی پابندی نہیں لگائی۔ پھر سرحد میں پنجاب کی گندم کے بعد گندم پکتی ہے اور پھر پنجاب کی گندم سرحد اور بلوچستان جاتی ہے۔ انہوں نے جب پابندی لگائی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! کیا یہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جی ہاں! جناب والا! شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ اس کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ جناب والا! ابھی تو میں نے اس تحریک استحقاق پر بہت باتیں کرنی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! ابھی آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دے لیں۔ دوسری باتیں اس کی admissibility پر ہو جائیں گی۔ شارٹ سٹیٹمنٹ کا مطلب یہ ہے کہ آپ شارٹ کریں۔ پلیز

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس پابندی کا کیا مقصد تھا؟ اس غیر آئینی اقدام کا کیا مقصد تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دیں اس کی admissibility پر اگر بات ہو گی تو اس میں یہ بات آ جائے گی۔ شارٹ سٹیٹمنٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو آپ شارٹ کریں۔ اس پر آپ دو گھنٹے نہیں بول سکتے۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، اس کی کیا Definition ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی Definition یہی ہے کہ آپ نے جو شارٹ بات کرنی ہے وہ کریں اس پر آپ دو گھنٹے تک نہیں بول سکتے۔

سید ذاکر حسین شاہ، نہیں، آپ پہلے یہ define کریں کہ شارٹ سٹیٹمنٹ کا کیا مطلب ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہ شارٹ سٹیٹمنٹ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس پر آپ بہت زیادہ لمبی تقریر نہیں کر سکتے۔ شارٹ سٹیٹمنٹ کا مطلب ہی یہی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں اس کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ اس سے کروڑوں عوام کا رزق وابستہ ہے۔ اس سے چاروں وفاقی یونٹوں کے درمیان نفرت پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ جناب والا! اس پر آپ بات کیوں نہیں کرنے دیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! بات نہ کرنے کی نہیں ہے۔ اس میں رولز کی بات ہے۔ آپ اس کو شارٹ کریں اور واننڈ اپ کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! ہم غیر آئینی پابندیاں نہیں لگنے دیں گے۔ یہاں غیر آئینی کوئی اقدام نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ رولز کے تحت بات کیجیے۔ ایسا لہجہ اپنانے سے یا اس طرح بات کرنے سے رولز نہیں تبدیل ہوتے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دیں۔ اس پر آپ گھنٹہ دو گھنٹے کیسے بولیں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ، آپ میری بات سنیں تو سہی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سن رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! شارٹ سٹیٹمنٹ کے لیے وقت کی کوئی حدود و قیود نہیں اس کا انحصار ہر تحریک استحقاق کی نوعیت اور کیفیت پر ہے۔ جناب والا! میں یہ جو تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں اس سے کوئی ایک شخص وابستہ نہیں بلکہ اس سے تین صوبوں کے کروڑوں عوام وابستہ ہیں اور یہ جو منفی، غیر آئینی اور غیر قانونی اقدام کیا گیا ہے اس سلسلے میں میری معروضات آپ سن لیں۔ یہ وفاق اور خود پنجاب کے مفاد میں ہے۔ جناب والا! اس سے خود پنجاب کے کسان کو نقصان پہنچا ہے۔ یہ جب پابندی لگی ہے تو پہلے ہی گندم کی قیمتیں پنجاب میں کم ہیں اور اس پابندی کی وجہ سے اس کی قیمتیں اور کم ہوئیں۔ اس کی وجہ سے Flour Milling Industry کو نقصان ہوا۔ جناب والا! اس سے چھوٹے صوبوں کے عوام کے درمیان پنجاب کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ یہ آئین کی دفعہ 151 کی خلاف ورزی ہے چنانچہ میری گزارش ہے کہ پنجاب کے مفاد کی خاطر تینوں صوبوں کے پاکستانی عوام کے مفاد کی خاطر، میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون کے ہوتے ہوئے دوسرے کوئی اور صاحب کیوں جواب دینے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں جیسا کہ رانا پھول خان صاحب بار بار کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا ہر بات کا جواب یہی دیں گے۔ کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب! آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہر معزز ممبر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ بول تو نہیں رہے۔ کسی نے اجازت تو نہیں دی۔ پوائنٹ آف آرڈر پر تو ہر

معزز ممبر کا حق بنتا ہے کہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔

خواجہ محمد یوسف، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا حق تو ہو سکتا ہے لیکن وہ چیئر کی اجازت سے ہو سکتا ہے بغیر اجازت کے نہیں۔ بے شک وہ وزیر ہیں لیکن وزیر ہونے سے ان کے نیچے کوئی spring تو نہیں لگ گیا کہ وہ اٹھتے بیٹھتے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بجا فرمایا۔ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ' تشریف رکھیں۔ جی لاءمنسٹر صاحب---

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب فرمایئے۔

وزیر امداد باہمی، جناب میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ تحریک استحقاق اس معزز ایوان کے استحقاق مجروح ہونے پر یا اس اسمبلی کے کسی رکن کے استحقاق مجروح ہونے پر پیش کی جاسکتی ہے۔ حکومت کی پالیسی پر' اس کے معاملات پر' تحریک استحقاق پیش نہیں ہوسکتی۔ اس لیے اب اس کا جواب لینے کی آپ کو ضرورت نہیں۔ میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا یہ تحریک استحقاق ہے یا تحریک التوائے کار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب! آپ تشریف رکھیں۔ مجھے رولنگ دینے تو دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب سپیکر اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب نذرحسین کیانی، جناب والا! سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ میں آئین کی دفعہ 151 کو quote کیا ہے جو غالباً رانا پھول خان صاحب کی سمجھ میں نہیں آئی یا تو وہ اسے پڑھ لیں اگر نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم اپنا پوائنٹ آف آرڈر ہی withdraw کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیانی صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! اس اسمبلی کی کارروائی کے صوبائی اختیارات جو ہیں وہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہیں' اور یہ بات قواعد و ضوابط کے خلاف ہے' انہیں یہ علم نہیں کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ مجھے بات تو کرنے دیں' آپ تشریف رکھیں' یہ تو آپ بات اس وقت کریں جب اس کی admissibility پر بات ہو گی۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ

تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں' اور جب میں آپ سے دریافت کروں گا' تو اس وقت آپ فرمائیے گا' آپ تشریف رکھیں۔

بیگم صغیرہ اسلام ، جناب سپیکر! آپ انھیں سکھائیں کہ ایک طریقہ کار ہوتا ہے' یہ وزیر ہیں' ان کا بار بار اس طریقے سے کھڑے ہو کر ہر بات کا جواب دینا درست نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی' بیگم صاحبہ! آپ تشریف رکھیں' گھمن صاحب آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جناب جاوید محمود گھمن: میں اپنے محترم ساتھی رانا پھول محمد صاحب' جو کہ اب وزارت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا چکے ہیں' سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بار بار اس ایوان کی کارروائی میں مخل ہوتے ہیں اور بغیر پوائنٹ آف آرڈر کے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جناب سپیکر کا کام بھی وہ سنبھالتے ہیں' لاءمنسٹر کا کام بھی وہ سنبھالتے ہیں اس ایوان میں کوئی بھی فاضل ممبر بولے' اس کا وہ جواب دیتے ہیں' یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ان کو نظم و ضبط کے مطابق چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. آپ کا شکریہ' آپ تشریف رکھیں' مجھے اس پر بات کرنے دیں--- جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ. جناب والا' میری تحریک استحقاق کی ابھی تک حکومت کی طرف سے مخالفت نہیں کی گئی ہے' لہذا یہ خود بخود استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گئی ہے اور اب تک چونکہ کسی نے مخالفت نہیں کی یہ خود بخود منظور ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. یہ کیسے ایڈمٹ ہو گئی ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ. جناب والا! کیا اس کی کسی نے مخالفت کی ہے؟ کوئی وہاں سے بولا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر. شاہ صاحب! چیئر نے تو ابھی تک آپ کی تحریک پر رولنگ نہیں دی ہے درمیان میں آپ سارے دوست پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جاتے ہیں' آپ تشریف رکھیں' کیانی صاحب' چیمہ صاحب' آپ تشریف رکھیں' مجھے جب ضرورت محسوس ہوئی تو میں لاءمنسٹر سے پوچھ لوں گا۔ جب چیئر محسوس کرے گی' ان سے ضرور دریافت کرے گی۔ آپ حضرات تشریف رکھیں' --- جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔

The question does not relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rule made under any law. In relation, the Assembly is not involved

as it is an administrative matter of ordinary nature. I rule it out.

جی نواب زادہ صاحب!

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ استحقاق کی موشن یا کوئی اور موشن جب پیش ہو اور اگر اس کی وزیر قانون مخالفت نہ کریں اور اس سے پہلے ہی اگر سپیکر اس پر رولنگ دے دے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سپیکر نے اسے چیمبر میں ہی مسترد کر دیا ہے' آپ کو اسے چیمبر میں مسترد کرنے کا حق ہے' لیکن جب وہ اس ایوان میں آ جائے تو اس پر لاء منسٹر بات کریں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' میں نے قواعد کے مطابق بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں --- اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں' تحریک التوائے کار نمبر ۱ پیش ہوتی ہے جو کہ خواجہ محمد یوسف صاحب کی طرف سے ہے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! مہربانی کر کے اس کی کاپی مجھے بھجوا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ان کو کاپی دے دیں۔

افیون کے پوڈر کی فروخت

خواجہ محمد یوسف: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ سیالکوٹ میں ایک شخص کو پچھلے دو سال سے افیون کا پوڈر فروخت کیا جا رہا ہے اور یہ پوڈر بامنظوری گورنمنٹ آف پنجاب جاری ہو رہا ہے اور جس کو جاری ہو رہا ہے وہ نہ تو کسی فارماسیوٹیکل کمپنی کا مالک ہے اور نہ ہی خود دوائیاں بنانے کا مصدقہ اہل ہے۔ لہذا یہ پوڈر بھی اسی طرح استعمال ہو رہا ہے جیسے ہیروئن استعمال ہوتی ہے اور اس طرح سے سینکڑوں لوگوں کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہے معلوم کیا جانا چاہیے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور یہ کرانے والا کون ہے؟ لوگوں کی زندگی بچانے کا بندوبست کریں اور ان لوگوں کو قانون کے حوالے کیا جائے جو کہ لوگوں کی زندگی سے کھیل رہے ہیں۔ مسئلہ فوری توجہ اور دخل اندازی کا ہے۔ عوام میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ امن عامہ کو خطرہ ہے اور لوگوں کی صحت تباہ ہونے کا خدشہ ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ تحریک منظور کی جائے۔ اور اسے زیر بحث لایا

جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون !

وزیر قانون ، جناب والا ! ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص مسمی حکیم محمد یوسف صدیقی کو بحوالہ شاہین لیبارٹری، جناح پارک کالونی سیالکوٹ، محکمہ ابکاری و محصولات کی طرف سے متعلقہ لائسنس ٹی ٹی۔ 5 مورخہ 27 اگست 1986ء کو جاری کیا گیا تھا، جس کی بنیاد پر متذکرہ حکیم صاحب ایک کلوگرام پوڈر افیون رکھنے اور ادویات میں استعمال کرنے کے مجاز ہیں، مذکورہ لائسنس کے جاری کرنے کا اختیار ڈائرکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن گوجرانوالہ کو حاصل ہے جو کہ ضلعی کمیٹی مشتمل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سوشل ویلفیئر، ضلعی صدر انجمن پاکستان دواخانہ جات اور ضلع آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی سفارش پر جاری کیا جاتا ہے۔ متذکرہ لائسنس دار حکیم محمد یوسف صدیقی بورڈ آف یونانی آیروویدک سسٹم آف میڈیسن پاکستان کا رجسٹرڈ درجہ اول حکیم ہے جسے لائسنس اتھارٹی مجاز نے مندرجہ بالا کمیٹی کی سفارش پر لائسنس جاری کیا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مذکورہ لائسنس دار شاہین لیبارٹری سیالکوٹ سے منسلک ہے، اور مختلف یونانی ادویات تیار کرتا ہے۔ لائسنس دار حکیم ہر ماہ باقاعدگی سے افیون پوڈر کا مقررہ کوٹہ ایک ایک کلوگرام حاصل کرتا ہے اور افیون پوڈر کو سائینو کو نامی کھانسی کا شربت بنانے میں استعمال کرتا ہے، کھانسی کا یہ شربت ایک یونانی دوا ہے، جس کے بنانے کے دوران محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن یا محکمہ صحت پنجاب کی طرف سے دوائی کی کوالٹی اور مارکیٹنگ پر کوئی کنٹرول نہیں۔ بہرحال احتیاط کے طور پر محکمہ کے ایک آفیسر کی موجودگی میں افیون پوڈر کی مقررہ مقدار کو شربت کے محلول میں ڈالا جاتا ہے۔ بطابق فارمولا لائسنس دار متذکرہ حکیم ایک کلو پوڈر افیون سے چار ہزار کھانسی کے شربت کی بوتلیں تیار کرتا ہے۔ اس شربت میں مارفین کی مقدار .025 فی صد ہے۔ کھانسی کا شربت مقامی دوا فروشوں کو ٹرانسپورٹ پرمٹ کی بناء پر فروخت کیا جاتا ہے اور لائسنس دار مذکورہ دوائی کی فروخت کا باقاعدہ حساب رکھتا ہے۔ لائسنس دار کے خلاف افیون پوڈر کے ناجائز استعمال کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔ تاہم افیون کے ناجائز استعمال کی شکایت اور ثبوت کی صورت میں لائسنس دار کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ جناب والا! یہ صورت حال ہے وہ باقاعدہ لائسنس دار ہے کوئی غیر قانونی کام نہیں کر رہا ہے۔ اور وہ ایک مہینے میں چار

ہزار بوتلیں کھانسی کے شربت کی بناتا ہے' اس وجہ سے یہ تحریک التوائے کار قابل منظوری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین (میاں منظور احمد وٹو) : خواجہ صاحب آپ تشریف رکھیں ' آپ نے اپنی تحریک پڑھ لی ہے۔ اب اس پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی ضیاء بنگش صاحب کو اجازت دوں گا' کیونکہ ابھی تک آپ نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ لہ منسٹر نے اپنا جواب دیا ہے ---- میں کسی کو بحث کی اجازت نہیں دے رہا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں ۔ آپ صاحبان تشریف رکھیں کیونکہ ہم نے اس ایوان کو Rules and Regulation کے مطابق چلانا ہے۔ آپ دو تین آدمی بیک وقت نہیں بول سکتے ہیں۔ میں یہ پوائنٹ آؤٹ کروں گا کہ آپ بیک وقت دو آدمی نہیں بول سکتے ہیں۔ میں نے ابھی بولنے کی اجازت نہیں دی ہے اور سپیکر کا فیصلہ ممبران کو ماننا پڑتا ہے۔ آپ لوگ بیٹھیں' تشریف رکھیں۔ میں اب اس بارے میں گزارش کروں گا اور آپ سنیں۔

The motion does not contain a matter of recent occurrence as it is pending for some time. An identical motion No 47 was given notice of during the previous session on 23 . 2 . 89 which lapsed on prorogation of that session. It is not a recent but continuing process and should not be raised through an adjournment motion. Therefore, I rule it out.

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ رولنگ انگریزی میں پڑھ رہے ہیں تو آپ اس میں لفظ "اناسی" نہیں پڑھ سکتے۔ اس لیے آپ اس کو برائے مہربانی eighty nine پڑھا کریں۔

جناب چیئرمین : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں ۔ You cannot challenge my decision. یہ دیکھیں چار آدمی بیک وقت کھڑے ہوگئے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : یہ پنجاب اسمبلی ہے اس میں اردو بولی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین : جی چودھری محمد وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سپیکر ایوان کو مخاطب کرتے ہوئے اس طرح انگلی کا اشارہ کر سکتا ہے۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین : اشارہ کر سکتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ وہ منہ سے بھی بول سکتا ہے اور فاضل

رکن کو اشارہ بھی کر سکتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 2۔ سید ذاکر حسین شاہ (قطع کلامیاں)

میں فاضل ممبران کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔ برائے مہربانی ایوان کو مچھلی گھر نہ بنائیں۔ ضابطے اور اصول کے مطابق بات کریں۔ اب میں نے سید ذاکر حسین شاہ کو تحریک التوائے کار نمبر 2 پیش کرنے کے لیے کہا ہے۔

خواجہ محمد یوسف ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب حکومت نے ہیروئن فروخت کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، جناب میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب (قطع کلامیاں) میں قواعدوضوابط کے مطابق ہی چلوں گا۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔ تحریک نمبر 2 ۔ اگر وہ نہیں کھڑے ہوتے تو میں آگے چلتا ہوں۔ میں نے سید ذاکر حسین شاہ کو call upon کیا ہے۔ اگر وہ نہیں کھڑے ہوتے تو میں آگے چلتا ہوں۔ نمبر 3۔ (قطع کلامیاں)۔ سید ذاکر حسین شاہ نمبر 3۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! یہ کس رول کے تحت آپ رول آؤٹ کرتے جا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، نمبر 3

سید ذاکر حسین شاہ، جناب نمبر 2 ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں نمبر 2 کو میں نے disallow کر دیا ہے۔ کیوں کہ آپ کھڑے ہی نہیں ہوئے۔ میں نے تین دفعہ آپ کا نام بولا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب میں کھڑا تو ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین، اب آپ نمبر 3 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! مجھے ابھی تو تحریک التوائے کار کی کاپی ملی ہے۔

جناب چیئرمین، میں نے کہا ہے کہ اب آپ نمبر 3 پڑھیں۔ اب میں فیصلہ دے چکا ہوں اس لیے آپ نمبر 2 نہیں پڑھ سکتے۔ جب میں نے تین دفعہ آپ کو call upon کیا ہے اور آپ نہیں اٹھے ہیں۔ اب آپ نمبر 3 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! ابھی تو انہوں نے مجھے موشن کی کاپی دی ہے۔

جناب چیئرمین، اب آپ نمبر 3 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، میں نمبر 2 پڑھوں گا۔

جناب چیئرمین، اگر آپ نمبر 3 بھی نہیں پڑھتے تو میں پھر آگے چلتا ہوں۔ آپ نمبر 3 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! آپ کے حکم کے بعد مجھے اب تحریک التوائے کار کی کاپی ملی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، میں ایک فیصلہ کر کے اب واپس نہیں لوں گا۔ آپ اپنا حق ضائع کر چکے ہیں۔ اب میں تیسری مرتبہ کہتا ہوں کہ نمبر 3 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، کبھی پہلے بھی اس طرح ہوا ہے؟ مجھے تو تحریک کی کاپی اب ملی ہے۔

جناب چیئرمین، اب میں نمبر 4 پر آتا ہوں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب نمبر 4 پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! اب انہوں نے مجھے نمبر 2 کی کاپی دی ہے۔

جناب چیئرمین، نمبر 4 پڑھیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ تو مہمان ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو چند گھڑیوں کے لیے سپیکر بنا دیا ہے۔ اس لیے ازراہ کرم اپنے فیصلوں میں اعتدال برتیں۔ اگر آپ اعتدال نہیں برتیں گے تو آپ خدا کو بھی جواب دیں گے۔ ابھی یہ کرسی آپ سے چھن جانی ہے۔ یہ کرسی آپ کے ساتھ نہیں جانی۔ اس لیے جناب سپیکر یہ بہتر ہے کہ آپ عدل و انصاف سے رہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ----

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ یہی تو میری مشکل ہے کہ جب ایک ممبر بول رہا ہوتا ہے دوسرے لوگ بولنے لگ جاتے ہیں۔ پہلے ایک فاضل رکن کو بات کر لینے دیں۔ اس کے بعد میں آپ کو اجازت دوں گا۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ قانون کی کتابیں پڑھتے رہتے ہیں۔ اس لیے قانون کی کتابیں پڑھ کر کوئی غلط فیصلہ نہ کریں آپ نے روز محشر بھی جواب دینا ہے۔ یہاں بھی جواب دینا ہے۔ جناب سپیکر! آپ ایسی باتیں یہاں بیٹھ کر نہ کریں۔ پارٹیاں بدلنا تو کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ یہ کوئی اتنی بری بات نہیں۔ یہ ہمارے سپیکر ہیں اگر انہوں نے پارٹی بدلی ہے تو کوئی جرم نہیں کیا۔ جناب سپیکر آپ اتنے قابل اور لائق آدمی

ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ بات کو سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! صحیح فیصلے کریں اور خدا کے عذاب سے بھی بچیں۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب! تشریف رکھیں۔ اب میں تمام ممبران کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ معزز رکن نے چند ایک گزارشات کی ہیں۔ میں اس سلسلے میں ایوان کو اعتماد میں لیتا ہوں۔ میں رولز کے مطابق strictly عمل کر رہا ہوں۔ یہ آپ سن لیں کہ"

197. Whilst sitting in the House a member.

(i) shall not read any book, newspaper or letter except in connection with the business of the House;

(ii) shall not interrupt any member by disorderly expressions or notices or in any other disorderly manner;

(iii) shall not pass between the Chair and any member who is speaking;

یہ بھی طریق کار میں آتا ہے کہ جب کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو اس کے آگے سے نہ گزرا جائے ایوان کے جو رولز ہیں اس کے مطابق اس بات کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ"

(iv) shall not leave the House when the Speaker is addressing the House;

جب سپیکر بول رہا ہو تو کوئی فاضل رکن ایوان سے باہر نہیں جا سکتا۔ آپ کو ان اصولوں کو observe کرنا چاہیے۔

(v) shall always address the Chair;

(vii) shall maintain silence when not speaking in the House;

اس لیے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک ممبر بول رہا ہو اور باقی اس پر طنز کر رہے ہوں، یا گفتگو کر رہے ہوں۔ اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ"

"shall not obstruct procedings or interrupt and shall avoid making running

commentaries when speeches are being made in the House;"

جو صورت حال فاضل ممبران نے پیدا کی ہے قواعد اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس سے آگے یہ دیا گیا ہے کہ

"shall not, while speaking, make any reference to the strangers in any of the galleries."

اب یہ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے لہٰذا اب قواعد کی پابندی فرمائیں۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر، میری یہ گزارش ہے۔۔۔۔۔

میاں اظہر الحسن ڈار، جناب چیئرمین، اگر ہم سکول میں آگئے ہیں تو ہیڈ ماسٹر صاحب بھی اچھے طریقے سے سلوک کریں۔

جناب چیئرمین، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ سپیکر کی بات کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ مجھے ایڈوائس نہیں کر سکتے۔ جب تک میں چیئر پر ہوں میں ان قواعد کے مطابق عمل کروں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ حاشا وکلا، اس میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب کا بالکل دخل نہیں کہ ***

جناب چیئرمین، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مجھے بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ غضنفر گل صاحب جیسے پارلیمنٹیرین کے پاس ایسی باتیں ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہیں۔

چودھری صداقت علی، جناب سپیکر، قواعد کے تحت سپیکر کے conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ اور نہ ہی اس پر تنقید کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ معزز ممبر سر عام تنقید کر رہے ہیں۔ اور آپ اس کو observe نہیں کر رہے۔ آپ ان کو یہ بتائیں کہ یہ ذاتی حملے کر رہے ہیں۔ انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! یہ جو آپ کے بارے میں الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان کو یہ واپس لیں اور اپنے رویہ پر آپ سے معافی مانگیں۔ یہ سپیکر کے کردار کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔

جناب چیئرمین، بیک وقت کتنے آدمی بول رہے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ پہلے مجھے ان کے پوائنٹ آف آرڈر پہ فیصلہ دینے دیں۔ فاضل ممبر کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ میں اس کو جائز قرار دیتا ہوں اور انہوں نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

*** (حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

خواجہ محمد یوسف: جناب چیئرمین! مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا سپیکر کو کوئی فاضل ممبر اس طرح ڈائریکٹ مخاطب کر سکتا ہے جیسے ابھی آپ کو کیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں' یہ ڈائریکشن نہیں۔ انہوں نے قواعد کے مطابق اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے اور ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز تھا۔ اور میں نے اس پہ اپنا فیصلہ دے دیا تھا۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 2 ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس سے قبل میں آپ کی خدمت میں یہ وضاحت پیش کرتا ہوں کہ جس وقت آپ نے میرا نام پکارا اس وقت چار آدمی کھڑے تھے اور پھر میں اس وقت یہ تلاش کر رہا تھا کہ نمبر 2 کون سی ہے اور نمبر 3 کون سی۔ یقین جانیں کہ میں نے آپ کی حکم عدولی نہیں کی۔

جناب چیئرمین: یہ دھیان رہے کہ اس کا آدھ گھنٹہ وقت مقرر ہے۔ اس چیز کو بھی اپنے پیش نظر رکھیں۔ جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

غیر ملکی مہمانوں کے جان و مال کی حفاظت میں ناکامی

سید ذاکر حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے قریب 4 جولائی 1989ء کو کار سوار جعل سازوں نے خود کو خفیہ پولیس کے اہل کار ظاہر کر کے تین چینی تاجروں کو تلاشی کے بہانے ہزاروں روپے کی کرنسی اور دوسرے کاغذات سے محروم کر دیا۔ یہ ڈونگ نانگ الیکٹرک کمپنی کے ہو ہوان اور ان کے ساتھیوں کو اس واردات کا علم بریف کیس کی پڑتال پر ہوا۔ ملزم سفید رنگ کی کار میں سوار تھے۔ تا دم تحریر ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امن و امان کی صورت حال کس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ غیر ملکی مہمانوں کی جان و مال بھی محفوظ نہیں۔ اس واقعہ سے پنجاب کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی دیگر کارروائی ملتوی کر کے اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار پر میں اپنا فیصلہ یہ دیتا ہوں کہ یہ واقعہ 4 جولائی 1989ء کو پیش آیا جب کہ یہ اسمبلی سیشن میں تھی۔ اور 6 جولائی تک اسمبلی کا اجلاس جاری رہا اس لیے محرک کو جو اولین موقع فراہم تھا اس سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہا اس لیے میں اس تحریک التوائے کار کو

خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 3 سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر، آپ کے پاس رول آؤٹ کرنے کا یہ جو پرنٹڈ پروفارما ہے-----

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! جو سپیکر فیصلہ دے دے آپ اس پر بالکل بات نہیں کر سکتے۔ آپ تحریک التوائے کار نمبر 3 پہ چلیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، یہ خبر روزنامہ "توائے وقت" میں 8 جولائی 89ء کو اجلاس کے بعد شائع ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین، اخبار کی بات کوئی valid نہیں ہوتی۔ ہم نے ساری کارروائی اخبار سے ہی نہیں کرنی۔ آپ نمبر 3 پہ چلیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ 8 تاریخ کا واقعہ ہے۔ اخبار میں 8 تاریخ کو آئی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ پہلے تشریف رکھیں۔ اگر آپ احترام نہیں کریں گے تو اور کوئی باہر سے آ کر کرے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن، جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں۔

جناب چیئرمین، گنتی کریں۔

(گنتی کی گئی کورم نہیں تھا)

(اس مرحلے پر جناب سپیکر! کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر، دوبارہ گنتی کی جائے (گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، کورم نہیں ہے' طریقہ کار تو یہ ہے کہ پندرہ منٹ کے لیے اس کو ایڈجرن کر دیا جائے' مجھے ایسے لگتا ہے کہ کورم نہیں ہو گا۔ کیا خیال ہے اس کو ایڈجرن کر دیا جائے؟

معزز ممبران، جی' ایڈجرن کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، اجلاس منگل کے روز شام 6 بجے تک کے لیے ایڈجرن کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل 7 نومبر 1989 چھ بجے شام تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

منگل، 7۔نومبر 1989ء

(سہ شنبہ، 7۔ربیع الثانی 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 6 بج کر 35 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری عبور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ⑪ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ⑫ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ⑬

سورۃ الرّعد آیت نمبر 11 تا 13۔

اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے چوکیدار ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے۔ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو پھر وہ پھر نہیں سکتی اور اللہ کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اور وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے اور رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے بائیں طرف گیدری میں ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی تشریف رکھتے ہیں۔ ہاؤس سے گزارش ہے کہ ان کا تالیاں بجا کر استقبال کریں۔(نعرہ ہائے تحسین) سب سے پہلے ہم سوالات کو take up کرتے ہیں۔ جناب عبدالقادر شاہین صاحب!

ایکسائز انسپکٹروں کی بھرتی کی تفصیلات

*171۔ جناب عبد القادر شاہین، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء سے نومبر 1988ء تک گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک کل کتنے ملازمین بھرتی کیے گئے۔

(ب) 1985ء سے نومبر 1988ء تک گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک جو ملازمین بھرتی کئے گئے ان میں کتنے ملازمین وزیراعلیٰ کے حکم پر بھرتی کیے گئے اور کون کونسے وزیر ایکسائز کے حکم پر بھرتی کیے گئے ان ملازمین کے عہدہ اور مکمل پتے کیا ہیں؟

(ج) 1985ء سے نومبر 1988ء تک کل کتنے ایکسائز انسپکٹر صوبہ میں بھرتی کئے گئے اور ان میں کتنے وزیر اعلیٰ کے حکم پر بھرتی کئے گئے ان کے نام مکمل پتے اور جہاں جہاں ڈیوٹی دے رہے ہیں ان کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (مخدوم سید احمد محمود)، عرصہ دوران 1985 تا نومبر 1988ء محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن پنجاب میں گریڈ ایک سے پندرہ تک 346 ملازمین بھرتی کئے گئے۔

عرصہ 1985ء تا نومبر 1988ء کے دوران گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک بھرتی شدہ ملازمین میں سے 183 وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر بھرتی کئے گئے جب کہ 163 افراد وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن پنجاب کے حکم پر بھرتی کئے گئے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر بھرتی کئے گئے ملازمین کے عہدہ اور مکمل پتے کی تفصیل منسلکہ نقشہ (الف) کے متعلقہ کالم میں درج ہے۔

منسلکہ نقشہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

عرصہ 1985ء تا نومبر 1988 کے دوران کل 75 افراد بطور ایکسائز انسپکٹر بھرتی کئے گئے جن میں جناب

وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر بھرتی کئے گئے انسپکٹروں کی تعداد 66 ہے اور ان کے نام مکمل پتے اور مقام تعیناتی کی تفصیل نقشہ منسلکہ "(ب)" پر درج کی گئی ہے۔

منسلکہ نقشہ (ب) اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

جناب غلام سرور خان، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 1985ء تا نومبر 1988ء گریڈ ایک تا پندرہ جو 346 ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں ان کی qualification کیا تھی؟ جز (ب) آیا ان کی بھرتی کسی Recruitment Committee یا کسی Selection Board کے ذریعے ہوئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! ان کی qualification کی تفصیل درج ہے اور ان کی بھرتی in relaxation of Rules ہوئی ہے بورڈ کے تحت نہیں ہوئی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان کو بھرتی کون سے رولز کو relax کر کے کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! relax کرنے کا جو رول ہے وہ سول سرونٹس رول 1974 رول 23 ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ extraordmary حالات میں Rules relax کئے جاتے ہیں یا ویسے ہی کئے جاتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! اس میں کوئی قید نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، کیا وزیر موصوف صاحب فرمائیں گے کہ اس جواب میں (الف) سے لے کر (ج) تک صرف اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر بھرتی کئے گئے ہیں۔ تو قواعد کی تحت صرف وزیراعلیٰ کو ہی نئے آدمی کو بھرتی کرنے کے اختیارات ہیں یا رولز کے تحت اس کی کمیٹی ہوتی ہے؟ اس کی وضاحت وزیر موصوف فرما دیں

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! Rules relax کرنے کے اختیارات وزیراعلیٰ صاحب کے پاس ہیں۔ اور وہ جب بھی چاہیں اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! Excise & Taxation Inspectors کے سلسلے میں کتنے ملازمین کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے Rules suspend کئے ہیں۔ وزیر موصوف اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! معزز رکن اگر تفصیل سے غور کریں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہ تو انہوں نے پہلے ہی جواب میں بتا دیا ہوا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں نے تعداد کے متعلق پوچھا ہے ان کے ناموں کے متعلق نہیں پوچھا۔ جناب والا! میں نے تو عرض کیا ہے کہ میں ان پڑھ آدمی ہوں وزیر موصوف بتا دیں کیونکہ ان پڑھ آدمی کو بھی اس اسمبلی میں elect ہونے کا حق ہے۔ اس لئے وزیر موصوف سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ تعداد بتا دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! انہوں نے کیا پوچھا ہے؟ کیا معزز رکن اپنا ضمنی سوال دھرائینگے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ضرورت تو نہیں۔ ویسے ان کی تسلی کے لئے کر دیں کیونکہ وہ بضد ہیں۔ ویسے آپ نے تو پہلے ہی بتا دیا ہے۔ پتا نہیں شاہ صاحب اس وقت attentive نہیں تھے۔ اور یہ لکھا ہوا آپ نے بتا بھی دیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! ایکسائز انسپکٹرز کی کل تعداد 75 ہے۔ اور یہ تمام کے تمام relaxation of Rules بھرتی کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! کیا رول ایسا بھی ہے کہ اس کو Rules suspend کئے بغیر ment پر رکھا گیا ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وہ کیا حالات تھی جن کے تحت رولز کو relax کر کے ان کو رکھنا پڑا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! وہ تو انہوں نے پہلے ہی فرما دیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب ڈپٹی سپیکر! نوابزادہ صاحب نے آپ سے جواب نہیں مانگا اور آپ کو جواب دینے کا اختیار بھی نہیں۔ آپ کو بڑے اختیارات ہیں لیکن سوال کا جواب دینے کا اختیار نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب وہ پہلے ہی دے چکے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس میں وہ نہیں ہے۔ کیونکہ Rules Relax کرنے کی ایک jurisprudence ہے میں پوچھ رہا ہوں کہ under what conditions the rules were relaxed

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کے سوال کا پہلے ہی جواب دے دیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا۔ یہ رنجیت سنگھ کا دور حکومت نہیں اور نہ سکھا شاہی ہے میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ Under what conditions the rules were relaxed.

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! ان رولز کو relax کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب' آپ تشریف تو رکھیں آپ کو جواب ملتا ہے۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا!۔۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پہلے ان کو میرے سوال کا جواب تو دے دینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! میں نے عرض کیا ہے کہ وہ آپ کے سوال کو جواب تو پہلے ہی دے چکے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی اور کن حالات میں ان کو یہ رولز relax کرنے پڑ گئے۔ کہ ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا یا کوئی ایمرجنسی تھی یا کوئی ہنگامی حالات تھے کوئی ووٹ خریدنے تھے یا عدم اعتماد بچانا تھا یہ تو مجھے بتائیں کہ کیا وجوہات تھیں؟ میں پوچھتا ہوں کہ کن وجوہات کی بنا پر اور کن حالات میں رولز کو relax کر کے یہ کیا گیا ہے۔ میں اپنے اس سوال کے جواب پر اصرار کروں گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ ملک شاہ محمد محسن صاحب'

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے اور اس ایوان کو اس چیز سے مطلع کریں گے کہ جو رولز suspend کئے گئے ہیں اور جو رولز معطل کئے گئے تھے وہ ہیں کیا؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! اس کا میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے اور یہ سول سروس رول 1974 ہے۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو ضمنی سوال کیا ہے کہ کن حالات میں یہ کرنا پڑے آپ یہ بتائیں کہ کیا یہ ضمنی سوال ٹھیک نہیں تھا۔ اور بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی جگہ پر وزیر صاحب کو جواب دینے کی زحمت دیں کیا ان کا سوال جائز نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' اس سے پہلے جو سوال آیا تھا اس میں یہ پہلے ہی بتا چکے ہیں اور میں نے یہی عرض کیا ہے اور آپ سے بھی میری یہی گزارش ہے کہ ملک صاحب نے جو سوال کیا ہے اس کا بھی جواب آ جانا چاہیئے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! بہتر تو یہ تھا کہ اگر آپ وزیر صاحب کو اس کا جواب دینے کو کہتے کہ کن حالات میں یہ اختیارات استعمال کئے گئے اور میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جواب تو ہم وزیر موصوف سے مانگ رہے ہیں۔ آپ اس کا جواب کیوں دے رہے ہیں۔ جناب والا! سپیکر کا یہ فرض نہیں کہ وہ سوالوں کے جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' میری گزارش ہے کہ اگر ہم وقت کا اچھا استعمال کریں تو زیادہ effects باہر آ جائیں گے۔

جناب فضل حسین راہی، تو آپ صرف یہ بتا دیں کہ کیا ان کا سوال نا جائز تھا۔ نوابزادہ صاحب کا سوال جائز یا ناجائز تھا؟ آپ simply یہ بات بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' آپ اگر میری سنیں تو میں نے یہی عرض کیا تھا کہ جو سوال نوابزادہ صاحب نے کیا تھا اس کا جواب وہ پہلے دے چکے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، چلو آپ اس جواب کو دہرا دیں جو انہوں نے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ وزیر اعلیٰ کسی بھی وقت رولز relax کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس میں حالات کے dependence کی بات نہیں Executive Head کسی بھی وقت کوئی رولز relax کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، آپ کی اور ان کی statement record ہو چکی ہے۔ آپ ذرا ٹیپ چلوا لیں اور آپ اپنی بات بھی سن لیں اور ان کی بات بھی سن لیں۔ وہ یہ بات نہیں تھی جو آپ کہہ رہے ہیں وہ مختلف بات تھی اور میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ فرض نہیں کہ آپ ہمارے سوالوں کے جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں کہ آپ کے سوالوں کے جوابات میں نے نہیں دینے ہیں وہ وزیر موصوف کو ہی دینے ہیں میں نے صرف اس لیے یہ بات کی تھی کہ اس proceedings کو آگے چلنے دیا جائے ایک سوال کا جواب اگر آ گیا ہے تو دوبارہ اس کی ضرورت نہیں وقت آپ کا ہے اور آپ ہی نے یہ باتیں کرنی ہیں۔۔۔۔۔ جی ملک صاحب آپ کچھ فرما رہے تھے؟

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! میں نے پوچھا تھا کہ جو ان تقرریوں کے لیے رولز relax کئے گئے ہیں وہ کیا ہیں اور ان رولز کا کیا متن ہے تاکہ عوام کو اس سے آگاہ کیا جائے کہ کون سی condition تھی کیا عمر کم کی گئی تھی یا تعلیم کم کی گئی تھی یا کوئی اور بات تھی؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! یہ جو رولز relax کئے گئے ہیں یہ سول سروس رولز 1974 کا رول 23 ہے اور اس کا جواب میں پہلے بھی دے چکا ہوں۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب سپیکر! میں نے آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کیا ہے کہ رولز کی عبارت کا متن کیا ہے اور ان کی تقرری کے لیے کیا شرائط تھیں کیا اس کے لیے تعلیم کی شرط تھی یا عمر کی شرط تھی یا پھر ذات برادری کی شرط تھی۔ اس کی کیا شرائط تھیں ہم نے یہ اس لئے پوچھا تھا تاکہ عوام کو آگاہ ہو جائے کہ رولز میں یہ تھا جس کو relax کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک صاحب سوال یہ کر رہے ہیں کہ وہ جو آرڈر آیا جس میں رولز relax کئے گئے وہ کس بنیاد پر کئے گئے۔

وزیر آبکاری و محصولات، کس بنیاد پر کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وہ یہی فرما رہے ہیں کہ ان کی عمر کو relax کیا گیا ہے تعلیم کو کیا گیا ہے یا تمام رولز relax کئے گئے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا۔ یہ تو مجھے علم نہیں لیکن میں آپ کو یہ بتانے میں حق بجانب ہوں گا کہ تمام کے تمام انسپکٹرز یا ملازمین کی تعلیم relax نہیں کی گئی بہت کم ایسے ملازمین ہوں گے جن کی تعلیم relax ہوئی ہے اور relax کا جو اختیار رول 23 میں ہے وہ مسودہ تو اس وقت میرے پاس موجود نہیں اگر ملک صاحب لائبریری میں دیکھ لیں تو رول 23 میں واضح طور پر درج ہے کہ وہ جب چاہیں اور جس کے لیے چاہیں وہ relax کر سکتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! جو وزیر موصوف نے جواب دیا ہے وہ ہم کو بالکل سمجھ نہیں آیا ان کا قد اتنا بڑا نہیں وہ سپیکر کو own کر کے جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب، سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا آپ جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب، سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا آپ جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب، دیکھیئے سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں میں آپ سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سلمان تاثیر، یہاں پر 345 کے قریب ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں حیرت کی بات یہ ہے کہ ان میں سے 70 فیصد وزیر اعلیٰ کی ذاتی مرضی کے مطابق بھرتی کئے گئے ہیں تو جناب والا اس ایوان کے آگے سوال یہ ہے کہ کیا یہ پنجاب انتظامیہ کے لوگ بھرتی کئے جا رہے ہیں یا اتفاق فونڈریز کے ملازموں کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سلمان صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ تشریف رکھیں۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! میری آپ سے عرض ہے کہ جو رولز relax کئے گئے ہیں ان کو ایوان

میں پڑھ کر سنایا جائے۔ تاکہ ایوان کو پتا چلے کہ وہ رولز کیا ہیں ان میں conditions کیا تھیں کیا ان میں کسی لولے لنگڑے کی بات تھی یا ان پڑھ کی بات تھی تعلیم کی بات تھی یا عمر کی بات تھی یا پھر اور کیا بات تھی۔ جناب والا میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ ان رولز کی عبارت پڑھ کر سنا دیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کی کونسی conditions relax کیں یہ سیدھی سی بات ہے اور وزیر موصوف ان کو کیوں چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب' آپ تشریف رکھیں ۔ اس کے لیے یا تو fresh question دے دیں کیونکہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ان کی ساری تعداد یا ان کے نام پڑھ کر سنائے جائیں۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ رولز ان کے سامنے ہیں ان کے پاس ہیں ہم تو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ رولز کون سے ہیں اور ان میں کیا ہے اور وہ کون سی conditions تھیں جو relax کی گئی ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں نے قانون quote کیا ہے اور رول quote کیا ہے۔ اگر یہ قانون یا رول غلط ثابت ہو تو ملک صاحب کے پاس اس کا راستہ یہ ہے کہ یہ میرے خلاف تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں جناب سے اس بات پر رولنگ چاہوں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ رولز relax کریں کیا اس پر تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے؟ وزیر موصوف نے اپنی بڑی قابلیت دکھائی ہے۔ انہوں نے ایک مشورہ دیا ہے جیسے وہ ایک وزیر ہیں اور اللہ کرے کہ شاید وہ وزیر بھی ہوں میں تو اتنا نہیں جانتا۔ اگر وزیر اعلیٰ رولز relax کریں تو کیا اس کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے اور انہوں نے اس ایوان کو اتنا بڑا راستہ دکھایا ہے جناب والا آپ اس کے بارے میں رولنگ دیں۔ میں نے جناب کی رولنگ چاہی ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ رولز relax کرے تو کیا تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے؟ اور نہیں تو اس طرح کی سیاسی شعبدہ بازی اس ایوان میں مت کیجئے۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب والا! وزیر موصوف نے اس انداز سے کہا ہے کہ اگر میں نے کوئی جھوٹی بات کہی ہے۔ میرے بھائی کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ بجا فرماتے ہیں۔ تحریک استحقاق move نہیں کی جا سکتی۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بڑی سیدھی سی بات ہے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ جو رولز relax کئے گئے ہیں ان کا متن کیا ہے؟ اس کی عبارت کیا ہے؟ تاکہ اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ وہ کون سی شرائط تھیں جن کو relax کیا گیا ہے تاکہ ہم جان لیں کہ کیا بات تھی؟ کون سی شرط تھی کہ اس کی relaxation کرنے کے ساتھ اس کو waive کیا گیا ہے۔ بڑی سیدھی سی بات ہے۔ رولز جو ہیں وہ وزیر موصوف کے پاس ہیں اب ان کو پڑھنے کے لئے میں نہیں جانتا کہ کونسی مشکلات ہیں؟ اگر وہ نہیں پڑھ سکتے تو جناب کو دے دیں۔ جناب پڑھ کر سنا دیں۔ ان کو کیوں چھپایا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک شاہ محمد محسن صاحب فرماتے ہیں کہ ذرا وہ رولز پڑھ کر سنا دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر رولز کا مسودہ تو میرے پاس نہیں ہے میں نے رول کا حوالہ دے دیا ہے یہ نیچے لائبریری میں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ دلچسپی ان کو ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر اسمبلی لائبریری میں لے جائیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر یہ میرے پاس رولز آف پروسیجر ہے ۔ یہ بتا دیں کہ اس میں کونسا رول ہے۔ ہم تو صرف اس کا نمبر پوچھنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمیں اس کا نمبر بتا دیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب سپیکر! اس کا بڑا سیدھا سا حل تھا کہ منسٹر صاحب اٹھ کر یہ کہہ دیتے کہ اس ہاؤس کو Adhoc بنیادوں پر چلایا جا رہا ہے لہذا یہ اپنا سوال واپس لے لیتے۔ مسئلہ سیدھا سا تھا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی توجہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحب رولز کا فرما رہے ہیں۔ وہ رول کا نمبر بتائیں کہ کون سا رول ہے؟ آئین بھی ہماری پاس ہے۔ Rules of Business بھی ہمارے پاس ہے۔ Rules of Procedure بھی ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب سپیکر! Rules of Procedure چیف منسٹر کے پیراگراف 21 میں Appointment, Posting + Transfer کے متعلق جو relate کیا ہوا ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ Approval of the Cheif Minister will be obtained ---- یہ approval کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ will be obtained یہ نہیں کہ ہر طرف سکھا شاہی ہوتی جائے۔ There should be an

approval only یہ کون سا Rules of Business ہے؟ آئین بھی ادھر پڑا ہوا ہے۔ یہ ہمارے پاس Rules of Business بھی پڑے ہوئے ہیں۔ Rules of Procedure بھی ہیں۔ انہوں نے کون سے خاص رول کے مطابق Appointment کر دی ہیں۔ اب ہمیں یہ کہیں گے کہ جی آپ court میں چلے جائیں۔ یہ تو کوئی مسئلہ نہ ہوا۔ یہ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اسمبلی میں بیٹھ کر اسمبلی کے مطابق جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ' جناب فضل حسین راہی---

ملک امان اللہ خان (سیالکوٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پچھلی دفعہ جب نائب تحصیلداروں کی بھرتی وغیرہ شروع ہوئی تھی تو پنجاب میں ایک شور اٹھا تھا وہ شور سچا تھا یا غلط تھا کوئی کہتا تھا کہ 50 سال کے رکھ لئے ہیں اور کوئی کہتا تھا کہ انڈر میٹرک رکھ لئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس ہاؤس کو یہ یقین دلائیں گے کہ اس دفعہ انہوں نے احتیاط برتی ہے یہ جو انہوں نے 75 آدمی quote کئے ہیں اور کچھ اچھے لوگوں کو یا جو deserve کرتے تھے انہیں یہ appointments دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں----

ملک امان اللہ خان (سیالکوٹ): جناب والا! میں تو ضمنی سوال کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں فضل حسین راہی صاحب کا نام لے چکا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

ملک امان اللہ خان: چلیں جی---

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر سر---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چیمہ صاحب---

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس آرڈر میں نہیں۔ جو نئے وزراء بنائے گئے ہیں ان کو محکمے بھی نہیں دیئے گئے۔ چلو! محکمے تو حکومت پنجاب نے نہیں دیئے لیکن ان کو رہنے کے لئے گھر بھی نہیں دیئے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چودھری عبدالغفور صاحب اور خدا بخش ٹوانہ صاحب ان گھروں میں ابھی تک رہ رہے ہیں اور رہی موٹریں اور ملازم اسی طرح ان کا کام کر رہے ہیں---(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! تشریف رکھیں --- یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں آپ

تشریف رکھیں ۔ چیمہ صاحب تشریف رکھیں ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپکی مہربانی۔ شکریہ۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر یہ ہمارے ہاؤس کے متعلق ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! وہ ہمارے اس ہاؤس کے ممبر ہیں جو وزیر بنائے گئے ہیں اس لئے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان (وزیر امداد باہمی) ، جناب سپیکر! ہم ان کی لطفی اور جعلی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی گل صاحب۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! کیا آپ یہ فرمائیں گے کہ ایک وزیر معزول ہونے کے بعد کتنا عرصہ قصر وزارت میں رہ سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کے اس point of order پر بعد میں رولنگ دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! مجھے بتائیں کہ ایک وزیر وزارت چھوڑنے کے بعد کتنا عرصہ قصر وزارت میں رہ سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کی مہربانی۔ جناب فضل حسین راہی صاحب

نوابزادہ غضنفر علی گل، ٹوانہ صاحب اور غفور صاحب نے یہاں وزارتیں سنبھالی ہوئی تھیں وہاں اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! مجھے بتائیں کہ ایک وزیر معزول ہونے کے بعد کتنے عرصے

تک اس مکان میں رہ سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ بیٹھیں۔

نوابزادہ شہنشفر علی گل: جناب والا! میں اپنے پوائنٹ پر insist کرتا ہوں کہ ایک وزیر معزول ہونے کے کتنے عرصے بعد تک اس مکان کو چھوڑتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب میں نے عرض کر دیا ہے کہ میں آپ کی اس بات پر رولنگ نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ٹوانہ صاحب اور غفور صاحب نے تو بجلی کے بل بھی ادا نہیں کئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ راہی صاحب کو اپنا سوال پڑھنے دیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کی مہربانی۔ جی راہی صاحب--- راہی صاحب آپ سوال پڑھیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں سوال پڑھتا ہوں لیکن یہ بات ویسے درست معلوم ہوتی ہے کہ جو بڑی دیر پہلے سے وزارتوں سے نکل کر قومی اسمبلی میں پہنچ گئے ہیں وہ آج ہماری پنجاب حکومت کی املاک کو استعمال کر رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب مہربانی آپ کی--- آپ اپنا سوال پڑھیں---

جناب فضل حسین راہی: اور ہمارے محترم رانا پھول محمد خان صاحب بے چارے وہاں پیپلز ہاؤس میں رہتے ہیں۔ اور کرسے میں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپکی بڑی مہربانی۔ راہی صاحب آپ کس چیز پر بول رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: ******

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں جو الفاظ راہی صاحب نے کہے ہیں۔

*****(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) *****

جناب فضل حسین راہی، کیہڑے الفاظ۔ کیہڑے الفاظ۔ ایہہ کیہڑے الفاظ کارروائی تو حذف کرنے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب آپ اپنا سوال پڑھیں۔

رانا پھول محمد خان (وزیر امداد باہمی) ، جناب سپیکر یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ ان کی ہمدردیوں کا بہت بہت شکریہ۔ آپ اپنی ہاؤس کی کارروائی کی بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر غفور صاحب نے ابھی تک پیپلز ہاؤس میں کمرہ لیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب آپکی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر ! اس سوال کا تعلق اس حوالے سے ان کے ساتھ بنتا ہے کہ ممبران پیپلز ہاؤس کے کمروں کے لئے ترس رہے ہیں اور وہ پیپلز ہاؤس کے کمروں کے اوپر قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

رانا پھول محمد خان، جناب سپیکر یہ اسمبلی کی کارروائی ہو رہی ہے یا الاٹمنٹ کمیٹی کی کارروائی ہو رہی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی راہی صاحب۔۔۔

پنجاب میں سینماؤں کی تعداد اور ٹیکس کی تفصیلات

*386۔ جناب فضل حسین راہی، کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1947ء سے 1957ء تک سال 1957ء سے 1967ء تک اور سال 1977ء سے 1987ء تک صوبے میں سینماؤں کی کل تعداد کیا تھی۔

(ب) سال 1947ء سے 1987ء تک سینماؤں سے کتنی رقم بطور ٹیکس وصول کی گئی ہر سال کی شرح الگ الگ سال وار بتائی جائے۔

کیا سینماؤں کی آمدن میں اضافہ ہوا یا کمی اگر کمی ہوئی تو اسکی وجہ کیا تھی؟

وزیر آبکاری و محصولات (مخدوم سید احمد محمود)۔

(الف) سال 1947ء سے 1957 کے عرصہ کے دوران صوبہ پنجاب میں سینماؤں کی تعداد کے متعلق معلومات مہیا نہ ہیں۔ بہرحال دستیاب شدہ معلومات کے مطابق 1957 میں سینماؤں کی تعداد 120 تھی جو بڑھتے بڑھتے 1967 تک 160 تک پہنچ گئی جو 1977 میں 300 تک پہنچ گئی۔ اور اس سے اگلے عشرہ میں یہ تعداد 315 تک بڑھ گئی اور پھر بتدریج کم ہو کر 1987 میں 304 رہ گئی۔

تعداد مندرجہ بالا میں فوجی چھاؤنیوں کے علاقہ جات میں قائم شدہ سینماؤں کی تعداد شامل نہیں ہے۔ کیونکہ صوبائی حکومت ان سینماؤں سے تفریحی ٹیکس وصول نہیں کرتی ہے۔

(ب) مطلوبہ معلومات ازاں سال 1947ء حاصل کرنا دشوار ہے یہ ریکارڈ باوجود کوشش کے دستیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ سال 1966-67 سے 1986-87 کے عرصہ کے دوران وصول کردہ تفریحی ٹیکس کی رقم گوشوارہ الف میں درج کی گئی ہے۔ سینماؤں سے حاصل شدہ آمدنی میں سال 1966-67 تا سال 1979-80 عام طور پر اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔ لیکن بعد کے عرصہ میں سینماؤں سے حاصل شدہ آمدنی میں بتدریج کمی ہوتی رہی ہے۔ جس کی بنیادی وجہ مقامی فلموں کا غیر معیاری ہونا اور وی۔سی۔آر اور ویڈیو فلموں کے کاروبار میں اضافہ ہے۔ تاہم سال 88-1987ء کے دوران پچھلے سال کے مقابلہ میں مبلغ 12,66,083 روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ موجودہ مالی سال کے پہلے آٹھ ماہ میں پچھلے سال کے اسی عرصہ کے مقابلہ میں مبلغ 21,25,549 روپے کا اضافہ ہوا ہے۔

گوشوارہ "الف"

1966-67ء سے 1986-87 کے عرصہ کی دوران سینماؤں سے وصول کردہ ٹیکس کی رقم

1966-67	3,52,41,810/- روپے

1967-68	4,00,00,000/- روپے
1968-69	4,18,40,000/- روپے
1969-70	6,97,86,100/- روپے
1970-71	2,39,61,500/- روپے

(ون یونٹ کا خاتمہ)

1971-72	2,43,32,900/- روپے
1972-73	3,41,23,820/- روپے
1973-74	4,41,08,339/- روپے
1974-75	7,57,29,814/- روپے
1975-76	8,88,11,413/- روپے
1976-77	8.15,07,258/- روپے
1977-78	10,47,98,998/- روپے
1978-79	11,38,60,076/- روپے
1979-80	15,50,65,538/- روپے
1980-81	15,48,64,343/- روپے
1981-82	15,77,54,687/- روپے
1982-83	14,99,10,117/- روپے
1983-84	19,55,29,657/- روپے
1984-85	16,70.59,779/- روپے
1985-86	15,70,03,393/- روپے
1986-87	14,66,42.997/- روپے
1987-88	14.79,09,080/- روپے

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال یہ ہے انہوں نے جواب کے اندر فرمایا ہے کہ

سال 1947 سے لے کر سال 1957ء کے عرصہ کا ریکارڈ حکومت پنجاب کے پاس نہیں ہے وہ اس بات کو جانتی نہیں ہے کہ اس عرصہ کی دوران یہاں پنجاب میں کتنے سینما رہے ہیں' میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ سال 1947ء سے 1957ء تک ان کا محکمہ تفریحی ٹیکس وصول کرتا رہا ہے؟ اور اس وقت ان کا ٹیکس کتنے فیصد تھا؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! ہماری معلومات کے مطابق اس عرصے کے دوران کی معلومات کے لئے ہم نے Board of Revenue سے بھی رجوع کیا' اس وقت 1947ء میں ہمارا محکمہ تھا ہی نہیں' ان کے پاس بھی ریکارڈ موجود نہ تھا۔ کیوں کہ ریکارڈ ان کے پاس تھا لہٰذا اس ریکارڈ کے بارے میں Board of Revenue سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا' میرا سوال ذرا آپ ان کو دہرا دیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ سال 1947ء سے 1957ء تک آیا ان کا محکمہ تفریحی ٹیکس لیتا رہا ہے یا نہیں لیتا رہا؟ مجھے صرف اس کا جواب چاہیے۔ اور اس کے ساتھ یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ ٹیکس کتنے فیصد تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مخدوم صاحب' آپ نے ان کا سوال سنا؟ ۔ انکا سوال یہ ہے کہ 1947 سے 1957 تک تفریحی ٹیکس وصول کیا جاتا رہا ہے یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا! اس کے لئے فریش سوال چاہیئے' اس کے لئے نگرز اکٹھی کرنی ہیں۔ اس وقت ہمارا محکمہ معرض وجود میں نہ تھا' Board of Revenue ٹیکس لیتا تھا

جناب فضل حسین راہی، جناب والا' آیا وزیر موصوف ٹیکس کی اس وقت کی شرح بتا سکیں گے یا ان کو میں بتا دوں۔ آپ کے وزیر کو میں بتاتا ہوں کہ 1947 میں ساڑھے بارہ فیصد ٹیکس تھا اور انکو پتا نہیں؟ مجھے پتا ہے محکمہ ان کے پاس ہے اب میرا دوسرا سوال ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ 1977ء تک یہ تین سو تک پہنچ گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب راہی صاحب' آپ اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر' اگر تو میرا کوئی بڑا پراجیکٹ چل رہا ہے یا میرے پاس اتفاق فونڈری ہے تو پھر تو میں بلیکیا رہا ہوں' اگر یہ بلیکیے ہیں' ان کے پاس کالا دھن ہوتا ہے؟ میرے پاس کوئی کالا دھن نہیں بلکہ میرے پاس تو پیسہ ہی نہیں۔ آپ تو پورے پنجاب کو بلیک کر رہے ہیں'

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! No cross talk please. آپ اپنا سوال دہرائیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرا سوال یہ ہے' انہوں نے فرمایا ہے کہ سال 1947ء سے 1977 تک سینماؤں کی تعداد 315 تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد 1987ء میں یہ کم ہو کر 304 رہ گئی۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ یہ 304 رہ گئی ہے بجائے اس کے کہ یہ صنعت اور بڑھتی یہ اتنا کم کیوں ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات، میں جناب راہی صاحب کی دل سے عزت کرتا ہوں کیونکہ میرے والد محترم کیساتھ اپوزیشن میں انہوں نے وقت گزارا ہے' لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سوال تو وفاقی وزارت ثقافت سے متعلق ہے۔ صوبائی محکمہ تو صرف تفریحی ٹیکس کی وصولی کا مجاز ہے۔ ہماری ایجنسی کا صرف یہ کام ہے۔ ان کی تعداد بڑھانے یا گھٹانے میں میرا کوئی عمل دخل نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، وزیر صاحب راہی صاحب کا اگر دل سے احترام کرتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے ان کے والد کے ساتھ اپوزیشن میں وقت گزارا ہے۔ فضل حسین راہی آج بھی وہیں ہے جہاں پر ان کے والد نے ان کو کھڑا کیا تھا' مگر افسوس یہ ہے کہ مرحوم کے ہونہار بیٹے نے اپنے باپ کی جگہ نہیں سنبھالی ہے بلکہ کچھ اور سنبھال لیا ہے۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ ان کے بزرگ کافر تھے یہ مسلمان کیوں ہوگئے ہیں ذرا بتائیں تو سہی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راہی صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ سید ہیں اور شروع سے مسلمان ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، رانا صاحب کی وزارت بھی بارہ بجے اناؤنس ہونی تھی۔

سید ناظم حسین شاہ، رانا صاحب تو رانا چندر سنگھ کے ساتھ چلنے والے ہیں' یہ گنگا گئے تھے رام رام کرتے ہوئے اشنان کرنے کے لئے۔ اب ماشاء اللہ یہ وزیر بن گئے ہیں تو میرے خیال میں ان کا اشنان ہو گیا ہے۔

وزیر امداد باہمی، یہ اپنے والے رانا چندر سنگھ کی نقل کریں تو ان کو اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راہی صاحب' آپ کا کیا سوال ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ آپ ملاحظہ کریں' سوال یہ ہے جزو (الف) آخر میں کہ سال 1947 سے 1987 تک سینماؤں کی تعداد کیا تھی۔ جواب میں یہ کہہ رہے ہیں کہ مندرجہ بالا تعداد میں فوجی چھاؤنیوں کے علاقہ جات کے سینما شامل نہیں ہیں۔ میں نے پنجاب کے سینماؤں کی تعداد پوچھی ہے۔ میں نے یہ نہیں کیا کہ فوجی جو علاقے ہیں۔ وہاں کے سینماؤں کے متعلق ہمیں نہ بتائیں' یہ انکی ڈیوٹی تھی کہ فوجی چھاؤنیوں میں بھی قائم شدہ سینما شامل کرتے تاکہ ہمیں پتا چلتا کہ پنجاب کے اندر کل کتنے سینما ہیں یہ میرے خیال میں انہوں نے جان بوجھ کر غلط جواب دیا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا انہوں نے غلط جواب دیا یا تو اس ہاؤس میں یہ تسلیم کریں کہ یہ باقی ماندہ لسٹ فوری طور پر سپلائی کریں گے یا پھر معذرت کریں کہ جو کچھ پوچھا گیا ہے وہ بتاتے نہیں ہیں اور دیگر باتیں بتا رہے ہیں' اس بارے میں مجھے واضح کر دیں یہ سوال کی sense نہیں سمجھ رہے ہیں یہ جواب کیا دینگے؟ ان کو سینماؤں کی کل تعداد بتانی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مخدوم صاحب آپ بتا سکتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا اسکی ضرورت تو نہیں ہے کہ میں چھاؤنی کے سینماؤں کی تعداد بھی یہاں پر بتاؤں کیونکہ میرے محکمہ کے پاس چھاؤنی کے سینماؤں سے متعلق کوئی ایسا ٹیکس نہیں ہے جو کہ ہم ان سے وصول کریں' لیکن---

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں نے جو پوچھا ہے وہ مجھے نہیں بتایا جا رہا ہے میں اس کے متعلق تحریک استحقاق دے دوں گا جناب والا اگر یہ میری بات کا جواب نہیں دیتے تو پھر میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔ کیونکہ میں نے جو کچھ پوچھا ہے مجھے وہ نہیں بتایا جا رہا کیونکہ میں نے پنجاب میں سینماؤں کی لسٹ مانگی ہے۔ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ ان سینماؤں سے ٹیکس لیتے ہیں یا نہیں۔؟ سیدھی سی بات ہے انہیں کہنا چاہیے کہ I am sorry میں اس کا جواب نہیں دے سکا ہوں بعد میں جواب دے دوں گا۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! جناب فضل حسین راہی کے اصرار پر میں چھاؤنی کے سینماؤں کی لسٹ بھی اس ایوان میں circulate کر دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں ایک آخری ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ تفریحی ٹیکس ساڑھے بارہ فیصد سے شروع ہوا ہے جو انہوں نے نہیں بتایا لیکن مجھے اس کا پتہ ہے۔ ماضی میں ایک حکومت بنی تھی غالباً ان کے پاس پیسے کم ہونگے۔ انہوں نے 1978-79 میں اس ٹیکس کو بڑھاتے بڑھاتے 150 فیصد کر دیا تھا۔ اس کی میں وضاحت بھی کردوں کہ 150 فیصد تو یہ لے جائیں گے اور بقایا جو سو فیصد ہے وہ Distributor بھی لے گا فلم ساز بھی لے گا' سینما کا مالک بھی لے گا اور متعلقہ پارٹی بھی لے گی جن لوگوں کی investment ہے ان کو تو یہ کچھ نہیں دیں گے۔ یعنی دو روپے اگر ٹکٹ ہے تو ایک روپیہ پچاس پیسے یہ خود لے جائیں گے۔ پچاس پیسے ان لوگوں کو دیں گے جو ان کے ریونیو کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان سے یہ احتجاج کیا تھا کہ یہ ٹیکس بہت زیادہ ہے۔ یہ کہتے تھے کہ ہم ٹیکس کم نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس طرح آمدنی کم ہو جائے گی فروری 1983ء میں جب انہوں نے اس ٹیکس کو کم کر کے 100 فیصد تک کر دیا تو ان کی آمدنی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ میں آپ کے سامنے اعداد و شمار مہیا کرنا چاہتا ہوں کہ 82-1981ء میں ان کو 15 کروڑ 87 لاکھ 54 ہزار اور 6 سو 81 روپے آمدنی ہوئی ہے۔ اور جب انہوں نے اس ٹیکس کو کم کر دیا تو ان کو 19 کروڑ اور 99 لاکھ روپے یعنی تقریباً 20 کروڑ آمدنی ہوئی ہے۔ یعنی ٹیکس کم کرنے کے بعد ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ سیدھا سیدھا ان کو ساڑھے چار کروڑ روپے کا فائدہ ہوا ہے۔ حکومت کی یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ اگر ٹیکس کم کر دیا گیا تو حکومت کی آمدنی کم ہو کر رہ جائے گی۔ آپ اپنا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ میری اب آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس ٹیکس کو سو فیصد کی بجائے 50 فیصد کرنے کیلئے تیار ہیں؟ تاکہ اس ختم ہوتی ہوئی انڈسٹری کو سہارا دیا جا سکے۔ میں اس بات کی بھی آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس طرح آپ کی آمدنی میں اضافہ ہوگا کمی نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ ٹیکس چھوٹا طبقہ ادا کرتا ہے۔ یہ مزدور لوگ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ کوئی بڑا آفیسر' جاگیردار' سرمایہ دار تو سینما میں اب فلم نہیں دیکھتا' صرف غریب لوگ سینماؤں میں فلمیں دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ تقریر کر رہے ہیں یا ضمنی سوال کر رہے ہیں؟ مخدوم صاحب سوال یہ ہے تفریحی ٹیکس جو اس وقت آپ وصول کر رہے ہیں اس میں کمی کریں گے یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! 1985 میں تفریحی ٹیکس 150 فیصد سے کم کر کے 100 فیصد کیا گیا اور یہی سوچ کر کم کیا گیا کہ اس کا نچلے طبقے پر بوجھ کم از کم پڑے۔ یہ بات آج راہی صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے کہ اگر اس ٹیکس کو مزید کم کیا جائے تو شاید ہماری آمدنی میں اضافہ ہو۔ میں اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد ہی انشا اللہ کسی حتمی فیصلے پر پہنچوں گا۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر جواب کے جز (ب) میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ سینماؤں سے حاصل شدہ آمدنی میں سال 67-1966 تا 80-1979 عام طور پر اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے لیکن بعد کے عرصہ میں سینماؤں سے حاصل شدہ آمدنی میں بتدریج کمی ہوتی رہی ہے۔ جس کی بنیادی وجہ مقامی فلموں کا غیر معیاری ہونا اور وی۔سی۔آر اور ویڈیو فلموں کے کاروبار میں اضافہ ہے۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ جو وی۔سی۔آر اور ویڈیو فلموں کا کاروبار ہو رہا ہے۔ اس ملک اور صوبے میں قانونی طور پر ہو رہا ہے؟ اور اس پر یہ لوگ کوئی ٹیکس دے رہے ہیں یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے' اس ایوان کو یہ معلوم ہے کہ وی۔سی۔آر کا استعمال ابھی تک اس ملک میں قانونی قرار نہیں دیا گیا۔ اس لحاظ سے یہ کاروبار غیر قانونی ہے۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کاروبار غیر قانونی طور پر ہو رہا ہے اور اس کاروبار سے حکومت کو بھی ٹیکس میں خسارہ ہو رہا ہے' معاشرہ بھی اس سے خراب ہو رہا ہے۔ وزیر موصوف یا حکومت اس کا کوئی بندوبست کرے گی کہ یا تو یہ کاروبار بند ہو جائے یا پھر حکومت کو اس سے کوئی آمدنی حاصل ہونا شروع ہو جائے۔ یا اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور معاشرے میں وی۔سی۔آر کا گندا رول ادا ہوتا رہے گا۔ آخر حکومت اس پر کب توجہ دے گی۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب! سوال یہ ہے کہ یہ جو غیر قانونی کاروبار چل رہا ہے۔ اس کے متعلق آپ نے سوچا ہے کہ اسے قانونی بنایا جائے؟ یا پھر یہ ایسے ہی چلتا رہے گا۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! نہ تو وی۔سی۔آر کا میری وزارت سے تعلق ہے اور نہ ہی وی۔سی۔آر کی فلموں کا میری وزارت سے کوئی تعلق ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں اس پوائنٹ پر پنجاب حکومت کو ایک مراسلہ ارسال کروں گا۔ اس میں ان سے یہ گزارش کی جائے گی۔ کہ اس کاروبار کو ٹھیک طریقے سے کرنے کیلئے کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔

چودھری علی اکبر مظہر ویٹس، جناب سپیکر! وزیر موصوف جو یہ فرما رہے ہیں کہ میرے محکمے کا وی۔سی۔آر اور ویڈیو فلموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ انہوں نے کس طرح فرما دیا ہے؟ جس طرح سینما لوگوں کو تفریح فراہم کرتا ہے' ویڈیو فلمیں بھی لوگوں کو تفریح فراہم کرتی ہیں اگر ان کا اس سے تعلق نہیں ہے تو پھر کس محکمے سے اور کس وزارت سے تعلق ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! میں نے تو اس سوال کا جواب اپنے فاضل دوست کی دلجوئی کے لیے دیا ہے اور نہ اس ویڈیو کے کاروبار سے میرے محکمے کی کوئی ایجنسی ٹیکس وصول کرتی ہے۔ اور نہ ہی اصل سوال پر ضمنی سوال بنتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز اراکین سے گزارش ہے کہ ایوان میں مکمل طور پر خاموشی اختیار کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات، راہی صاحب کا یہ سوال تفریحی ٹیکس کے بارے میں تھا۔ اس سوال کا ویڈیو کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! فلم انڈسٹریز بھی ایک انڈسٹری ہے۔ آپ ہر انڈسٹری سے جب کچھ وصول کرتے ہیں تو اس کو کچھ return بھی کرتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فلم انڈسٹری آپ کو ایک سال میں سو کروڑ روپے سے 20 کروڑ روپے ٹیکس ادا کرتی ہے۔ 20 کروڑ روپے میں سے آپ انہیں کیا واپس کرتے ہیں؟ 20 کروڑ کے عوض آپ انہیں کیا سہولیات مہیا کرتے ہیں؟ کوئی ایسی قابل ذکر سہولت بتائیں جس سے یہ کہا جا سکے کہ اتنا ریونیو لینے کے بعد ہم آپ کو یہ سہولت مہیا کر رہے ہیں۔ یہ میرا وزیر موصوف سے سوال ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب والا' جہاں تک سہولت مہیا کرنے کا تعلق ہے تو میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ 1983ء میں یہ ٹیکس 150 فیصد سے گھٹا کر 100 فیصد کر دیا گیا۔ اس کمی سے اس انڈسٹری کی کافی حد تک دلجوئی ہوئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی، مجھے ان کی بات سن کر انتہائی دکھ ہوا ہے کہ ٹیکس 150 فیصد سے گھٹا کر 100 فیصد لے رہے ہیں۔ یہ تو ایک تفریحی ٹیکس ہے۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے اس کو کم کیا ہے پھر بھی آپ کے ریونیو بڑھے ہیں اور پندرہ کروڑ سے بیس کروڑ تک پہنچے ہیں۔ بیس کروڑ سے

کے آپ ان کو واپس کیا دے رہے ہیں۔ یہ تو ان کے پیسے ہیں جو آپ لے رہے ہیں۔ آپ ان کو کم کر کے بھی لے لیں گے تو پیسے تو ان کے ہیں۔ یہ تو عوام کے پیسے ہیں انڈسٹری کو آپ کیا دے رہے ہیں۔ آپ کوئی چیز یا کوئی Project شروع کریں۔ گورنمنٹ آپ کی مدد کرے گی۔ پھر گورنمنٹ اس سے ریونیو حاصل کرے گی۔ آپ مجھے کوئی ایسی سہولت بتا دیں جو آپ اپنے محکمہ کی طرف سے فلم انڈسٹری کو دیتے ہیں جو آپ کو سال کا بیس کروڑ روپے تک دیتی ہے۔ کوئی ایک قابل ذکر مثال بتا سکتے ہیں۔؟ یہ کہنا کہ ہم نے اتنے فیصد ٹیکس کم کیا ہے۔ یہ سہولت نہیں یہ تو اور بات ہے کہ آپ ان کو کیا سہولت دیتے ہیں۔ کبھی کوئی فلمساز کوئی فلم بناتا ہے یا کوئی سینما گر جاتا ہے تو آپ اس کو کیا دیتے ہیں۔؟ یا اگر اس کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو اس کو کیسے پورا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر' میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر' میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فلموں پر ٹیکس معافی کی درخواستوں کی تفصیلات

*288۔ **جناب فضل حسین راہی:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1947ء سے آج تک کتنی فلموں پر کس بنیاد پر ٹیکس معاف کیا گیا۔

(ب) جن فلموں کا ٹیکس معاف کیا گیا ان کے پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کے نام اور پتہ کیا ہیں۔

(ج) اس وقت حکومت کے پاس کتنی درخواستیں ایسی ہیں جن پر ٹیکس معاف کرنے کی کارروائی کی جا رہی ہے درخواست دھندگان کے نام اور پتے کیا ہیں جنہوں نے ٹیکس معافی کی درخواستیں دے رکھی ہیں۔

(د) سال 1957ء سے آج تک کتنے فلمسازوں کی ٹیکس معافی کی درخواستیں خارج کی گئیں نیز ان درخواستوں کے خارج کرنے کی وجوہات کیا تھیں۔

(ہ) جو درخواستیں زیر التواء یا زیر کارروائی ہیں وہ کب سے زیر کارروائی ہیں اور ان پر کب تک فیصلہ کر دیا جائے گا؟

وزیر آبکاری و محصولات (سید احمد محمود):

(الف) سال 1974 سے آج تک حکومت پنجاب نے صرف چھ فلموں پر تفریحی ٹیکس معاف کیا جس کی بنیادی وجوہات فلم کی کہانی میں مذہبی تعلیمات کا فروغ، نظریۂ پاکستان یا جذبۂ حریت اور آزادی کی تشہیر و اشاعت تھی۔

(ب) ٹیکس سے معافی حاصل کرنے والی چھ فلموں کے نام اور ان کے پروڈیوسروں اور ڈائریکٹروں کی تفصیل لف شدہ گوشوارہ "ا" میں درج ہے۔

(ج) اس وقت محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن کے پاس کل تین فلموں کے متعلق ٹیکس معافی کی درخواستیں زیر غور ہیں۔ درخواست دہندگان کے نام اور پتے لف شدہ گوشوارہ "ب" میں درج ہیں۔

(د) سال 1957ء سے آج تک کل 22 فلمسازوں کی درخواستیں خارج کرنے کی بنیادی وجہ متعلقہ فلموں کا غیر معیاری ہونا مطلوبہ قومی نظریات سے ہم آہنگ نہ ہونا ہے۔

(ا) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ کل تین درخواستوں پر غور برائے معافی ٹیکس مندرجہ ذیل تواریخ سے زیر التوا ہے۔

-1	اندھا قانون	26 جولائی 1986ء
-2	لیلیٰ مجنوں	30 جون 1986ء
-3	ہم لوگ	مارچ 1985ء

ان درخواستوں میں سے پہلی دو فلموں پر کارروائی اس لیے عمل میں لائی نہ جا سکتی ہے کیونکہ متعلقہ فلمسازوں نے تشکیل کردہ پینل کے ملاحظہ کے لیے فلموں کی خصوصی نمائش کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں کیا۔

تیسری فلم "ہم لوگ" تا حال نا مکمل پڑی ہے اور فی الحال عوام میں نمائش کے لیے پیش نہیں کی گئی اس لیے ٹیکس کی معافی کے متعلق سوچنے کا ابھی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جن فلموں کا ٹیکس معاف کیا گیا

ان کے پروڈیوسروں/ڈائریکٹروں کی تفصیل

نمبر شمار	نام فلم	نام پروڈیوسر/ڈائریکٹر	پتہ
-1	اللہ اکبر	محمد رفیق پمن	مذہبی فلمز سنٹر 95 بی بلاک فیڈرل بی ایریا' کراچی۔
-2	حیدر علی	راجہ غضنفر علی	اشفاق فلمز گیتا بھون بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور۔
-3	سہارے	سید وزیر علی صابری	سید وزیر علی صابری معرفت فلمز بی آر بی رائل پارک' لاہور
-4	غلام	خلیفہ سعید احمد	زفر پکچرز 3 ایبٹ روڈ رائل پارک ' لاہور۔
-5	غرناطہ	ملک مشتاق احمد	67 آریہ نگر پونچھ روڈ لاہور۔
-6	غازی علم دین شہید	میاں محمد شفیق	حیدر آرٹ پروڈکشن 2۔ ایبٹ روڈ' لاہور۔

جن فلموں کی درخواست برائے معافی تفریحی ٹیکس زیر کارروائی ہے

ان درخواست دہندگان کے نام اور ایڈریس۔

نام فلم	درخواست دہندہ	ایڈریس
اندھا قانون	محمد طارق بٹ	محمد طارق بٹ پرویز پروڈکشن رائل پارک لاہور
لیلیٰ مجنوں	محمد یسین	492/13 بازار سیمیاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

کاٹن ڈیوٹی کی تفصیل

*437- چودھری محمد بشیر، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کپاس کی جیننگ پر صوبائی حکومت کی جانب سے 2.16 روپیہ فی من کاٹن ڈیوٹی عائد ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کپاس دیسی کی جیننگ کے لئے جگہ جگہ سنگل رولز ضلع بہاولنگر تحصیل حاصل پور اور ضلع قصور میں نصب ہیں اور پنجاب بھر میں کھلی روئی فروختگی کے لئے سپلائی کرتے ہیں۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان سے کاٹن ڈیوٹی وصول کرتی ہے اگر کی ہو تو علیحدہ علیحدہ ہر پارٹی کی کاٹن ڈیوٹی کی آمدن کا پانچ سالہ گوشوارہ کیا ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (سید احمد محمود):

(الف) بموجب قانون مروجہ کاٹن فیس کی شرح مبلغ -/2 روپے فی من کے حساب سے پنجاب فنانس ایکٹ 1973ء سے منسلک چھٹے شیڈول کے تحت مقرر کی گئی ہے۔ جو کہ اس کپاس پر عائد کی جاتی ہے۔ جو کسی کاٹن فیکٹری کی حدود میں وصول کی جائے۔

(ب) یہ درست ہے کہ دیسی کپاس اور دیگر اقسام کی کپاس کی جننگ کے لئے مختلف اضلاع میں چھوٹے اور بڑے پیمانے پر فیکٹریاں قائم ہیں۔ جس میں سنگل مشین اور زمانہ قدیم سے مروجہ کپاس کی بیلنیاں بھی شامل ہیں۔ ضلع بہاولنگر، ضلع قصور اور تحصیل حاصل پور بھی ان علاقوں میں شامل ہیں۔ جہاں سے روئی کھلی فروخت کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔

(ج) مروجہ قانون کے تحت کاٹن فیس کی وصولی کے سلسلہ میں چھوٹی یا بڑی فیکٹری کی کوئی تخصیص نہیں رکھی گئی۔ ہر اس فیکٹری سے کہ جہاں کپاس برائے جیننگ لائی جاتی ہے۔

کپاس کی کل مقدار پر -/2 روپے فی من کے حساب سے متعلقہ مالک کارخانہ سے کاٹن فیس وصول کی جاتی ہے۔ ضلع بہاولنگر، ضلع قصور اور تحصیل حاصل پور ضلع بہاول پور میں کاٹن فیس کی آمدن کی تفصیل لف شدہ گوشوارہ "الف" میں درج ہے۔

LIST OF COTTON GINNING FACTORIES SITUATED IN DISTRICT KASUR

Sr. No.	Name of the factory	Name of the owner	Cotton fee for the year				
			1984-85 Rs.	1985-86 Rs.	1986-87 Rs.	1987-88 Rs.	1988-89 Rs.
1.	Muhammad Ashraf Cotton Ginning Factory, Pattok 1.	Haji Muhammad Ashraf, Patook 1	7550-00	11452-00	7120-00	8160-00	9570-00
2.	Pak Cotton Ginning Factory, Pattok 1.	Haji Muhammad Yousaf, Pattok 1	4718-00	8178-00	8204-00	8922-00	6329-00
3	Khalid Ginning Factory Pattok 1.	Lal Din Mohd. Pattok 1.	3291-70	4618-60	1402-20	464-00	1512-00
4	Malik Cotton Ginning Factory, Pattok 1.	Malik Fazal Bari, Pattok 1	2612-00	4100-00	Nil	3031-35	1856-00
5	Muammad Siddique Cotton Ginning, Factory Pattok 1.	Mohd Siddique. Pattok 1.	2254-00	3146-00	Nil	Nil	Nil
6	Haji Khalil Ahmad, Mohd Shaffi, Cotton Ginning Factory, Chunian.	Haji Khalil Ahmad. Chunian.	1108-00	2468-00	1870-00	2332-00	2126-00
		Total	**21.539-70**	**33,962-61**	**18,578-20**	**22,909-35**	**21,393-08**

LIST OF SMALL COTTON FACTORIES (MACHINE TYPE/BALLINES) DISTRICT KASUR

Sr No.	Name of the Factory	Name of the Owner	Cotton fee for the year				
1.	M/s Muhammad Ahmad, Khaim Karan, Kasur.	Adda Muhammad Ahmad	1198-50	552-00	-	-	-
2.	M/s Muhammad Saeed Muhammad Amjad, Haji Hand Road, Kasur.	Mohd Amjad, Muhammad Saeed	1657-50	1350-50	1694-00	2485-00	1660-00
3	M/s Muhammad Sarwar Muhammad Abdullah Adda Khaim Karan, Kasur	Muhammad Sarwar	334-00	1155-00	-	1378-00	1068-00

4	Ch. Muhammad Din, Haji Farid Road, Kasur	Haji Muhammad Din	1665-00	1228-00	550-00	78-00	-
5	Muhammad Ashraf, Mohd. Afzal, Adda Lulyani, Kasur.	Mohd. Ashraf, Muhammad Afzal	124-00	696-00	-	-	-
6	Mistry Muhammad Sadiq Mandi Usman wala	Muhammad Sadiq	111-00	54-00	75-00	117-00	150-00
7	Miraj Din Rao Khan Wala.	Miraj Din	140-00	136-00	150-00	126-00	145-00
8.	Mistry Noor Din Lulyani	Noor Din	184-00	-	50-00	97-00	-
9	Muhammad Iqbal, Muhammad Anwar, Haji Farid Road Kasur.	Muhammad Iqbal Mohd Anwar	-	616-00	-	-	-
10	Muhammad Afzal & Co. Haji Farid Road, Kasur	Muhammad Afzal Etc.	-	1333-00	744-00	150-00	-
11	Mian Atta-ur-Rehmand Abdul Rehman, Kasur	Atta-ur-Rehman etc.	-	-	-	-	887-00
12	Malik Zulfiqar Cotton Factory, Wanradha Ram	Malik Zulfiqar	96-70	184-05	159-00	313-80	305-00
13	Muhammad Saleem, Fazal Elahi, Wanradha Ram	Mohd. Saleem, etc.	60-00	-	619-40	561-20	1784-00
14.	Mirza Mohy-ud-Din Wan-Radharam	Mirza Mohy-ud-din	56-00	1004-00	569-00	640-00	674-00
15.	Nazar Muhammad Cotton Factory Hanjarwal	Nazar Muhammad	296-00	208-00	137-00	278-70	-
16.	Naseer Ahmad, Barwal	Naseer Ahmad	93-40	95-00	91-80	192-30	94-00
17	Bashir Ahmad Chunian	Bashir Ahmad	98-00	100-00	108-85	123-35	62-00
18	Malik Wali Mohd. Chunian	Malik Wali Muhammad	36-40	-	90-30	-	-
19	Muhammad Aslam Teeng Moor	Muhammad Aslam	76-15	159-00	127-00	198-00	180-00
20	Muhammad Ramzan Teeng Moor	Muhammad Ramzan	83-35	179-00	173-10	208-37	196-50

21	Sardar Muhammad Sham Kot	Sardar Muhammad	37-00	114-00	102-00	117-75	172-25
22.	Riaz Ahmad Sham Kot	Riaz Ahmad	-	-	-	121-75	146-00
23.	Muhammad Sharif Wanradha Ram	Muhammad Sharif	-	-	100-55	129-00	80-00
24.	Arrain Cotton Factory Pattok I	Muhammad Hussain	-	-	-	508-00	-
25.	Muhammad Sarwar Kangan Pur	MuhammadSarwar	63-50	226-00	192-00	272-00	369-50
26	Maqsood Ahmad Talvandi	Maqsood Ahmad	-	-	26-00	127-00	160-00
27	Malik Inyat Sham Kot	Malik Inyat	-	-	-	-	43-00
28	Sardar Muhammad Bhai Pheru	Sardar Muhammad	63-00	87-00	30-00	36-00	143-00
29.	Muhammad Amin Bhai Pheru.	Muhammad Amin	105-30	128-00	-	-	215-00
30.	Fazal Din Bhai Pheru	Fazal Din	-	74-00	18-00	200-00	92-00
31.	Abdul Hakim Bhai Pheru	Abdul Hakim	-	72-00	36-00	150-00	96-00
32.	Molvi Bashir Ahmad --do--	Molvi Bashir Ahmad	-	99-00	30-00	50-00	120-00
33.	Muhammad Tufail --do--	Muhammad Tufail	-	-	300-00	355-00	842-00
34.	Muhammad Yasin --do--	Muhammad Yasin	-	-	-	-	110-00
35.	Muhammad Hanif --do--	Muhammad Hanif	-	-	-	-	124-00
36.	Muhammad Saeed. Kot Radhak ishen	Muhammad Saeed	-	182-00	56-00	548-00	678-00
37	Faiz Ahmad Kot Radhak Ishen	Faiz Ahmad	-	270-00	-	395-00	802-00
38	Siraj Din --do--	Haji Siraj Din	-	234-00	66-00	476-00	637-00
39	Muhammad Ashraf --do--	Muhammad Ashraf	-	103-00	-	-	-
40.	Muhammad Sharif --do--	Muhammad Sharif	-	34-00	26-00	23-00	147-00

41.	Ibrahim, Rehmat --do--	Ibrahim etc.	-	55-00	-	64-00	780-00
42.	Maqbool Ahmad --do--	Maqbool Ahmad	-	06-00	540-00	292-00	418-00
43	Izhar Ahmad --do--	Izhar Ahmad	-	48-00	661-00	531-00	840-00
		Total	**7793-80**	**11789-55**	**8204-00**	**12734-70**	**16285-00**
		Grand Total	**29333-50**	**45752-16**	**26872-20**	**35644-05**	**37678-83**

LIST OF COTTON JINNING FACTORIES SITUATED IN DISTRICT BAHAWALNAGAR

Sr. No.	Name of the Factory	Cotton for 1983-84 Rs.	Cotton for 1984-85 Rs.	Cotton for 1985-86 Rs.	Cotton for 1986-87 Rs.	Cotton for 1987-88 Rs.
1	H. Khadam Hussain Cotton Factory	1,130	349,862	607,324	465,214	17,958
2.	Pak. Cotton Factory	490	335,308	482,746	309,174	31,722
3.	Haji Nazam Din Cotton Factory	24,410	199,696	522,916	284,748	168,618
4.	Haji Sher Muhammad	278,300	395,408	623,590	697,602	576,854
5.	Najam Din & Sons	221,894	363,834	261,056	--	200,660
6.	Mohd Aslam, Mohd Akram	35,418	--	--	--	--
7.	Modern Cotton Facotry	28,154	102,442	178,052	189,990	126,174
8.	Awami Cotton Factory	20,140	43,264	--	--	--
9	Data Cotton Factory	5,142	75,892	237,796	166,356	125,796
10.	Haq Cotton Factory	17,242	170,302	366,764	263,074	154,190
11	Nafees Cotton Factory	1,538	4,562	3,112	3,720	680
12.	Raja Bro's Cotton Factory	17,070	251,360	213,994	330,288	288,848
13.	Niaz Cotton Factory	67,450	152,280	214,662	191,100	142,282
14.	Muhammad Shafi Cotton Factory	65,130	202,502	319,852	398,208	168,750
15.	Pak. Cotton Factory	69,148	153,534	261,478	250,148	191,110
16.	Tahir Cotton Factory	450	22,236	22,996	7,574	3,484
17	Ghausia Cotton Factory	1,222	3,892	11,790	--	--

18.	Madina Cotton Factory	674	–	–	2,168
19.	Itafaq Cotton Factory	13,082	102,374	196,542	–
20.	Molivi Muhammad Din Cotton Factory	–	125,548	179,130	183,278
21.	Ganjshakar Cotton Factory	–	207,322	250,512	237,484
22.	Saleem Cotton Factory	–	79,966	219,586	286,638
23.	Karsaz Cotton Factory	–	1,780	–	22,698
24.	Abdullah Cotton Factory	–	102,720	179,676	189,446
25.	Maqbool Cotton Factory	–	70,140	229,402	175,316
26.	Ch. Sher Muhammad Cotton Factory	–	35,628	114,506	114,330
27.	Rahamnia Cotton Factory	–	66,516	129,644	209,816
28.	Rehman Cotton Factory	–	1,784	–	1,628
29.	Faran Cotton Factory	–	117,166	450,652	277,862
30.	Ittehad Cotton Factory	–	–	2,884	3,830
31.	Haroon Cotton Factory	–	–	3,590	808
32.	Al-noon Allied Cotton Factory	–	–	–	110,502
33.	Atahar Cotton Factory	–	–	–	145,940
34.	Al-Farooq Cotton Factory	–	–	–	17,654
35.	Shaheen Cotton Factory	–	–	–	2,800
36.	Tariq Industries Factory	–	–	–	223,156
37.	Muhammad Usman Mohd Amin Cotton Factory	–	–	–	–
38.	Public Cotton Factory	–	–	–	–
39.	Medina Cotton Factory	1,044	3,840	2,368	–
40.	Joyia Cotton Factory	–	–	–	14,656

LIST OF ROLLERS IN DISTRICT BAHAWALNAGAR

Sr. No.	Name of the Rollers	Cotton for 1983-84 Rs.	Cotton for 1984-85 Rs.	Cotton for 1985-86 Rs.	Cotton for 1986-87 Rs.	Cotton for 1987-88 Rs.
1	Ghulam Rasool Roller	330	--	--	--	--
2.	Muhammad Sharif Roller	230	440	--	--	--
3.	Hasnain Roller	710	678	420	186	440
4.	Muhammad Jameel Roller	60	--	--	--	--
5.	Saghir Ahmad, Mohd Islam Roller	60	36	--	--	200
6.	Main Hafiz-ur Rehman Roller	224	--	--	--	--
7.	Sohail Roller	160	--	--	--	224
8.	Haji Muhammad Sadique Roller	50	--	296	--	--
9	Muhammad Hanif Roller	50	--	214	--	--
10.	Muhammad Suleman Roller	156	--	--	--	--
11.	Muhammad Sharif Roller	122	--	--	--	--
12.	Zafar Roller	100	--	--	--	--
13.	Muhammad Ishaq Roller	330	--	540	--	--
14.	Haidery Roller	576	--	--	--	--
15.	Fateh Mohd. Mohd. Islam Roller	434	--	422	--	--
16.	Noor Ahmad Kamki Roller	1,100	--	--	--	--
17.	Ghulam Mohd & Sons Roller	656	--	--	--	--
18.	Ali Muhammad Roller	820	--	610	--	--
19.	Safdar Roller	698	--	768	--	--
20.	Muhammad Amin Roller	728	--	--	--	--
21.	Ali Shah, Mohammad Sharif Roller	406	--	490	--	956

22.	Talib Hussain Roller	532	--	--	--	--
23.	Muhammad Shafi Roller	478	--	--	--	--
24.	Muhammad Habib Roller	334	--	470	--	--
25.	Muhammad Amin Roller	426	--	2,336	--	734
26.	Rehman Roller	910	--	406	--	246
27.	Muhammad Saud Roller	614	2,532	--	--	--
28.	Abdul Latif Roller	176	124	56	--	240
29.	Hammad Amin Roller	222	--	--	--	--
30.	Umer Farooq Roller	202	--	--	--	--
31.	Saraj Din Mohd. Anwar Roller	NIL	138	124	--	82
32.	Sadaqat Roller	--	484	298	248	176
33.	Saeed Ahmad Roller	--	78	--	--	--
34.	Mohd. Nasar Liaqat Ali Roller	--	1184	370	--	--
35.	Muhammad Habib Roller	--	1238	--	--	--
36.	Haji Bashir Ahmad Roller	--	1172	1564	--	--
37.	Madina Cotton Roller	--	658	594	--	--
38.	Hafizur Rehman Roller	--	1662	--	--	--
39.	Umar Din Roller	--	174	128	--	--
40.	Abdul Ghafoor Roller	--	1164	526	--	--
41.	Zafar Cotton Roller	--	1814	--	--	--
42.	Thurstar Roller	--	1414	--	--	--
43	Muhammad Hussain Roller	--	132	1658	--	--
44.	Khalid Cotton Roller	--	--	318	190	152
45.	Khushi Muhammad Roller	--	--	148	--	--
46.	Noor Muhammad Roller	--	--	1710	232	--
47.	Nazir Ahmad Roller	--	--	220	--	--
48.	Faqir Ahmad Roller	--	--	428	--	--
49.	Mohammad Irshad Roller	--	--	188	--	--

50.	Sardar Roller	--	--	--	--	262
51.	Abdul Hameed Roller	162	--	--	--	--
52.	Charag Din Roller	--	408	298	248	176

INFORMATION REGARDING COTTON FACTORIES OF TEHSIL HASILPUR FOR THE YEAR 1983-84 TO 1987-86

Sr. No.	Name of the Year	Total No. of Cotton Factory	Single Roller Machine	Recovery
1.	1983-84	10	6	Rs. 12,49,208/-
2.	1984-85	12	7	Rs. 29,36,150/-
3.	1985-86	11	4	Rs. 39,08,502/-
4.	1986-87	11	4	Rs. 44,11,406/-
5.	1987-88	17	3	Rs. 49,54,634/-

INFORMATION REGARDING COTTON FACTORIES OF TEHSIL HASILPUR

Sr. No.	Name of the Year		Name of the Cotton Factories	Single roller factory	Total Recovery
1.	1983-84	1.	Awami Cotton Factory, Hasilpur	Double	Rs. 12,49,208/-
		2.	Mian Muhamman Sharif Cotton Factory, Hasilpur	"	
		3.	Mian Sher Muhammad Cotton Factory, Hasilpur	"	
		4.	R.S.C.C. Cotton Factory, Hasilpur	"	
		5.	Gill Cotton Factory, Hasilpur	"	
		6.	Al-Faisal Cotton Factory Hasilpur	"	
		7.	Jalwana Cotton Factory Hasilpur	"	
		8.	Al-Hassan Cotton Factory Hasilpur	"	
		9.	Khadim Hussain Flour Mills and Single Roller Hasilpur	Single	

		10.	Gulistan Industries Cotton Factory Hasilpur	Double	
		11.	Abdul Sattar Flour Machine Hasilpur	Single	
		12.	Adam Flour Machine Hasilpur	"	
		13.	Rauf Flour Machine Hasilpur	"	
		14.	Faiz Muhammad Flour Machine Hasilpur	"	
		15.	Shahzad Flour Machine Hasilpur	"	
		16.	Muhammad Siddique, Fazal Din Flour Machine Hasilpur	"	
1.	1984-85	1.	Al-Faisal Industries Cotton Factory, Hasilpur.	Double	
		2.	Jalwana Cotton Factory Hasilpur.	"	Rs. 29,36,150/-
		3.	Al-Hassan Cotton Factory Hasilpur.	"	
		4.	Gorya Cotton Factory Hasilpur.	"	
		5.	Gill Cotton Factory Hasilpur.	"	
		6.	Gulistan Industries Cotton Factory Hasilpur.	"	
		7.	Muhammad Sharif Cotton Factory Hasilpur.	"	
		8.	R.S.C.C. Cotton Factory Hasilpur.	"	
		9.	Satluj Cotton Factory Hasilpur.	"	
		10.	Awami Cotton Factory Hasilpur.	"	
		11.	Mian Sher Muhammad Cotton Factory Hasilpur.	"	
		12.	Shadab Cotton Factory Hasilpur.	"	
		13.	Rauf Flour Machine Hasilpur.	Single	
		14.	Inam Flour Machine Hasilpur.	"	

		15.	Abdul Sattar Flour Machine Hasilpur.	"	
		16.	Faiz Muhammad Flour Machine Hasilpur.	"	
		17.	Shahzad Flour Machine Hasilpur.	"	
		18.	Muhammad Siddique Fazal Din Flour Machine Hasilpur.	"	
		19.	Dil Muhammad Ginning Machine Hasilpur.	"	
1.	1985-86	1.	Al-Faisal Industries Cotton Factory, Hasilpur.	Double	
		2.	R.S.C.C. Cotton Factory Hasilpur.	"	Rs. 39,08,502/-
		3.	Satluj Cotton Factory Hasilpur.	"	
		4.	Awami Cotton Factory Hasilpur.	"	
		5.	Mian Sher Muhammad Cotton Factory Hasilpur.	"	
		6.	Mian Muhammad Sharif Cotton Factory Hasilpur.	"	
		7.	Shadab Cotton Factory Hasilpur.	"	
		8.	Jalwana Cotton Factory Hasilpur.	"	
		9.	Gulistan Cotton Factory Hasilpur.	"	
		10.	Al-Hassan Cotton Factory Hasilpur.	"	
		11.	Inam Flour Machine Hasilpur.	Single	
		12.	Rauf Flour Machine Hasilpur.	"	
		13.	Din Muhammad Flour Machine Hasilpur.	"	
		14.	Faiz Muhammad Ginning Machine Hasilpur.	"	
		15.	Hamid Cotton Factory Hasilpur.	"	

Sr. No.	Name of the Year		Name of the Cotton Factories.	Single Roller Factory	Total Recovery
1.	1986-87	1.	Al-Faisal Cotton Factory, Hasilpur.	Double	
		2.	R.S.C.C. Cotton Factory Hasilpur.	"	Rs. 44,11,406/-
		3.	Satluj Cotton Factory Hasilpur.	"	
		4.	Awami Cotton Factory Hasilpur.	"	
		5.	Mian Sher Muhammad Cotton Factory Hasilpur.	"	
		6.	Mian Muhammad Sharif Cotton Factory Hasilpur.	"	
		7.	Shadab Cotton Factory Hasilpur.	"	
		8.	Hamid & Sons Cotton Factory Hasilpur.	"	
		9.	Jalwana Cotton Factory Hasilpur.	"	
		10.	Gulistan Cotton Factory Hasilpur.	"	
		11.	Al-Hassan Cotton Factory Hasilpur.	"	
		12.	Inam Flour Machine & Single.	Single	
		13.	Rauf Flour Machine Hasilpur.	"	
		14.	Faiz Muhammad Flour Machine Hasilpur.	"	
		15.	Dil Muhammad Flour Machine Hasilpur.	"	
1.	1987-88	1.	Satluj Cotton Factory Hasilpur.	Double	
		2.	Nisar Cotton Factory Hasilpur.	"	Rs. 49,54,634/-
		3.	Shadab Cotton Factory Hasilpur.	"	
		4.	Awami Cotton Factory Hasilpur.	"	
		5.	Hamid & Sons Cotton Factory Hasilpur.	"	
		6.	Muslim Model Cotton Factory Hasilpur.	"	
		7.	Qadria Cotton Factory Hasilpur.	"	
		8.	R.S.C.C. Cotton Factory Hasilpur.	"	

9.	Mian Muhammad Sharif Cotton Factory Hasilpur.	"
10	Mian Sher Muhammad Cotton Factory Hasilpur.	"
11.	Al-Faisal Cotton Factory Hasilpur.	"
12.	Al-Hassan Cotton Factory Hasilpur.	"
13.	Jalwana Cotton Factory Hasilpur.	"
14.	Gulistan Cotton Factory Hasilpur.	"
15.	Gill Cotton Factory Hasilpur.	"
16.	Bhabha Cotton Factory Hasilpur.	"
17.	Sheikh Brothers Cotton Factory Hasilpur.	"
18.	Inam Flour Machine Hasilpur.	Single
19.	Rauf Flour Machine Hasilpur.	"
20.	Faiz Muhammad Ginning Machine Hasilpur.	"

PART "A"

Sr. No.	Firms Name	Address	Quantity of M.O.F in Kgs.	Date of granting of licence.
1	2	3	4	5
1	Ashraf Laboratories	Sargodha Road, Faisalabad	0 900	1962-63
2.	Otogen Unani Dawakhana	Al-Najaf Colony, Faisalabad.	0 500	13.4.1936
3	Associated Unani Pharma	177/B Peoples Colony No 1 Faisalabad.	0 500	2 4 1986
4	Vingo Manufacturing Chemists	Multan.	15 lbs Opium Powder at a time	2.6.1960
5.	Hakim Herag Kessan	Karim Dawakhana Jinnah Road, Sahiwal.		12 4.1981
6.	Hakim Saleem-ul-Zaman	Pakpattan Bazar, Sahiwal	0.530	26 4 1988
7.	M/s Javaid Unani Laboratories	Mianwali.	1.000 of Opium Powder in a month.	24.4.1985

Sr. No.	Firms Name	Address	Quantity of M.O.F in Kgs.	Date of granting of licence
1	2	3	4	5
8.	Mumtaz Dawakhana	Mianwali	0.250 of Opium Powder in month	4.9.1984
9	Sharex Laboratories	Sadiqabad Bahawalpur.	10 lbs (quantity enhanced on 26.1.65 from 5 to 10 Lbs).	18.10.1987
10	Hakim Muhammad Yousaf Siddiqui, Shaheen Laboratories	Jinnah Park Colony, Sialkot	1.000	27.5.1986
11	Hakim Sikandar Soulwat Wasti	Masti Gate, Lahore	1.500	15.4.1968
12.	Dawakhana Hakim Ajmal Khan	Kotlakhpat, Lahore.	10.000	25.9.1975
13	M/s Salim Co. Laboratories	Lahore.	5.000	2.7.1970
14.	M/s Standard Chemical Works	S.Perk-Lene Temple Road, Lahore.	2.000	1975-77
15.	Hakim Fida Hussain, Khanani Dawakhana	Mori Gate, Lahore.	0.080	20.11.1990
16.	M/s Zeb Laboratories	105, H-Gulberg, Lahore	10.000	20.01.1980
17.	M/s Mian Brothers Laboratories	Green Town, Lahore.	1.000	1970-71
18	M/s Unison Chemical Works	Bastami Road, Lahore.	8.000	1956-57
19	M/s Nawabsons Laboratories (Pvt) Limited	Bastami Road, Lahore	3.000	22.7.1965
20	M/s Spectorant Pharma	Al-mumtaz Road, Samanabad, Lahore	4.000	
21	M/s Uni-Herbal Laboratories	Allama Iqbal Town, Lahore	4.000	
22	Hakim Shafiq Ahmed, Rehbare-Sahat	Lahore-Cantt.	0.500	20.11.1977
23	M/s Herbious Pharma	Millat Road Samanabad, Lahore.	1.000	8.6.1987
24	Hakim Muhammad Sharif Jagranvi Aziza Dawakhana	Lahore Cantt.	0.500	14.01.1982
25	Hakim Rashid Ahmed Anmol Dawakhana	Kasur.	0.500	2.3.1980
26.	Hakim Nismat Ali	Nia Bazar Kasur.	0.150	3.4.1982

Sr. No.	Firms Name	Address	Quantity of M.O.F in Kgs.	Date of granting of licence.
1	2	3	4	5
27.	Hakim Saeed Muhammad	Old Mandi, Kasur	0.500	11.8.1982
28.	M/s Misali Dawakhana	Lahore-Jaranwala Road, Sheikhupura	1 000	15 11.1979
29.	M/s Iphco International Pharmaceutical Corporations	Kot Abdul-Malik, Sheikhupura.	1.000	2.8.1984
30.	M/s Prime Unani Pharma	Muridke, Sheikhupura.	1.000	12.5.1985

PART "B"

Sr. No.	Firms Name.	Address.	Quantity of M.O.F. in Kgs.	Date of granting of licence.
1	2	3	4	5
1	Anees Unani Pharma	229/B, Peoples Colony No.1, Faisalabad.	0 500	3 9 1986
2.	Muslim Pharmacy	143/C, Ghulam Muhammad Abad, Faisalabad.	0 500	4.12.1986
3.	Mashhoor Chimon Dawakhana	Kotechry Bazar, Sargodha.	0.400 of Opium Powder in a year.	14 9 1981
4	Hakim Muhammad Hanif, Proprietor of Unani Herbal Pharmaceutical	17,Guru Nanank Pura, Gujranwala.	1 000 Kg Per month	
5	M/s B.I.D. Co.	Mughalpura, Lahore.	17 000	1948-49
6	Qarshi Dawakhana	Multan Road, Lahore.	10.000	30 5.1967
7	Hakim Noor Ahmed, Noor-ul-Sahat	Abdul Karim Road, Lahore.	1 000	6 1.1981
8.	M/s F.D.E. Laboratories, Lahore	Lahore.	9 000	1951-52
9	M/s Fazal Din & Sons	The Mall Lahore.	11 000	1943-49
10.	M/s Marshal Chemical & Pharmaceutical	F.C.College Road, Lahore.	1 000	
11	M/s Shaheen Dawakhana	Mughalpura, Lahore.	2.000	18 7.1986
12.	Government Medical Store Depot.	Gulberg-III, Lahore.	No Limit	1951-52
13.	M/s Dawn Laboratories	Kot Abdul Malik, Sheikhuputa	1 000	12.5 1985

افیون کا لائسنس منسوخ کرنے کے لیے اقدام

*770۔خواجہ محمد یوسف ، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تقریباً دو سال قبل سیالکوٹ میں کسی شخص کو افیون پوڈر فروخت کرنے کا لائسنس دیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو یہ لائسنس کس کی سفارش پر اور کن حالات کے تحت دیا گیا۔ جس شخص کو یہ لائسنس دیا گیا۔ کیا وہ ڈاکٹر ہے یا کوئی اور مناسب اہلیت رکھتا ہے۔

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ متذکرہ پوڈر کے استعمال سے لوگوں کی زندگیاں تباہ ہو رہی ہیں۔

(ج) اگر جزء ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ لائسنس کو فوری طور پر منسوخ کرنے اور لائسنس دینے اور لینے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری محصولات (مخدوم سید احمد محمود)

(الف) اس حد تک درست ہے کہ 27 اگست 1986ء کو سیالکوٹ کے حکیم محمد یوسف صدیقی کو ایک کلو گرام ادویاتی افیون پاؤڈر برائے ادویات سازی منظور ہوا۔ یہ لائسنس حسب ضابطہ تشکیل دی جانے والی کمیٹی جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر اور ضلعی صدر انجمن پاکستان دواخانہ جات کی سفارش پر دیا گیا لائسنس دار متذکرہ بورڈ آف یونانی اور ایور ویدک سسٹم آف میڈیسن پاکستان کا حکیم درجہ اول رجسٹرڈ ہے۔

(ب) پاؤڈر متذکرہ ادویات سازی کے لیے منظور کیا گیا ہے۔ محکمہ کے علم میں کوئی ایسی شکایت نہیں ہے کہ اسے غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

(ج) جزء ہائے بالا کا جواب مکمل اثبات میں نہ ہے لائسنس متذکرہ کو بلا وجہ منسوخ کرنے یا لائسنس دار کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں ہے البتہ شکایت ملنے اور ان کے درست ثابت ہونے پر محکمہ کو حسب ضابطہ کارروائی کرنے میں کوئی توقف نہ ہو گا۔

(تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور)

INFORMATION REGARDING COTTON FACTORIES TEHSIL HASILPUR FOR THE YEAR 1983-84 TO 1987-88

Sr. No.	Name of the Year	Total No. of Cotton Factory	Single Roller Machine	Recovery
1	1983-84	10	6	Rs. 12,49,208/-
2.	1984-85	12	7	Rs. 29,36,150/-
3.	1985-86	11	4	Rs 39,08.502/-
4	1986-87	11	4	Rs 44,11.406/-
5	1987-88	17	3	Rs. 49,54,634/-

محکمہ خوراک

گریڈ ایک سے پندرہ تک بھرتی کیے گئے ملازموں کی تفصیلات

*170۔ جناب عبدالقادر شاہین، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1985ء سے نومبر 1988ء تک محکمہ میں گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک کتنے ملازمین بھرتی کیے گئے ہر ایک کا نام عہدہ اور مکمل پتہ کیا ہے۔

(ب) 1985ء سے 1988ء تک گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک کے کتنے ملازمین کو وزیر اعلیٰ کے حکم پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ اور مکمل پتہ جات کیا ہیں۔

(ج) 1985ء سے اب تک کتنے فوڈ انسپکٹر بھرتی کیے گئے اور ان میں کتنے وزیر اعلیٰ کے حکم پر بھرتی کیے گئے اور اب وہ کہاں کہاں ڈیوٹی دے رہے ہیں ہر ایک کا نام اور مکمل پتہ جات کیا ہیں۔

(د) 1985ء سے 1988ء تک کتنے فوڈ انسپکٹروں کو رشوت خوربرد اور دیگر الزامات کے تحت نوکری سے نکال دیا گیا اور کس کس کے حکم پر کن کن انسپکٹروں کو نکالا گیا ان کے نام اور مکمل پتہ اور جہاں سے ڈیوٹی سے فارغ کیا گیا اس ضلع یا جگہ کا نام بھی بتائیں نیز جن انسپکٹروں کو واپس ڈیوٹی پر بحال کر دیا گیا ان کے نام ولدیت اور مکمل پتہ جات بتائے جائیں؟

وزیر خوراک،(سردار گل حمید خاں روکڑی)

(الف) کل 624 تقرریاں عمل میں لائی گئیں (تفصیل گوشوارہ الف پر پیش خدمت ہے)۔

(ب) کل 265 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ تفصیل گوشوارہ الف کے کالم 6 میں درج ہے۔ گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

(ج) کل 18 فوڈ انسپکٹر بھرتی کیے گئے۔ تمام تقرریاں وزیر اعلیٰ کے حکم پر ہوئی۔ تفصیل گوشوارہ ب برائے فوڈ گرین انسپکٹر میں درج ہے۔ گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

(د) کل 44 فوڈ انسپکٹروں کو مختلف الزامات کے تحت برخاست کیا گیا جن میں سے 9 انسپکٹر

محکمانہ کارروائی کے مطابق اور 4 انسپکٹر عدالت کے فیصلے کے مطابق بحال ہوئے ۔ بقیہ 33 فوڈ انسپکٹران تا حال نوکری سے برخاست ہیں ۔ تفصیل پرچم (ج) پر درج ہے ۔ پرچم (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

گندم کی خریداری کی تفصیلات

*193 ۔ چودھری قربان علی چوہان: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) مالی سال 88-1987ء میں ضلع وہاڑی سے کل کتنی مقدار میں گندم خرید کی گئی ؛

(ب) محکمہ خوراک اور پاسکو نے کتنی کتنی گندم خرید کی اور کس نرخ پر خرید کی ؟

وزیر خوراک: (سردار گل حمید خاں روکڑی)

(الف) گندم خریداری مالی سال کے لحاظ سے نہیں بلکہ فصلی سال کے مطابق کی جاتی ہے گندم کی خریداری ماہ اپریل سے شروع ہوتی ہے اور ماہ ستمبر تک جاری رہتی ہے ۔ اس طرح فصل 87-1986ء کی گندم خریداری سکیم 88-1987ء کے تحت خرید کی گئی ۔ کل مقدار جو ضلع وہاڑی سے خرید کی گئی 200596 ٹن تھی ۔

(ب) کل 200596 ٹن خرید کردہ گندم میں محکمہ خوراک پنجاب کی خریداری 69564 ٹن تھی اور پاسکو کی 131032 تھی ۔ گندم کی خریداری گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخ مبلغ 80 00 روپے فی چالیس کلو گرام پر کی گئی ۔

گندم کی خوردبرد کی تحقیقات

*194 ۔ چودھری قربان علی چوہان: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) سال 87-1986ء میں گندم کے سیزن کے دوران مرکز خرید گندم ماچھیانوالہ میں محکمہ خوراک کے ایک اہلکار نے تقریباً تین کروڑ روپے کی گندم خوردبرد کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تمام فراڈ محکمہ خوراک کے اعلیٰ افسران کی ملی بھگت سے ہوا۔

(ج) اگر ایسا ہے تو اس کی پوری تفصیل اور نتائج سے اس معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک، (سردار گل حمید خاں روکڑی)

(الف) دوران سال 87-1986ء مرکز خریداری گندم ماچھیانوالہ ضلع وہاڑی پر سنٹر انچارج مسٹر محمد نعیم انور فوڈ گرین انسپکٹر نے جعلی خریداری بل بنا کر حبیب بنک لمیٹڈ ماچھیانوالہ کے عملہ سے ملی بھگت کر کے تقریباً 1 کروڑ 54 لاکھ 60 ہزار روپے کی رقم نکلوائی اور روپوش ہو گیا یہ عین دوران ماہ مئی 1986ء ہوا تھا اس ضمن پولیس اسٹیشن بورے والا میں پرچہ درج کروایا گیا ہے۔ بطابق ایف آئی آر نمبر 84/86 مورخہ 14-6-86 پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

(ب) اس فراڈ میں محکمہ خوراک کے ضلعی انتظامی افسران کی کوتاہی شامل تھی۔ مسٹر محمد احمد اے ایف سی اور مسٹر سہیل رضا ڈی ایف سی وہاڑی کو معطل کر دیا تھا۔ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ متعلقہ نائب ناظم خوراک مسٹر حمید اللہ خان مرحوم سے بھی باز پرس کی گئی تھی۔

(ج) دوران سال 87-1986 ماچھیانوالہ خریداری مرکز پر گندم خریداری کا ہدف 13000 میٹرک ٹن مقرر کیا گیا۔ اس خریداری کے لیے حبیب بنک لمیٹڈ ماچھیانوالہ کو 3 کروڑ 60 لاکھ روپے کی رقم مختص کی تھی۔ مسٹر محمد نعیم انور فوڈ گرین انسپکٹر اس سال اس سنٹر کا انچارج مقرر کیا گیا تھا۔ اور نگران انچارج مسٹر محمد احمد اے ایف سی تھا۔ ڈی ایف سی وہاڑی جناب سہیل رضا صاحب تھے اور نائب ناظم مسٹر حمید اللہ مرحوم تھے۔ انچارج سنٹر محمد انور نعیم نے جعلی خریداری بل بنا کر حبیب بنک لمیٹڈ ماچھیانوالہ کے اہل کاران سے ملی بھگت کر کے تقریباً 1 کروڑ 54 لاکھ 60 ہزار روپے کی رقم نکلوائی تھی اور ملک سے باہر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے خلاف پولیس اسٹیشن بورے والا میں بطابق ایف آئی آر نمبر 84/86 مورخہ 14-6-1986ء پرچہ درج کروایا گیا تھا۔ جس کی تحقیقات پولیس کر رہی ہے۔ نگران انچارج مسٹر محمد احمد اے ایف سی اور ڈی ایف سی وہاڑی کو کوتاہی اور غفلت کی بنا پر فی الفور معطل کر دیا تھا۔ اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ اس وقت کے نائب ناظم خوراک مسٹر حمید اللہ مرحوم سے بھی اس بارے میں باز پرس کی گئی تھی دوران باز

پرس ہی وہ ایک حادثہ کی وجہ سے انتقال کر گئے تھے ۔
اس کیس کی تفتیش ایس پی خانیوال کے سپرد تھی لیکن بعد میں تفتیش ایس پی وہاڑی کو منتقل کر دی گئی اب یہ معاملہ ایف آئی اے میں زیر تفتیش ہے ۔ اور ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے ملتان اس کی تفتیش کر رہے ہیں تفتیش ایف آئی اے سپرد کیے جانے کی وجوہات یہ ہیں کہ نسیم انور فوڈ انسپکٹر مذکورہ (جواب مطلل ہے) ملک سے فرار ہوتے وقت 39 لاکھ روپے مالیت کے نیشنل پرائز بانڈز کسٹم کاؤنٹر کراچی ائیر پورٹ پر چھوڑ گیا تھا ۔ اورکسٹم حکام نے ایک علیحدہ پرچہ اس معاملہ میں درج کیا جس پر اب ایف آئی اے تحقیقات کر رہی ہے ۔

گنے کی قیمت خرید بڑھانے کے لیے اقدامات

*294 ۔ میاں محمود الحسن ڈار ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ سندھ میں گنے کی قیمت خرید پنجاب کی نسبت زیادہ ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس طرح سے پنجاب کے زمینداروں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گنے کی نقل و حمل چونگی شیڈول میں شامل نہیں ہے ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس بار شوگر ملوں کے زون نہیں بنائے گئے مگر اس کے باوجود ضلع کونسلیں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں گنے کی نقل و حمل پر ٹیکس وصول کر رہی ہے ۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ سندھ کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی گنے کی قیمت خرید بڑھانے اور گنے کی نقل و حمل پر ٹیکس کی وصولی بند کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر خوراک:(سردار گل حمید خاں روکڑی)

الف ۔ یہ درست ہے کہ صوبہ سندھ میں گنے کی قیمت صوبہ پنجاب سے تھوڑی سی زیادہ ہے ۔ وفاقی حکومت نے مندرجہ ذیل ریٹ مقرر کیے ہیں۔

۱۔ صوبہ پنجاب 16/75 روپے فی من

۲۔ صوبہ سندھ -/12 روپے فی من

" " 26184 1987-88

" " 21437 1988-89

اس وقت 2371 میٹرک ٹن گندم حکومت کے گوداموں میں موجود ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ فورٹ عباس میں بوجہ خشک سالی گندم کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ فورٹ عباس گندم میں خود کفیل ہے۔

(ج) ضلعی انتظامیہ اور عوامی حلقوں کی جانب سے فورٹ عباس میں گندم کی فراہمی کے سلسلے میں تقاضا کیا گیا تھا۔ اور اس سلسلے میں بمطابق دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ علاقہ میں فوڈ گرین لائسنس رکھنے والوں کے ذریعے گندم عوام میں تقسیم کی جا رہی ہے۔

(د) چونکہ فورٹ عباس غذائی لحاظ سے نہ صرف خود کفیل ہے بلکہ وہاں گندم علاقہ کی ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہے اس لیے نئی فصل آنے سے پہلے پرانی گندم جو کہ ضرورت سے زائد ہوتی ہے دوسرے علاقوں میں حسب پالیسی ترسیل کر دی جاتی ہے تا کہ بالائی پنجاب میں گندم کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔

فورٹ عباس میں جہاں ملحقہ علاقوں کی فلور ملز ضرورت کے مطابق آٹا فراہم کر رہی ہیں اور مزید برآں حکومت کے گوداموں سے بھی مورخہ 26/2/89 سے 5 ٹن سے 10 ٹن گندم فوڈ گرین لائسنس رکھنے والوں کے توسط سے عوام میں تقسیم کی جا رہی ہے۔

گندم کی نقل و حمل کے لیے بار دانہ کی خریداری کی تفصیل

*699۔ آغا ریاض السلام، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

اس سال گندم کی نقل و حمل کے لیے باردانہ کی خریداری کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا کتنی تعداد میں باردانہ خریدا گیا۔ کس قیمت پر کس فرم سے سودا کیا گیا؛

وزیر خوراک: (سردار گل حمید خاں روکڑی)

اس سال 1989-90، گندم کی خریداری کے لیے ضابطہ خریداری حکومت پنجاب کے مطابق 27,718 نئی بوریاں مندرجہ ذیل جیوٹ ملز سے خریدی گئیں۔ ہر گانٹھ میں 300 بوریاں ہوتی ہیں۔ نئی بوریاں

19.72 روپے فی بوری کے حساب سے خریدی گئیں۔

		تعداد گانٹھ
1۔	انڈس جیوٹ ملز کراچی	8321
2۔	کریسنٹ جیوٹ ملز جڑانوالہ	13148
3۔	سہیل جیوٹ ملز نوشہرہ	5253
4۔	حبیب جیوٹ ملز جوہر آباد	3192
5۔	مہران جیوٹ ملز کراچی	5446
6۔	پاکستان جیوٹ اینڈ سینتھٹک کراچی	6024
7۔	لطیف جیوٹ ملز کراچی	2608
8۔	سن شائن جیوٹ ملز، شیخوپورہ	6000
9۔	یونائیٹڈ جیوٹ ملز، شیخوپورہ	3740
10۔	سرگودھا جیوٹ ملز، شیخوپورہ	4957
11۔	تھل جیوٹ ملز، مظفر آباد	11,660
12۔	امین فیبرکس کراچی	2369

اس کے علاوہ ایک دفعہ استعمال شدہ 11,80,025 بوریاں میسرز قادری انٹر پرائزز لاہور سے بحساب -/12 روپے فی بوری خریدی گئیں۔

گندم کی خریداری پر زر مبادلہ اور خرچ کی تفصیل

*797- حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے لیکن اس کے باوجود حکومت کو ہر سال باہر سے گندم درآمد کرنی پڑتی ہے۔

(ب) پنجاب حکومت نے سال 89-1988ء میں کتنی گندم باہر سے منگوائی اور اس پر کتنا زرمبادلہ اور سرمایہ خرچ ہوا۔

۳۔ صوبہ سرحد 11/50 روپے فی من

ب۔ صوبہ پنجاب کے کاشتکاروں کی حق تلفی نہیں ہو رہی ہے ۔ کیونکہ وفاقی حکومت تینوں صوبوں کے لیے گئے سے حاصل شدہ چینی (Recovery Percentage) کی شرح کو مدنظر رکھتے ہوئے قیمت مقرر کرتی ہے ۔ جو کہ پنجاب کے گئے سے بمقابلہ صوبہ سندھ کے گئے کے کم ہوتی ہے ۔

ج۔ اس سوال کا محکمہ ہذا سے تعلق نہ ہے ۔ تاہم محکمہ بلدیات کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق یہ درست ہے ۔ کیونکہ شوگر ملیں عموماً شہری بلدیاتی اداروں کی حدود سے باہر واقع ہوتی ہیں ۔

د۔ ۱۔ وفاقی حکومت کی طے شدہ پالیسی کے مطابق 88-1987 ، سیزن سے گئے کے زون نہیں بنائے جا رہے ۔

۲۔ وصولی ٹیکس کا تعلق محکمہ خوراک سے متعلق نہ ہے ۔ تاہم محکمہ بلدیات سے حاصل کردہ اطلاع کے مطابق پنجاب کی نو ضلع کونسلوں نے گئے پر برآمدی ٹیکس زیر دفعہ 137 (شیڈول دوم) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس 1979 ، نافذ کر رکھا ہے ۔

ہ۔ ۱۔ گئے کی قیمت کا تعین وفاقی حکومت کے دائرا ختیار میں ہے اور پنجاب حکومت اس کی مجاز نہ ہے ۔

۲۔ محکمہ بلدیات کے مطابق اگر دیگر صوبوں بشمول صوبہ سندھ میں ضلع کونسلوں نے گئے پر برآمدی ٹیکس نافذ نہ کیا ہے ۔ تو پنجاب میں ضلع کونسلوں کے مشورے سے اسے ختم کرنے پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

1988-89ء کے بجٹ میں مختص سب سڈی کی رقم کا تصرف

*300۔ میاں محمود الحسن ڈار : کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 89-1988 ، کے بجٹ میں مبلغ 100-99 کروڑ روپے سب سڈی کے لیے مختص کیے گئے ہیں ۔

(ب) اگر جز الف کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ رقم کسی ادارہ کاشت کاروں یا مل مالکان کو دی

جائے گی ۔ یا اس کا کوئی اور تصرف ہو گا اور کیا آٹے کا ریٹ یکساں رکھا جائے گا؟

وزیر خوراک ،(سردار گل حمید خاں روکڑی)

(الف) یہ درست ہے ۔

(ب) سب سڈی کسی ادارہ کاشت کار یا مل مالک کو نہیں دی جاتی سب سڈی کا مقصد گندم کی قیمتوں کو مستحکم رکھنا ہے جس کا فائدہ عوام الناس کو پہنچتا ہے ۔ اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ حتی الوسع آٹے کا ریٹ یکساں رہے ۔

فورٹ عباس میں غلہ کی سپلائی نہ کرنے کی وجوہات

*413 ۔ چودھری محمد بشیر ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب ڈویژن فورٹ عباس محکمہ خوراک کو ہر سال تقریباً تیس ہزار ٹن گندم مہیا کرتا ہے ۔ اور اب بھی محکمہ خوراک کے گوداموں میں گندم موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بوجہ خشک سالی سب ڈویژن فورٹ عباس میں غلہ کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقہ فورٹ عباس میں عوام کو غلہ کی سپلائی کے لیے دسمبر 1988 ۔ سے عوامی حلقوں اور ضلعی انتظامیہ کی جانب سے تقاضا ہو رہا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گندم علاقہ کے عوام کی بجائے ملک کے دوسرے شہروں کی فلور ملوں کو سپلائی کی جا رہی ہے ۔

اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو علاقہ فورٹ عباس کے عوام کو غلہ سپلائی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں ۔

وزیر خوراک:(سردار گل حمید خاں روکڑی)

فورٹ عباس میں گزشتہ تین سالوں میں حسب ذیل مقدار میں گندم خرید کی گئی ۔

سال	مقدار
1986-87	24356 میٹرک ٹن

(ج) کیا حکومت اپنے صوبہ میں زرعی اجناس اور گندم کی پیداوار بڑھانے کے لیے کچھ اور اقدامات کر رہی ہے اگر کر رہی ہے تو کب اور کہاں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خوراک، (سردار گل حمید خاں روکڑی)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ہمارا ملک (خاص طور پر صوبہ پنجاب) ایک زرعی ملک ہے۔

(ii) گندم کی در آمد مرکزی حکومت کا کام ہے۔ اور وہی در آمد شدہ گندم صوبوں کو مہیا کرتی ہے۔ صوبائی حکومتیں براہ راست گندم در آمد نہیں کرتیں۔ اس لیے اس کا صحیح جواب مرکزی حکومت ہی دے سکتی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز و (الف) کے جواب میں عرض کیا گیا ہے گندم کی در آمد کا کام مرکزی حکومت کے ذمے ہے۔ 89-1988ء کے دوران درآمد شدہ گندم کی مقدار اور زرمبادلہ کی رقم مرکزی حکومت ہی مہیا کر سکتی ہے۔ تاہم مرکزی حکومت نے پنجاب کو 89-1988ء میں تقریباً چار لاکھ ٹن در آمدی گندم مہیا کی تھی۔

(ج) محکمہ زراعت صوبہ پنجاب میں زرعی اجناس کی پیداوار بڑھانے کے لیے بالعموم اور گندم کی پیداوار میں اضافہ کے لیے بالخصوص اقدامات کر رہا ہے۔ زرعی اجناس کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات کے تحت مختلف ترقیاتی منصوبہ جات پر عمل در آمد کیا جا رہا ہے۔

صوبہ میں 857 زرعی سائنسدان فصلات کی ترویج اور ترقی دادہ اقسام کی دریافت میں ہمہ وقت مصروف ہیں یہ تحقیق صوبہ میں مختلف اضلاع میں قائم 8 تحقیقاتی اداروں میں کی جا رہی ہے اور اب تک مختلف اجناس مثلاً گندم، چاول، مکئی، جوار اور باجرہ وغیرہ کی 51 اقسام دریافت کی جا چکی ہیں۔ جبکہ چنا اور دیگر دالوں کی 9 تیلدار اجناس کی 8 کپاس کی 9 گنے کی 8 چارہ جات کی 9 سبزیات کی 39 اور پھلوں کی 25 نئی اقسام دریافت کی جا چکی ہیں۔

ان تحقیقات کو شعبہ توسیع کے عملہ کے ذریعے کاشتکاروں تک پہنچایا جاتا ہے۔ جس کے لیے مختلف سائنسی طریقوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ نیز زمین کی ترویج و ترقی و اصلاح کے لیے زمینوں کو ہموار کرنا، ذرائع آبپاشی کی اصلاح، زرعی مشینوں کے استعمال کی تربیت اور

زمینداروں کو رعایتی قیمتوں پر مشینری کا مہیا کرنا شامل ہے۔

مختلف زرعی اجناس کا ترقی دادہ بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن کی معرفت کاشتکاروں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں تحفظ نباتات کے لیے مشینری رعایتی نرخوں پر مہیا کی جاتی ہے۔ کھالوں کی اصلاح کے لیے امداد دی جاتی ہے۔ اور صوبہ بھر میں بنجر زمینوں کی اصلاح کے لیے مختلف منصوبہ جات بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حکومت پنجاب کی کاوشوں سے ہمارا ملک اہم فصلات کی پیداوار میں خود کفیل ہو گیا ہے۔ اس کا مختصر جائزہ درج ذیل گوشوارہ میں دیا جاتا ہے۔

نام فصل	سال	رقبہ (لاکھ ہیکٹر)	پیداوار (لاکھ ٹن/ گانٹھ)	فی ایکٹر پیداوار (کلو گرام فی ہیکٹر)
گندم	1947-48	29 01	26.27	909
	1988-89	55 89	105.16	1993
		----------	----------	
کپاس	1947-48	8.97	7.35	437
	1988-89	20.54	72.75	1807
	1989-90	18 06	72.00	2033
	(ٹارگٹ)	----------	----------	
چاول	1947-48	2.69	2 53	942
	1988-89	11 87	13.67	1152
	1989-90	11 55	15 67	1357
	(ٹارگٹ)	----------	----------	
گن	1947-48	1 34	39 72	29728
	1988-89	5.30	194.94	36808
	1989-90	5.20	200.00	38462

گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے خصوصی اقدامات کیے جاتے ہیں اور اب تک بہت ہی زیادہ پیداواری صلاحیت کی اقسام کو زمینداروں میں متعارف کروایا گیا ہے ۔ جن کی تفصیل درج ذیل گوشوارہ میں دی گئی ہے۔

نام قسم	سال قسم جب متعارف کروائی گئی	پیداواری صلاحیت (من فی ایکڑ)	نوعیت
پنجاب --- 81	1981	58	عام کاشت کے لیے
پاک --- 81	1983	65	" " "
کوہ نور -- 83	1984	60	اگیتی و درمیانی کے لیے
فیصل آباد --84	1984	54	پچھیتی کاشت کے لیے
بارانی--83	1985	53	اگیتی بارانی علاقوں کے لیے
پنجاب --- 85	1985	65	اگیتی و درمیانی کاشت کے لیے
فیصل آباد -- 85	1985	57	پچھیتی کاشت کے لیے
چکوال --- 86	1986	49	اگیتی بارانی علاقوں کے لیے
ستلج -- 86	1986	56	درمیانی کاشت کے لیے
راول--- 87	1987	55	اگیتی بارانی علاقوں کے لیے
شالیمار -- 88	تحقیق جاری ہے۔		
پنجاب -- 88			

گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے مندرجہ بالا کاوشوں کے علاوہ سمر ہل اسٹیشن کاغان (Summer Hill Station Kaghan) میں گندم پر خصوصی تحقیق شروع کی گئی ہے ۔ جس سے نئی اقسام کو دریافت کرنے کا عرصہ جو عموماً دس سال ہوتا ہے اس سے کم ہو کر پانچ سال ہو گیا ہے ۔ اس کے علاوہ گذشتہ سال سے ٹکیات کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کی دریافت کے لیے پنڈی بھٹیاں میں ایک تحقیقاتی ادارہ قائم کیا گیا ہے ۔ نیز بارانی علاقوں میں کاشت کے لیے اقسام کی

دریافت چکوال میں تحقیقاتی ادارہ میں کی جا رہی ہے ۔ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں بہتر لحمیاتی پروٹین کی حامل اقسام پر تحقیق بھی جا رہی ہے ۔

دارالامان کی قانونی حیثیت کا تعین

*325 ۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مغویہ کو اس کی مرضی کے خلاف دارالامان نہیں بھیجا جا سکتا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو مجسٹریٹ صاحبان عورتوں کو دارالامان بھیجتے ہیں جس بے جا کے مرتکب ہوتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل کی خواہش کے باوجود ابھی تک دارالامان کی قانونی حیثیت کا تعین نہیں کیا گیا ۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دارالامان کی قانونی حیثیت کا تعین کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر قانون: (سردار نصراللہ دریشک)

(الف) بالغ خواتین کو اپنی مرضی کے مطابق دارالامان میں نہیں رکھا جا سکتا جب تک کسی مجاز عدالت کا حکم نہ ہو قانون کے تحت عدالت کے حکم پر کسی کو بھی دارالامان میں رکھا جا سکتا ہے ۔

(ب) مجاز عدالت کے حکم کے تحت عورتوں کو دارالامان بھجوا سکتے ہیں ۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ دارالامان حکومت کا سرکاری ادارہ ہے اور قانون کے تحت متاثرہ خواتین کو با عزت طور پر پناہ دینے اور ضروری اداریاتی سہولیات مہیا کرنے کے لیے بنایا گیا ہے ۔

(د) دارالامان کیونکہ حکومت نے قائم کیے ہیں ' اس لیے اس ادارہ کی قانونی حیثیت کا تعین کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں سمجھی گئی ۔ دارالامان کے قیام سے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوتی ہے۔

جہیز فنڈ کی تقسیم کے طریق کار کی تفصیل

*724- سید ذاکر حسین شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 90 -1989ء کے دوران جہیز فنڈ کے لیے دس کروڑ پہلے کی رقم مختص کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس میں ہر ضلع کو کتنا جہیز فنڈ دیا جائے گا۔

(ب) جہیز فنڈ کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے زیادہ سے زیادہ کتنی رقم جہیز فنڈ سے ایک غریب بچی کو دی جا سکتی ہے۔

(ج) کیا جہیز فنڈ کی تقسیم میں ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب کی رائے یا سفارش کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ، (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ)

(الف) سال 90-1989ء کے واسطے دس کروڑ روپے برائے جہیز فنڈ مختص کیے گئے ہیں اس کی تقسیم ہر ضلع کی شہری اور دیہاتی آبادی کو مدنظر رکھ کر کی جائے گی۔ 15 فی صد ضلع لاہور کے لیے مختص شدہ رقم اور 10 فی صد باقی کی ضلعی جہیز کے لیے مختص رقم میں سے نادار صنعتی کارکنوں کے خاندانوں کے لیے مخصوص ہو گی۔

(ب) جہیز فنڈ کی تقسیم منظور شدہ پالیسی کے مطابق کی جاتی ہے۔ درخواست گزار منظور شدہ فارم پر تمام کوائف کے ساتھ درخواست گزارتا ہے۔ اس سے پیشتر اس درخواست کو زکواۃ کمیٹی کے چیئرمین یا علاقائی کونسلر سے منظور کرانا لازمی ہوتا ہے۔ علاقے کا سوشل ویلفیئر آفیسر کوائف کی اچھی طرح تصدیق کرنے کے بعد جہیز کمیٹی کے سامنے کیس پیش کرتا ہے۔ یہ جہیز کمیٹی سرکاری ملازمین اور عوامی نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ منظوری کے بعد کمیٹی کراس چیک جاری کرتی ہے جو کہ درخواست گزار کے نام ہوتا ہے۔ موجودہ پالیسی کے مطابق ایک خاندان کو مبلغ پانچ ہزار روپے جہیز فنڈ سے دیے جاتے ہیں۔

(ج) جہیز فنڈ کی تقسیم میں ارکان صوبائی و قومی اسمبلی اور سینیٹر صاحبان کی رائے یا سفارش کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

فلور ملوں کی تفصیلات

*99۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) پنجاب میں کل کتنی فلور ملیں ہیں۔

(ب) کتنی فلور ملیں کام کر رہی ہیں۔

(ج) حکومت ہر فلور مل کو کتنی بوری گندم فراہم کرتی ہے؟

وزیر خوراک، (سردار گل حمید خاں روکڑی)

(الف) پنجاب میں کل 230 فلور ملیں ہیں۔

(ب) 216 فلور ملیں کام کر رہی ہیں۔

(ج) ڈی راشنگ کے بعد حکومت نے گندم کی آزادانہ فروخت پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اس پالیسی کے مطابق فلور ملیں ضرورت کے مطابق گندم حکومت کے گوداموں سے حاصل کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ حکومت کے پاس گندم کے ذخائر موجود ہوں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

<u>جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب</u>

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بوجہ عدالت میں 4/11/89 کو اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا لہذا مورخہ 4 نومبر 89ء کی رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شمون قیصر صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شمون قیصر صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب عالی گذارش ہے بندہ بیماری کی وجہ سے 28 جون تا 6 جولائی 1989 ۔ سروسز ہسپتال میں داخل ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ اس لیے مذکورہ ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سید سلمان احمد گردیزی صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سید سلمان احمد گردیزی صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں لاہور سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 26/6/1989 ، 27/6/1989 اور 29/6/1989 کو اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک حاکمین خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک حاکمین خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 25 تا 27 جون 1989ء اور 5 تا 6 جولائی 1989ء کو نجی مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر اعجاز احمد ملک صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر اعجاز ملک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I will be grateful if I am granted two days leave from 7th to 8th Nov. 1989 Thanks.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب راجہ محمد خالد خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ محمد خالد خان صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"This is for your kind information and knowledge that Sheikh Mohammad Aslam, Member, Punjab Assembly, Constituency PP-235 Khanpur, District Rahimyar Khan has left for United States of America for medical treatment of left facial paralysis.

According to the schedule of Seth Sahib. the treatment will take 10 to 15 days. On departure, Seth Sahib advised me to intimate you of his absence and request your kind honour to grant him 10/15 days leave.

This is for your information and necessary action.

With kindest regards."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب میاں وحیدالدین صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں وحیدالدین صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف

سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the Provincial Assembly session on 27,28 and 29 due to preparation / Passing of M.C (MB Din) budget. The leave may please be granted for the above mentioned dates.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر شیدہ بی چارلس صاحبہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر شیدہ بی چارلس صاحبہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

The undersigned is proceeding to U.K. for medical treatment I am leaving Pakistan on 2.11.1989 and expected to remain in England till 4.1.1990 for the above purpose. I would, therefore, be unable to attend the Assembly Session. It is, therefore, requested that the undersigned be granted leave w e f. 04.11.1989 to 6.12.1989.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سردار سکندر حیات خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار سکندر حیات خان صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have recently undergone a coronary artery by pass surgery and doctors have advised me to have complete rest for some time, I may therefore be granted leave of absence from 8th November to 18th of November, 1989.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار گل حمید خان روکڑی، میں تحریک استحقاق پیش کردہ سردار عاشق حسین گوپانگ ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پیش کر دی گئی ہے۔

سردار گل حمید خان روکڑی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 26 پیش کردہ چودھری غلام قادر ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 89ء تک توسیع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا تحریک منظور ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب گل حمید خان روکڑی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 38 پیش کردہ مسز زبیدہ ملک ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! بعض اوقات ممبر حضرات یا منسٹر صاحبان کی بات نہیں سنائی دیتی اور آپ کی آواز بڑی کلیئر سنائی دیتی ہے۔ میں لابی میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کی بات سن رہا تھا لیکن مجھے پتا نہیں چلا۔ آپ نے کہا پیش کر دی گئی۔ میں نے سوچا پتا نہیں کیا پیش کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب اور عضنفر علی گل صاحب کی تحاریک استحقاق موخر کی گئی تھیں۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میں "مسودہ قانون (ترمیم) سروسز ٹریبونل پنجاب 1989ء مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1989ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ مسٹر شریف مسیح گل ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30 دسمبر 1989ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 56 پیش کردہ نوابزادہ عضنفر علی گل۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، جب کوئی معزز ممبر تحریک پیش کریں تو آپ اس تحریک کو دہرائیں۔ اس کے بعد ہاؤس سے منظوری لیں۔ جب وہ تحریک پیش کرتے ہیں تو

آپ کہہ دیتے ہیں کہ منظور ہے ؟ میرا مقصد یہ ہے کہ جب وہ تحریک پیش کی جائے ۔ اس تحریک کو آپ من و عن ہاؤس میں پیش کریں ۔ پھر ہاؤس کی منظوری لیں کہ ہاؤس اس کو منظور کرتا ہے یا نہیں ؟ انہوں نے پڑھی ہے اور آپ نے کہہ دیا ہے کہ منظور ہے تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آیا آپ کی بات ٹھیک ہے یا میری بات ٹھیک ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، موبل صاحب ' آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن جب میں کہہ رہا ہوں کہ منظور ہے تو کیا آپ نے جواب دیا ہے کہ منظور ہے یا نہیں ۔

میاں منظور احمد موبل، جناب والا ! طریقہ یہ ہے کہ جو بھی تحریک ہاؤس کے سامنے پیش ہو سپیکر اس کو اسی طرح پڑھتا ہے ۔ پھر ہاؤس کی منظوری لی جاتی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو وقت کی بچت کے لیے اختیار کیا گیا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں جب یہاں سے کوئی بات ہوتی ہے تو آپ اس کا جواب بھی دیا کریں اور متوجہ رہا کریں ۔ آپ بعد میں بات کرتے ہیں ۔ آپ اس وقت متوجہ رہا کریں جب بات ہو رہی ہوتی ہے ۔ جب میں کہتا ہوں "منظور ہے" تو اس وقت آپ کوئی آواز ہی نہیں دیتے ۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا میں شکل و صورت کے بارے میں آواز کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ قابل اعتبار آدمی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی موبل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔

میاں منظور احمد موبل، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس معزز ایوان میں ایک معزز رکن دوسرے معزز رکن کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے ' کیا یہ پارلیمانی روایت میں ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے۔ جی آپ -----

مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 66 پیش کردہ نواب زادہ غضنفر علی گل ایم پی اے کے بارے میں ہے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 28 فروری 1990 ۔ تک کی توسیع کر دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منظور ہے جی۔

ایوان کی آواز ۔ (منظور ہے)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 19 ' اس دن پینڈنگ ہوئی تھی ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! میں اس میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں یہ نمبر 19 ' اس دن پڑھ دی تھی اور یہ طے ہوا تھا کہ 20 نمبر میں آج پڑھ دوں گا اور وہ اکٹھا جواب دے دیں گے ۔ دونوں کا جواب ایک ہی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ جو پینڈنگ ہوئی ہے پہلے تو وہی آئے گی ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! وقت کو بچانے کے لیے جیسا کہ جناب نے ابھی ابھی یہ کیا ' تو جناب یہ بات اس دن اس طرح ہوئی تھی ۔ کہ نمبر '20 بھی میں پڑھ دوں گا ' ان کا ایک ہی جواب ہے ' ایک ہی متعلقہ چیز ہے ' اب وہ ایک کا جواب دیں گے تو پھر میں نمبر 20 پڑھوں گا تو وہ پھر وہی جواب دیں گے اس طرح ہو گی ۔ میری استدعا صرف اتنی ہے کہ میں اسے صرف پڑھ دیتا ہوں ' اس کی وہی Short Statement ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب لاءمنسٹر کی کیا رائے ہے ۔

وزیر قانون، جناب والا ! آپ جس طرح حکم دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اگر دونوں کا جواب دینا ہے تو میں دونوں کا اکٹھا جواب دے دوں گا ' اگر وہ اس طرح مطمئن ہوتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ' وہ دوسری پڑھ لیں اور اس پر وہ کوئی لمبی چوڑی تقریر نہ کریں تو میں جواب دے دیتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں آپ اپنی نمبر 20 پڑھ لیں اور Short Statement پر کم سے کم وقت لیں اور وہ دونوں کا جواب دے دیں گے ۔

جناب سپیکر کو ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع دینے میں تاخیر

چودھری محمد وصی ظفر: اس میں جناب' میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ ایس پی شیخوپورہ نے مورخہ 12/10/1989 کو بروئے چٹھی نمبر / 1015 ایس پی سپیکر صوبائی اسمبلی کو یہ اطلاع دی کہ انہوں نے مجھے تھانہ فیروز والا میں ایف آئی آر نمبر 451 کی رو سے زیر دفعہ 14/18 آرمز آرڈیننس اور قانون دھماکا خیز اشیاء مصدرہ 1908ء کی دفعہ 5 کے تحت مورخہ 5/10/1989 کو گرفتار کر لیا ہے ۔ میری گرفتاری کی اطلاع دینے پر مندرجہ ذیل عہدے دار براہ راست ذمہ دار ہیں ۔

1۔ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ ۔

2۔ ایس پی شیخوپورہ ۔

3۔ ڈی ایس پی فیروز والا ضلع شیخوپورہ ۔

4۔ علاقہ مجسٹریٹ فیروز والا ضلع شیخوپورہ ۔

5۔ اے سی فیروز والا ضلع شیخوپورہ ۔

قانون کے مطابق متذکرہ انتظامیہ کو فوری طور پر سپیکر اسمبلی کو میری گرفتاری سے مطلع کرنا چاہیے تھا مگر انہوں نے دیدہ دانستہ قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور انہوں نے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے ۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب والا ! اس میں Short Statement پر میری یہ گزارش ہے کہ میری تحریک استحقاق نمبر 19 اور نمبر 20 بھی ' رول 62 تا 64 تک ' متعلقہ اہل کاران اس بات کے پابند تھے کہ 5 تاریخ کو مجھے گرفتار کر کے فی الفور میری گرفتاری کی اطلاع دیتے ۔ انہوں نے سپیکر سے اور اس ایوان سے اس کو سات (7) دن تک چھپائے رکھا ۔ جناب والا ! سپیکر صاحب رول 64 کے ذریعے تمام ایوان کو مطلع کرنے کے پابند ہیں ' لیکن میری گرفتاری سے تمام ایوان کو بے خبر رکھا گیا اور یہ بات دیدہ دانستہ چھپائی گئی ۔ اور جناب والا میرا دوسرا grievance یہ ہے جو کہ اس تحریک استحقاق میں ہے کہ انہوں نے intentionally اس ایوان کو misinform کیا ۔ جس چٹھی کا میں نے نمبر پڑھا ہے ' اس میں

انہوں نے لکھا کہ اس کا اسلحہ سازی کا لائسنس منسوخ ہو چکا تھا جبکہ وہ لائسنس آج تک منسوخ نہیں ہوا ۔ وہ تو خالی Suspend ہوا تھا ' کورٹ میں بھی انہوں نے مانا کہ وہ منسوخ نہیں ہوا بلکہ Suspend ہوا ۔ جناب والا ! میں آپ کو حالات بتاتا ہوں ' یہ بڑی دیر سے میرے پیچھے تھے ' کبھی ضمانت کینسل کرتے ہیں ' کبھی یہ کر دیا ' پکڑا کیوں نہیں ابھی تک کیوں نہیں پکڑا گیا ۔ پھر بات شروع ہوئی ' میری ایک دوسری فیکٹری کا منسوخ کیا ہوا لائسنس ' اس کے نام میں بھی فرق ' location میں بھی فرق ' اس کا نام بشیر احمد اختر اینڈ سنز شیخوپورہ روڈ شاہدرہ لاہور ۔ اس کا نام کوگر ' 30 کلو میٹر جی ٹی روڈ ' فیروز والا ' ضلع شیخوپورہ ۔ دونوں کی Location مختلف سڑکوں پر ' ایک جی ٹی روڈ پنڈی والی پہ اور ایک جی ٹی روڈ فیصل آباد والی پہ ہے ۔ اس منسوخی کا جبکہ وہ منسوخی بھی ناجائز تھی جس کی بنیاد یہ بنائی گئی تھی ' کہ جی یہ فیکٹری آبادی میں آگئی ہے لہذا لائسنس منسوخ ' یہ ایک عجیب غریب مسئلہ ہے ۔ میں نے رٹ کی کہ میں اس کو شفٹ کر لیتا ہوں جج صاحب نے کہا کہ "restore it within seven days" اور وہ آج تک منظور ہی نہیں کر رہے ' یہ ایک لمبا معاملہ ہے علیحدہ مسئلہ ہے میں اس طرف نہیں جاتا ۔ تو وہ اس کا منسوخی کا حکم لے کر میری ایک اور فیکٹری میں پہنچ جاتے ہیں ' اور جب میں پوائنٹ آف آرڈر کرتا ہوں تو پھر مجسٹریٹ صاحب پریشان ہوتے ہیں ' وہ ایک گھنٹے کے لیے کارروائی روک دیتے ہیں ' وہ افسران بالا حکام بالا پتہ نہیں کن کن سے رابطہ قائم کرتے ہیں ۔ اب خود فرماتے ہیں کہ انہوں نے تمہیں غلط فہمی میں گرفتار کر لیا ہے ۔ کیس کل کا درج کر چکے ہیں گرفتار آج کر کے لے گئے ہیں ۔ فیکٹری کے تالے اور سٹور بھی ان سے نہ کھل سکے ' فیکٹری کا تالا نہ کھل سکا تو دیواریں توڑ چکے ہیں ' اور اب یہ withdraw نہیں کریں گے ۔ اور اس کے لیے مجھے بارہ (12) دن تھانے میں صفوں پر رکھا گیا ۔

اور اس کے لیے 12 دن مجھے جیل میں چکی میں بند کر دیا گیا solitary confinement اور اس کے لیے ضمانت آج تک interim چلتی جا رہی ہے ۔ اور میں کورٹ میں کہتا ہوں اور یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ سارا اسلحہ میرا ہے اور میرے بارود کی جو waste ہے جو کہ ساری دنیا میں waste میں ڈالی جاتی ہے میں اسے بھی بارود تسلیم کرتا ہوں ' میں تو سینکڑوں من بھی رکھوں تو آپ کچھ نہیں کر سکتے ' میرے پاس ایک ایک لاکھ گولی بنانے کا margin ہے at a time میں تو وہ ایک گھنٹے میں بنالوں ' ایک دن میں بنادوں ' میرے پاس لائسنس ہے ' military stores کے میرے

پاس لائسنس ہیں ' دنیا میں ایسا کوئی اسلحہ نہیں جس کا میرے پاس لائسنس نہ ہو ' جناب والا ! میں توپ بنا سکتا ہوں ' اگر میرے پاس سہولتیں ہوں تو میں تو توپ کے گولے بناؤں اگر مجھے آرڈر ہو ' مگر یہ کہتے ہیں کہ تم نے بارود رکھ لیا ہے ۔ جناب والا ! میں آئندہ سے چونگم کے ساتھ اسلحہ بنانا شروع کر دیتا ہوں ' یہ مجھے کوئی فارمولا پیش کریں ۔ اور کہیں کہ بارود کے علاوہ فلاں چیز کے ساتھ اسلحہ بنانا شروع کر دو ۔ گولیاں بنانا شروع کر دو ۔ جناب والا ! میرے nutshell grievances دو ہیں ۔ نمبر 1 grievence ہے کہ انہوں نے intentionally نہ صرف میری گرفتاری کو سپیکر صاحب سے چھپایا بلکہ پورے ایوان سے چھپایا ' اور جب inform کیا تو بھی غلط انفارم کیا ' کہ چونکہ لائسنس کینسل ہو چکا تھا اور اس میں اسلحہ بارود رکھا تھا اس لیے ہم نے پکڑ لیا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا ! میں اس واقعہ کا مختصراً پس منظر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ معزز رکن اسمبلی چودھری محمد وصی ظفر صاحب کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم مورخہ 29/5/1986 کی تعمیل کرتے ہوئے میسرز کوگر اسلحہ ساز فیکٹری کا با اختیار ایجنٹ مقرر کیا گیا تھا ۔ اس فیکٹری میں اسلحہ سازی کا لائسنس بنیادی طور پر بشیر احمد اختر اینڈ سنز فیصل آباد کے نام سے جاری ہوا تھا ۔ اس وقت جناب وصی ظفر صاحب اس فیکٹری کے Managing Partner ہیں ۔ مورخہ 11/4/88 کو کوگر فیکٹری میں موجود آتشیں مواد میں زبر دست دھماکا ہوا اس مہلک حادثے میں 17 افراد جاں بحق ہو گئے۔ جس کے بعد ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فیکٹری انتظامیہ کو مطلع کیا گیا کہ اس حادثے کی بنا پر کوگر آرمز فیکٹری کا اسلحہ سازی کا لائسنس فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی اظہار وجوہ نوٹس بھی جاری کیا گیا کہ کیوں نہ اسلحہ سازی کا اجازت نامہ مکمل طور پر منسوخ کر دیا جائے ۔ فیکٹری انتظامیہ پر واضح کیا گیا کہ اسلحہ ایکٹ 1924 کے فارم نمبر 9 اور 11 میں درج شرائط و مقتضیات کی تکمیل و پابندی ان کا بنیادی فرض ہے ۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شیخوپورہ نے مندرجہ بالا تباہ کن حادثے کے اسباب و نتائج کا تعین کرنے کے لیے مسٹر عاشق حسین مجسٹریٹ درجہ اول فیروز والا کو انکوائری آفیسر مقرر کیا ۔ انکوائری رپورٹ میں منجملہ دیگر امور کے فیکٹری انتظامیہ کی غفلت اور مناسب احتیاطی تدابیر اختیار نہ کرنے کو حادثے کی وجہ

بیان کیا گیا ۔ اسی انکوائری رپورٹ کی بنا پر کمشنر لاہور ڈویژن نے مورخہ 27-4-88 کو حکومت پنجاب سے سفارش کی کہ جب تک کوگر آرمز فیکٹری کے مالکان آرمز ایکٹ 1924 میں درج تمام شرائط کو پورا نہیں کرتے اسلحہ سازی کی معطلی کے احکامات واپس نہ لیے جائیں کمشنر لاہور نے یہ بھی رپورٹ کیا کہ فیکٹری مالکان نے حادثے میں جان بحق ہونے والے مزدوروں کے ورثا کی مالی اعانت کے لیے وقف بھی قائم نہ کیا اس وقف کا قیام قانون کے مطابق ضروری ہے ۔ یہ اجازت نامہ تا حال معطل ہے ۔

مورخہ 4-10-89 کو مسمی غلام حسین ولد بشیر احمد قوم جوئیہ نے تھانہ فیکٹری ایریا ضلع شیخوپورہ میں اطلاع دی کہ کوگر آرمز فیکٹری میں بھاری مقدار میں ناجائز اسلحہ و بارود موجود ہے جسے مسمیان محمد وصی ظفر اور محمد طفیل فروخت کرنا چاہتے ہیں ۔ اطلاع ملتے ہی مقدمہ نمبر 451/89 مورخہ 4-10-89 تھانہ فیروز والا زیر دفعات 14/18 آرمز آرڈیننس اور قانون دھماکا خیز اشیاء مصدرہ 1908 کی دفعہ 5 کے تحت درج کیا گیا ۔ دوران تفتیش مورخہ 5-10-89 کو جناب وصی ظفر اور ان کی نشان دہی پر محمد طفیل کو گرفتار کیا گیا ۔ محمد طفیل کی نشان دہی پر کوگر آرمز فیکٹری سے 145 بندوقیں ۔ 71 ریوالور 32 بور ۔ 2 رائفل 7 ایم ایم ۔ ایک عدد رائفل 22 بور ۔ ایک پستول ولائتی 30 بور ۔ ایک میگزین کلاشنکوف ۔ ایک میگزین 7 ایم ایم ۔ چھ میگزین پستول 10 بور ۔ 10,000 گولیاں 32 بور ریوالور ۔ 12 ہزار گولیاں 7 ایم ایم ۔ 11075 خول اور 30 کلو گرام بارود بر آمد ہوا ۔

چونکہ ریکارڈ کے مطابق جناب محمد وصی ظفر کوگر آرمز فیکٹری کے managing partner اور محمد طفیل منیجر ہیں اسی لیے قانون کے مطابق انہیں گرفتار کیا گیا ۔

جہاں تک فاضل محرک کے اس دعویٰ کا تعلق ہے کہ قانون کے مطابق اسلحہ سازی کے لائسنس کی معطلی کی صورت میں فیکٹری انتظامیہ اسلحہ سازی یا کاروبار جاری رکھ سکتی ہے ہرگز درست نہیں ہے بلکہ اس قسم کا دعویٰ قانون کی شعوری طور پر غلط تعبیر کے مترادف ہے ۔ متعلقہ قوانین کی دفعات بالکل واضح ہیں اور اس بارے میں کسی قانونی موشگافی یا اشتباہ کی ہرگز گنجائش نہیں ۔ معطلی کا پہلا نتیجہ ہی عملاً یہی ہوتا ہے کہ اسلحہ سازی یا اس سے متعلق کوئی کاروبار مزید جاری نہیں رکھا جا سکتا ۔ لہذا یہ بات واضح ہے کہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ لائسنس کی معطلی یا منسوخی دونوں صورتوں میں فیکٹری انتظامیہ اسلحہ تیار نہیں کر سکتی ۔ بالفرض اگر فاضل محرک کے موقف کو درست بھی مان لیا جائے تب بھی ان کی فیکٹری سے رائفل 7 ایم ایم رائفل 22 بور اور کلاشنکوف کے میگزین کی بر آمدگی اس

بات کا کافی ثبوت ہے کہ انہوں نے غیر قانونی طور پر یہ سب چیزیں اپنی ملکیت میں رکھی ہوئی تھیں اور ان کا یہ جرم قابل دست اندازی پولیس تھا۔

فاضل محرک نے اپنی تحریک میں ایس ۔ پی شیخوپورہ کی طرف سے سپیکر صوبائی اسمبلی کو دیدہ دانستہ غلط اطلاع دینے کا ذکر کیا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ ایس ۔ پی شیخوپورہ نے سپیکر صوبائی اسمبلی کو لکھے جانے والے خط میں سہواً مطلی کی بجائے منسوخی کا ذکر کیا ہے البتہ اضافی اطلاع کے طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ فاضل محرک کا اسلحہ سازی کا ایک اور یونٹ جو کہ یوسف پارک شاہدرہ میں واقع ہے قانونی شرائط و تقاضے پورے نہ کیے جانے کی بنا پر بند کیا جا چکا ہے اور وہاں اسلحہ سازی کا لائسنس منسوخ کیا جا چکا ہے ۔

مندرجہ بالا حقائق و تفصیلات کی بنا پر یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ ناجائز اسلحہ و بارود کی دستیابی کی تمام کارروائی متعلقہ قوانین کے مطابق کی گئی ہے اور یہ مقدمہ عدالت میں جا چکا ہے ۔ اس کارروائی سے معزز رکن اسمبلی کا کوئی آئینی یا قانونی استحقاق مجروح نہیں ہوا لہذا قاعدہ نمبر 55 ضابطہ کار صوبائی اسمبلی کی رو سے تحریک استحقاق ہذا قابل پذیرائی نہیں ۔ استدعا ہے کہ اسے rule out فرمایا جائے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ جو دوسری تحریک استحقاق معزز رکن نے پیش کی ہے اس کے بارے میں محکمے والوں کا موقف یہ ہے کہ انہوں نے ٹیلی فون پر فوری طور پر اطلاع دی تھی اور تحریری طور پر بعد میں اطلاع دی ۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ وہ معاملہ جناب سپیکر اور متعلقہ محکمے کی کوتاہی کا مسئلہ ہے ۔ اگر یہ اطلاع بر وقت مل بھی جاتی تو اس سے جناب وصی ظفر کو کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا ۔ اطلاع ملنے سے کوئی immunity نہیں ہوتی ہے اس وجہ سے نہ ہی Criminal Act جو کرتا ہے اطلاع ملنے سے اس کی bail ہو جاتی تھی نہ ہی اس کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا ۔ البتہ اطلاع اصل میں اس لیے دی جاتی ہے کہ فاضل سپیکر صاحب کو اس کا پتہ چل جائے تا کہ اسمبلی کا جب سیشن ہو رہا ہو ان کی غیر حاضری نہ لگے ۔ 40 دن اگر باقاعدگی سے اسمبلی کے اجلاس سے غیر حاضر ہوں تو disqualify ہونے کا احتمال ہوتا ہے ۔ اس معاملہ میں جناب والا خود بہتر سوچ سکتے ہیں کہ اس معاملے کا آپ خود ذاتی طور پر نوٹس لینا چاہتے ہیں ۔ جہاں تک اطلاع نہ دینے کا تعلق ہے میری ناقص رائے میں جناب سپیکر اور متعلقہ محکمے کا معاملہ ہے ۔ اس میں جناب وصی ظفر صاحب کے استحقاق کا جہاں تک

تعلق ہے وہ مجروح نہیں ہوتا۔

جناب والا ! میں ان الفاظ کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس تحریک کو مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ "ان کی ناقص رائے میں" ہمیں ناقص رائے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو قانون کی ضرورت ہے۔ وہ ناقص رائے اپنے پاس رکھیں۔ اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اس پر آپ رولنگ دیں کہ کوئی وزیر اس ایوان کے اندر ناقص رائے دے سکتا ہے۔

چودھری صداقت علی، جناب والا ! اگر کسی کی ناقص عقل ہو تو اس کا کیا کیا جائے۔ کیا اس کا کوئی حل ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، آپ رولنگ اس پر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ منسٹر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے، انھوں نے کچھ حقائق کو مسخ کیا ہے۔ میں وہ شخص ہوں کہ جس نے ہلاک شدگان کو چار دن میں تیس ہزار روپے Required سے زیادہ Compensation دے دی۔ جس کے لیے فیکٹریوں والے ان کی ناک رگڑواتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ پاکستان میں واحد مثال ہو گی کہ میں نے بغیر کسی کے کہنے پر، اپنے ضمیر کی آواز پر تیس تیس ہزار روپے دیے۔ میں نے وزیر صاحب کو بلوایا۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو جو اس وقت لیبر منسٹر تھے۔ ان سے پوچھیں۔ قیوم اعوان، جو اس وقت نہیں ہیں۔ وہ تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں حیران ہو گیا ہوں کہ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ تو ہو گئی Compensation والی بات۔ دوسرے انھوں نے کہا ہے کہ Suspension میں کام نہیں ہو سکتا۔ تو پھر ہوم ڈیپارٹمنٹ مجھ سے Anti riot rubber ball وغیرہ کیوں لیتے رہے؟ سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ بتائیں۔ لائسنس معطل نہیں تھا؟

جناب والا! اس میں قانون موجود ہے کہ جب بھی میں نے اسلحہ بیچنا ہو ' لائسنس مطلق ہو میں نے License کے لیے درخواست دینی ہے اور گورنمنٹ نے اجازت دینی ہے۔ اور پھر ہی میں نے بیچنا ہے۔ اور وہ خود بخود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میری سٹیٹمنٹ کورٹ میں دیں کہ میں اپنا وہ اسلحہ پہلے بھی بیچنا چاہتا تھا' اس وقت بھی بیچنا چاہتا ہوں اور آئندہ بھی بیچنا چاہوں گا۔ قانونی طور پر کوئی مجھے اس سے نہیں روک سکتا' میں بھی اٹھارہ سال سے وکیل ہوں۔ مجھے سیاسی باتوں سے مت بہلائیں' جناب والا ' میں آپ کو قانون بتاتا ہوں۔ فیکٹری کا لائسنس مطلق ہو' فیکٹری چل رہی ہو۔ آپ نے انٹر ڈسٹرکٹ اجازت ڈپٹی کمشنر سے لینی ہے ۔ Inter Province Home Department لائسنس بنوانا ہے ۔ Inter Province Home Department وہ نہیں دے گا' آپ نے نہیں بیچنا۔ یہ تو قدرتی سی بات ہے۔ ناک کو ادھر ادھر سے پکڑ کے اور عوام کو Misguide کر کے بات نہیں بنے گی۔ مجھے کہتے ہیں کہ وہاں سے رائفل نکلی۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ میرے پاس 7 MM کا بھی لائسنس ہے۔ میں پانچ سو رائفلیں وہاں رکھ سکتا ہوں۔ یہ تو ایک پکڑ کے "بڑبک" لگا رہے ہیں۔ پانچ سو رائفل 7 MM کی بیک وقت رکھنے کا مجھے اختیار بھی ہے۔ مجھے کہتے ہیں ' 80 گولیاں کلاشنکوف کی نکلیں ۔ تو جناب ' ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مجھے Proprietory Basis کیا کہ ہمیں دو لاکھ کلاشنکوف کی گولیاں بنا کر دو! کہتے ہیں کہ ہمیں واہ فیکٹری والے نہیں دے رہے اور واہ فیکٹری کے بعد آپ کی فیکٹری ہی یہ گولی بنا کر دے سکتی ہے' اور میں نے انکار کر دیا کہ میرے پاس وقت نہیں۔ میرے پاس Documents پڑے ہیں' اس پر ڈیبٹ کر لیں۔ ایک کلاشنکوف کا میگزین ؛ مجھے اگر گورنمنٹ آرڈر دے تو مجھ سے Non-Prohibited Bore کی جتنی چاہے بنوا لے۔ ملٹری سٹورز پر رائفلز کا کیا مطلب ہے؛ ملٹری والے اگر چاہیں یا کوئی ایسی ایجنسی جو ملٹری سٹور کو استعمال کر سکتی ہو۔ یہ قانون پڑھ کے آیا کریں۔ وہ مجھے Order Place کریں تو میں وہ تمام اسلحہ بنا سکتا ہوں۔ لائسنس Non-prohibited bore کا ہوتا ہے۔

یہ تو تھا ان کی باتوں کا جواب۔ اب آگے میں جناب کی توجہ قواعد کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا' میرا Grievance یہ ہے کہ میری گرفتاری کی اطلاع سات دن بعد دی اور اس سے نہ صرف میرا بلکہ تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں جناب کو بتاتا ہوں۔ رول 62۔

62 - "When a member is arrested on a criminal charge or for

criminal offence or is sentenced to imprisonment by a court or is detained under any executive order, the court or executive authority, as the case may be, shall immediately intimate such fact to the Speaker indicating the reasons for the arrest, detention or imprisonment of the member in the appropriate form set out in Schedule-II".

جناب والا! اس وقت کے جو لیجسلیٹرز تھے' وہ بے وقوف نہیں تھے کہ انھوں نے لفظ "Immediately" استعمال کیا۔ انھوں نے شیڈول میں وہ Form set out کیا۔ اور یہ جتنے آفیسرز ہیں' یہ قانون سے کوئی اتنے بے بہرہ نہیں ۔ اگر ہیں تو انھیں ملازمت کرنے کا حق کوئی نہیں پہنچتا۔ انھوں نے immediately سپیکر کو inform کرنا تھا۔ اور وہ اس بات کے پابند تھے۔ اور آج بھی ہیں۔ وہ سات دن تک اس کو with held نہیں کر سکتے۔ اور جناب' انھوں نے Reasons لکھنی تھیں۔ وزیر قانون نے فلور پر تسلیم کیا ہے کہ میرا لائسنس آج تک معطل ہے۔ ایک دفعہ پھر Clear کرا لیں۔ انھوں نے لیٹر میں لکھا ہے ' کینسل ہے۔ یہ کینسل نہیں ہے۔ میں ایک دفعہ پھر چیلنج کرتا ہوں۔ اور میں یہ چیلنج بھی کرتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو اختیار ہی نہیں ہے۔ یہ تو مجھے ایسے ہی پیسا جا رہا ہے۔ یہ فیڈرل سبجیکٹ ہے۔ (شیم شیم کی آوازیں) پنجاب حکومت کو نہ یہ لائسنس جاری کرنے کا اور نہ یہ لائسنس منسوخ کرنے کا اختیار ہے۔ آپ قانون پڑھیں۔ یہ تو Victumization ہو رہی ہے۔ میں اس کو برداشت کر رہا ہوں۔ جناب والا آگے سنیں۔ میں اگلا رول پیش کرتا ہوں۔ میں رول 64 کی طرف جناب کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔ جو انھوں نے کہا ہے کہ یہ معاملہ سپیکر کا اور Concerned Officers کا ہے' ایسا ہرگز نہیں ہے۔ انھوں نے قانون کو بھی Distort کیا ہے۔

64 - "As soon as may be, the Speaker shall, after he has received a communication referred to in rule 62 or 63, read it out in the Assembly if in session, or if the Assembly is not in session, direct that it may be circulated for the information of the

members."

یہ تمام ممبرز کا استحقاق ہے کہ انھیں فوری طور پر مطلع کیا جائے۔ رول 62 ' 63 اور 64 کو ملا کر پڑھنا پڑے گا۔ یہ سپیکر کا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہو سکتا۔ سپیکر صاحب نے یہ تمام چیزیں ممبرز کو Inform کرنی ہیں۔ انھوں نے Intimate کرنا ہے۔ اور یہ تمام ہاؤس کا معاملہ ہے ۔ اور Reasons بھی ہاؤس کو Intimate کرنی ہیں۔ جناب والا' یہ کیسے کہتے ہیں؟ آیا میرا استحقاق اس سے مجروح نہیں ہوتا کہ ایک آفیسر لکھ کر بھیج دیتا ہے کہ ظلل ایم۔پی۔اے نے لائسنس کینسل ہونے کے بعد اتنا اسلحہ رکھا ہوا ہے جب کہ حقیت یہ ہے کہ خود لاءمنسٹر یہ کہتے ہیں کہ وہ صرف معطل ہوا ہے۔ ایسا کوئی قانون مجھے لا کر بتائیں کہ جب لائسنس معطل ہوتا ہے تو میں نے وہ اسلحہ جا کر گورنمنٹ کو surrender کرنا ہے۔ ایسا قانون موجود ہے کہ cancel ہو تو میں نے surrender کرنا ہے لیکن مجھے suspension کا کوئی قانون ' دنیا کا کوئی قانون بتائیں کہ اگر میرا لائسنس معطل ہے تو میں نے اسلحہ جا کر گورنمنٹ کو surrender کرنا ہے۔ ان کے لیٹر سے جو clear sense سامنے آتی ہے وہ یہ ہے اور میرا اصل استحقاق اس سے مجروح ہوا ہے کہ وہ سپیکر کو misinform کرتے ہیں کہ وہ تمام ممبران کو misinform کر دیں۔ حد ہو گئی ہے۔ دیدہ دلیری ہے افسر شاہی کی۔ وہ اس بات سے بھی نہیں جھجکتے کہ وہ صوبائی اسمبلی کو غلط اطلاعات تحریری طور پر بھیجتے ہیں یا لاءمنسٹر میری اس بات کو refute کریں اور مجھے cancellation order بتائیں اور اگر Cancellation Order نہیں ہے تو پھر میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھے یہ دکھاتے ہیں' بشیر احمد اختر اینڈ سنز' شیخوپورہ روڈ' یوسف پارک۔ اس کا آخری پیرا مجھے پڑھ کر بتائیں' پورے ہاؤس کو پڑھ کے لے کر حملہ کر دیتے ہیں دوسری فیکٹری پر۔ میری تیسری فیکٹری فیصل آباد میں ہے' اس پر بھی حملہ کریں ۔ اس کے لیے ۔ لاءمنسٹر صاحب ! میں ایک بات ایوان کے فلور پر لے آؤں ۔ میں اسلحے کے وہ آئٹم بناتا ہوں جو پاکستان میں کوئی نہیں بنا سکتا۔ اپنا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں' واہ فیکٹری نے پنجاب گورنمنٹ کو انکار کر دیا ہے کہ ہمارے پاس نہ تو سہولت ہے' نہ ٹیکنالوجی ہے۔ ہم Anti riot rubber ball and rubber pillet نہیں بنا سکتے۔ اور پنجاب گورنمنٹ نے جو منگوائی تھی وہ 52 روپے Per piece تھی اور میں نے انھیں 12 روپے Per piece دیا ہے ۔ اور انھوں نے وہ ٹیسٹ کرانے ۔ اپنے سورسز سے ٹیسٹ کروا کے بھیجے۔ سو فی صد Result آیا۔ اور رپزلٹ میں لکھا گیا۔

In comparison to the imported one exactly up to the mark.

Priority Basis پر مجھے لیٹر آف انکوائری جاری کر کے مجھ سے انھوں نے لیے۔ اور پھر اس کو بند کر دیا۔ اور اپنا Foreign Exchange دوبارہ صانع کرنا شروع کر دیا۔ اور میں بناتا ہوں پلاسٹک کا شیل گولی کا بارہ بور کا جو کہ میں دنیا میں تیسری پارٹی ہوں۔ آج تک دنیا میں چوتھی پارٹی کوئی نہیں بنا سکی۔ Plastic shell without any metal base جو کہ کامیابی سے چل رہا ہے۔ یہ میں نے Develop کیا ہے جو کہ میں باقاعدہ آرمی کی لیبارٹری سے ٹیسٹ کروا کے لایا جس کے Result میں اس ایوان کو دے سکتا ہوں۔ Plastic bullets for the Army ۔ جس کو کہ خود آرمی والے دس سال سے کہہ رہے ہیں کہ Develop کر دیں تو میں پہلے وہ بنا دیا۔ ٹیسٹ کروائے گئے اور وہ کامیاب تھے۔ انھوں نے فیکٹری بند کر دی۔ ادھر Foreign Exchange علیحدہ صانع اور یہ کہتے ہیں کہ اتنی سی بات ہے کہ دیر سے بتایا۔ اور Misinform کر دیا استحقاق ہی نہیں مجروح ہوا۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: With your permission, Mr. Speaker, I would submit that the contention of Mr. Wasi Zafar is quite correct that privilege of the whole House has been breached. Rule 62 is quite clear and it makes obligatory on the part of the arresting officer. It says –

"……shall immediately intimate such fact to the Speaker ……."

جناب ڈپٹی سپیکر: کاردار صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع ملے گا۔ وزیر قانون صاحب میں آپ سے عرض کروں گا۔ راہی صاحب ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب رول 62 کا حوالہ دیا ہے۔ اس کو آپ ذرا پڑھیں اس کے بعد آپ فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے تو جہاں تک میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے مطلی کے بارہ میں فرمایا ہے۔ اس کے بارہ میں بھی میں نے اپنے جواب میں یہ گذارش کی تھی۔ مطلی کا مطلب یہی ہے کہ وہ فیکٹری نہیں چلا سکتے۔ ایک قدم نمبر 9-11 ہوتا ہے۔ اس کے مطابق ----------

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! وزیر قانون ہوم ڈیپارٹمنٹ کے مطابق کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ ان کو سن لیں۔

وزیر قانون ، میں تو ان کی تسلی کے لیے جواب دینا چاہتا تھا۔ اگر وہ نہیں سننا چاہتے تو الگ بات ہے جہاں تک رول 62 کا تعلق ہے۔ میں نے تو آپ کی خدمت میں پہلے گذارش کی ہے حکومت نے اس کی اطلاع جناب کو دینا تھی۔ یہ جناب کی مرضی ہے کہ آپ براہ راست ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے یہ کوتاہی کی ہے اور جناب والا کو متعین کردہ وقت میں جواب نہیں دیا ہے۔ آپ براہ راست حکومت کو لکھ کر ان کے خلاف کارروائی کرائیں یا کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں۔ یہ جناب والا کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ نے کیا فرمایا؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اس معاملہ کا تعلق استحقاق سے نہیں ہے۔ سپیکر کو اطلاع نہ دینا بات سپیکر اور حکومت کے درمیان ہے اگر سپیکر صاحب یہ کہیں کہ مجھے اتنے عرصے میں اطلاع نہیں دی گئی پھر تو اعتراض بنتا ہے اگر سپیکر صاحب نہ کہیں تو مجھے یا وصی ظفر صاحب کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ سپیکر کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ یہ سپیکر صاحب کی ذمہ داری ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، آپ رول 64 کو پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب سپیکر میں آپ کی توجہ رول 64 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو ابھی رانا صاحب فرما رہے تھے۔ کہ یہ سپیکر کا Discretion ہوتا کہ وہ ممبر کو مطلع کرے آپ ذرا 64 کو بھی پڑھیں ۔ اس کے پڑھنے کے بعد پھر آپ جواب دیں۔ یہ 64 آپ پڑھیں۔

"As soon as may be, the Speaker, shall after he has received a communication referred to in rule 62 or 63, read it out in the Assembly if in session, or, if the Assembly is not in session, direct that it may be circulated for the information of the members."

یہ ممبرز کا بھی Prerogative ہے ہمارے پاس اطلاع پہنچی ہے پھر ہم بتائیں گے کہ کس تاریخ کو پہنچی ہے۔ میں صرف آپ کی توجہ رول 64 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جب آپ 62 کا جواب دیں۔ جیسا کہ ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے۔ تو یہ رول 64 کو بھی مدنظر رکھیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے۔ متعلقہ لوگوں کو جنہوں نے اس بات میں دیر کی۔ اس میں یا تو سپیکر براہ راست ان سے باز پرس کرے۔ انہوں نے یہ بات کیوں کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایوان کے معزز اراکین جو بھی فیصلہ کریں کہ کیا یہ تحریک استحقاق کی کمیٹی کے حوالے ہونی چاہیے یا اس پر سپیکر ان کو بلا کر اپنی طرف سے براہ راست کارروائی کر لے۔ اس میں جو ایوان فیصلہ کرے گا اس کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ انہوں نے غلط اطلاع دی اور وہ اطلاع تمام ممبرز کو Circulate ہوئی۔ کہ میرا لائسنس Cancel ہوا ہے اور وزیر قانون نے بھی مان لئے ہیں کہ ان کا لائسنس Suspend ہوا ہے۔ Cancellation کی صورت میں مجھے تمام اسلحہ حکومت کے پاس جمع کر دینا چاہئے تھا Suspension کی صورت میں میں اس کو رکھ سکتا ہوں۔ اور وہ میں نے رکھا ہوا تھا۔ وہ انہوں نے Mis-Guide کیا۔ دوسرا میرا ٹیکنیکل پوائنٹ ہے۔ سپیکر کے بعد اس کا آگے Procedure دیا ہوا ہے۔ جو کچھ وزیر قانون نے بتایا ہے سپیکر کی اطلاع کے متعلق بتایا ہے وہ نہیں ہے۔ کہ اجلاس ہو' حاضری لگے اس کا مطلب بالکل صاف ہے۔

"As soon as may be, the Speaker, shall, after he has received a communication referred to in rule 62 or 63, read it out in the Assembly ...."

ادھر بھی فوری ہے۔ اور ادھر بھی As soon as may be ادھر بھی جلدی فوراً اسی وقت۔ جونہی وصول کرے اسی وقت ممبرز صاحب کو بتا دے۔

سپیکر صاحب نے ممبرز کو بتانا ہے۔ سپیکر صاحب نے حاضریاں نہیں لگوانی حاضریوں کی معافی نہیں لگوانی وہ کسی اور حالات میں ہو سکتا ہے۔ یہ

" . . . if in session, or, if the Assembly is not in session direct that it may be circulated for the information of the members "

رول 64 بالکل واضح ہے۔ اس میں There is no ambiguity اس میں اکثریت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ وہ

بل نہیں ۔ اس میں قانون کا معاملہ ہے۔ جناب والا! یہ مت بھولیں یہ کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ جس طرح کل جاوید ورک کو تھانے میں جوتے پڑے تھے۔ میں جوتوں سے بچ گیا ہوں میں صفوں پر لیٹا رہا ہوں۔ جس طرح میرے ساتھ ہوا ہے اسی طرح کسی اور کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے ۔ دریشک صاحب اپنا بھی وقت بھول گئے ہیں۔ یہ ڈرامے کسی کے ساتھ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ مت بھولیں کہ میں اپوزیشن میں ہوں۔ یہ ایسا خیال مت کریں۔ یہ ایسا ہی سوچیں کہ میں آپ کا بھائی ہوں میں آپ کی طرح ایم۔پی۔اے ہوں اور اس ایوان میں ہوں۔ اور آپ کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور جو کہتا ہے کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے۔ اس کو شرم آنی چاہیے۔ اس کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ نہیں تو میری باتوں کو جھٹلایا جائے میرے قانونی پوائنٹ کو جھٹلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں محمود الرشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

میاں محمود الرشید ، جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب کی طرف سے تقریباً آدھ گھنٹہ سے یہ ڈرامہ ہو رہا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ اس کا استحقاق سے کوئی تعلق نہیں۔ (قطع کلامیاں ۔ شیم شیم شیم) انہوں نے پہلے یہ کہا کہ میری فیکٹری میں اتنی گنیں بنتیں ہیں۔ اس کوالٹی کا بارود بنتا ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی کا معزز ایوان ہے یہ کوئی بازار نہیں ۔ یہ کھڑے ہو کر ہمیں دھمکیاں دیں۔ اور یہ بازاری زبان میں اپنی تحریک استحقاق پر بے طریقے سے بات کر رہے ہیں۔ ہم اس سے زیادہ بے طریقے سے بات کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! انہیں اس بات پر پابند کیا جائے۔ وہ قانون اور ضابطے کے حوالے سے بات کریں۔

(اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم شور)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر ۔ آرڈر ۔ آرڈر میری تمام معزز اراکین سے درخواست ہے ۔ یہ فیصد چیئر نے کرنا ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاؤں ایوان کے کسی ممبر کا بھی استحقاق وہ چاہے حزب اختلاف سے ہے چاہے حزب اقتدار سے ہے ان کے استحقاق کا مکمل طور پر تحفظ کیا جائے گا۔ آپ سے یہ گذارش ہے ۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! میاں محمود الرشید کھڑے ہیں اور آپ بول رہے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب ! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے یا نہیں۔ میری گذارش یہ ہے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں یہ دیکھنا کہ کیا وہ Valid ہے یا نہیں آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمود الرشید ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ --------

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔ یہ رولز کی خلاف ورزی ہے کیونکہ سپیکر کی تقریر کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں ۔

آوازیں ، (حزب اختلاف کی طرف سے شیم ۔ شیم)

میاں محمود الرشید ، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یہ بات کہی ہے کہ جو اس کو سمجھتا ہے کہ میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا اسے شرم آنی چاہیے۔ یہ الفاظ انتہائی قابل اعتراض ہیں اور اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وصی ظفر صاحب کو یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ میری معزز اراکین سے درخواست ہے اور مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ (قطع کلامی) کاردار صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ میں Impartial ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ اس بات کو جانتے ہیں اور آپ ہی دیکھ لیں کہ اس ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھنا آپ کا کام ہے۔ میں تمام اراکین اسمبلی سے گزارش کرتا ہوں۔ میں تمام معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کرتا ہوں کہ تحمل اور حوصلے سے کسی طرف سے بھی بات ہوتی ہے اسے سنیں۔ (قطع کلامیاں) چیمہ صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔ میری تمام معزز اراکین سے یہ گزارش ہے کہ اس معزز ایوان کا تقدس آپ نے ہی بحال رکھنا ہے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ اس شور میں ایوان کی کارروائی جاری رہ سکتی ہے؟ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے اور آپ نے ایک بڑی خوبصورت آواز سنی ہو گی جو میرے بائیں طرف سے آئی ۔ کیا یہ چیزیں اچھی ہیں؟ اس کا تقدس آپ نے رکھنا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، وصی ظفر کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ اچھا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، افسوس کی بات تو یہ ہے کہ (قطع کلامیاں) راہی صاحب تشریف رکھیں ۔ میری آپ

سے گزارش ہے کہ فیصلہ تو آنے دیں۔ چیئر کو کوئی فیصلہ کرنے تو دیں۔ آپ پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیسے ہو گا۔ وہ کیسے ہو گا۔ آپ بات تو کرنے دیں۔ آپ تحمل سے بات کریں۔ آپ بات کرتے ہیں ۔اور سب سنتے ہیں۔ اس پر فیصلہ ہاؤس نے کرنا ہے۔ ہاؤس کی رضا مندی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ جو فیصلہ ہاؤس کی اکثریت کے مطابق ہی یہ بات چلے گی اور رولز کے تحت بات ہو گی۔ آپ بات سنیں تو سہی۔ ایک دوست بات کرتا ہے آپ اس کی بات سنیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اس پر جو فیصلہ ہو گا اس کے بعد آپ بات کریں۔ (قطع کلامیاں) راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر! مجھے انتہائی دکھ کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ہمارے فاضل رکن جو ماشاء اللہ ایک مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور دین کے احکام کسی کو شہنشاہ کی غلامی کی زنجیریں نہیں پہنایا کرتے بلکہ ان کے حقوق کی ضمانت دیا کرتے ہیں ۔ یہ ہے دین الہیٰ کی طرف سے ۔ مگر وہ جو دینی دوسری طرف برہمن ازم کا ہے وہ اس سوسائٹی کو مختلف طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔ جس میں کچھ لوگوں کو معاشرے میں مراعات ملتی ہیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کچھ لوگوں کو معاشرے میں مراعات ملتی ہیں اور کچھ کے حقوق تلف کر دئے جاتے ہیں۔ میرے معزز رکن نے شدت جذبات سے جب یہ کہا کہ اس ہاؤس میں ہمارے ایک معزز رکن کا آپ کے اوپر فیصلہ تھا کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں۔ مگر جب میرے معزز رکن بھائی نے یہ کہا اور یہ Courtesy ڈیمانڈ کرتی ہے کہ ان کو بھائی کہنا پڑتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر Valid نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر Valid نہیں آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! اگر آپ کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے تو آپ اس کو Move کر دیں۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب والا! میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کا فیصلہ کرنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ ، جناب والا! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات میں سن رہا ہوں۔ کیا اس تحریک استحقاق سے آپ کی تقاریر زیادہ اہم ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ ، جناب والا! جب انہوں نے یہ کہا کہ اس اسمبلی میں ڈرامہ ہو رہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں یا کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی میاں صاحب!

میاں محمود الرشید ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے یہ بات پورے ایوان میں کہی ہے کہ جو کوئی اس کو تحریک استحقاق نہیں سمجھتا اسے شرم آنی چاہیے۔ یہ قابل اعتراض بات ہے اور اسی پر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں جناب کی طرف سے اس بات پر رولنگ چاہوں گا کہ کیا کسی فاضل رکن کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ آدھا گھنٹہ اس کی Admissibility پر بات کریں۔ اور پھر یہ کہیں کہ جو اس کو استحقاق نہیں سمجھتا کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسے شرم آنی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں اس طرح کے ریمارکس سے پورے ہاؤس کی توہین ہے۔ اور ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہییں اور انہیں پتا ہونا چاہیے کہ اسمبلی کے اندر کس طرح سے بولنا ہے۔ ہم یہاں خاموشی سے سنتے رہتے ہیں۔ صبر و تحمل سے ان کی تمام باتیں سنتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اسمبلی کو مچھلی مارکیٹ بنائے رکھیں۔ ہمیں قانون اور ضابطے میں رہ کر بات کرنا ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب ! تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ مجھے میاں محمود

الرشید کی بات کا جواب دے لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے اس پر اگر انہیں افسوس نہیں ہوتا۔ اس پر بھی ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا تو پھر شرم آنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میری یہ گزارش ہے کہ ۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! یہ بھی تو ہے کہ "شرم ان کو مگر نہیں آتی"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اس پر کچھ فیصلہ آئے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر مجھے موقع دیجئے تاکہ اس پر فیصلہ کر لیں۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب تشریف رکھیں ۔ یہ رولز 63, 62 اور 64 کا حوالہ دیا گیا ہے اور ان کی روشنی میں میں اس تحریک کو In Order قرار دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

MR. KHALID LATIF KARDAR: Sir, would you please give me one minute. I would humbly say that the impartial decision taken by the Chair is commendable.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

میں نے تحریک استحقاق نمبر 20 جو چودھری محمد وصی ظفر صاحب کی طرف سے تاخیر سے اطلاع دینے کے بارے میں تھی اس کو میں نے In Order قرار دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں یہ Point out کرنے لگا تھا کہ میں خود تحریک استحقاق کمیٹی کا ممبر ہوں اس لیے میں استحقاق کمیٹی کا ممبر نہیں رہوں گا اس لیے میری استدعا ہے کہ ہمارے ان بچوں سے کسی اور کو مثلاً صاحب، کاردار صاحب کو کسی اچھے پڑھے لکھے آدمی کو اس کمیٹی کا ممبر بنانا پڑے گا۔

جناب والا! دوسرے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو Intimation کسی اور صاحب کے پاس ہے۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! آپ نے اس موشن کو In order قرار دیا ہے اس کے بعد بھی اس کے لوازمات ہیں جن کو آپ بھول گئے ہیں رول 58 اس بارے میں بالکل واضح ہے۔

"58 If the Speaker holds the motion to be in order, the Assembly

may consider and decide a question of privilege or may, on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the Committee on Privileges for report."

ب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر Valid ہے۔

ں منظور احمد موہل، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں ہی اس کو Move کرتا ہوں کہ اسے استحقاق

ٹی کے سپرد چلے جانا چاہیے۔

ب ڈپٹی سپیکر، جی - شکریہ - تو یہ استحقاق کمیٹی کو Refer ہوئی اور استحقاق کمیٹی اس کی رپورٹ

ں دن کے اندر ایوان کو Submit کرے گی۔

دھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب یہ فرما دیں میری اس

ری کا لائسنس cancel ہے یا Suspend ہے۔

اب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب' میں آپ تحریک استحقاق نمبر 19 Out of Order قرار دیتا ہوں وہ

ریک استحقاق نہیں بنتی اس پر اب بات نہیں ہوسکتی اور آپ کی تحریک استحقاق نمبر 20 In order قرار

ں اس لیے آپ تشریف رکھیں۔

اس دن نوابزادہ گل صاحب کی جو تحریک استحقاق pending ہوئی تھی اس پر اب ہم بات کرتے

ں وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کے پاس ابھی اس کی رپورٹ نہیں پہنچی تھی اب اسے take

u کرتے ہیں۔

اب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! اس سلسلے میں میری التجا ہے کہ میری ایک تحریک استحقاق جو

لیس کے خلاف ہے وہ کمیٹی کے سپرد ہے اور یہ بھی پولیس ہی کے خلاف ہے اسے بھی اسی کے

اتھ منسلک کر کے بھیج دیں۔

ناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! پہلے تو یہ دیکھ لیں کہ آیا یہ تحریک استحقاق ہے بھی یا نہیں - اس

بات تو کر لینے دیں۔

اب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پولیس نے میرے گھر پر چھاپہ مارا تھا اور میرے گھر سے تو کچھ

بھی برآمد نہیں ہوا میرا استحقاق تو مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ذرا وزیر قانون صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! یہ تو استحقاق کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! پولیس نے ایک بچا نامی مفرور ملزم جو کہ قتل کے کیس میں ملوث ہے وہ پیرول پر رہا ہوا تھا اور اس کے بعد وہ مفرور ہو گیا تھا اس کی پولیس کو مخبری ہوئی اس سلسلے میں پولیس نے اس علاقے کو اپنے گھیرے میں لیا اور فاضل نوابزادہ صاحب کی اپنی تحریک میں بھی یہ ہے کہ پولیس کھیتوں میں اور گنے کی فصل میں موجود تھی تو جناب والا! مخبری پر مفرور ملزم کو گرفتار کرنے کے لیے پولیس کی یہ کوشش تھی نوابزادہ صاحب نے جس کوٹھی کا ذکر کیا ہے یہ غالباً ان کی اپنی نہیں ہے امجد خان صاحب کی ہے اس کوٹھی میں پولیس نہ تو داخل ہوئی ہے نہ کسی کو man handle کیا ہے نہ گرفتار کیا ہے اور نہ ہی کوئی زیادتی کی ہے۔ جہاں تک نوابزادہ صاحب کا تعلق ہے ان کو ان کی حفاظت کے لیے گجرات میں پولیس فراہم کی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کا جو علاقہ ہے اور جہاں ان کی زمینیں ہیں وہاں پر بھی ان کی حفاظت کے لیے پولیس فورس فراہم کی گئی تھی اور اسے انہوں نے خود واپس کر دیا ہے کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں تو اس وجہ سے فاضل رکن کا ذاتی طور پر کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا اور پولیس کی جو کارروائی تھی وہ قاتل کے مفرور ملزم کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں تھی اس وجہ سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو مسترد کیا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ بھی زمیندار ہیں اور ہم بھی زمیندار ہیں اور ہمارے گھروں کے آس پاس کوئی چڑیا گھر نہیں ہوں گے کوئی خوبصورت پارک نہیں ہوں گے ہمارے گھروں کے ارد گرد کماد اور گندم کے کھیت ہوں گے اور باغ ہوں گے یہ اور بات ہے کہ آپ کے باغوں کو تباہ کر دیا گیا ہمارے گھروں کے ارد گرد جناب والا! کماد ہی دیکھنے میں ملے گا نہ وہاں خوبصورت منظر دیکھنے میں ملے گا اور نہ پارک ملیں گے۔ جناب والا! ہم جو پانچوں بھائی ہیں ہم گجرات میں بھی ایک ہی مکان میں رہ رہے ہیں اور جہاں ہماری رہائش ہے وہ ایک ہی جگہ پر ہے۔ تو جناب والا! ایک تو یہ ہے کہ وہ میری رہائش گاہ ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اس علاقے کا محاصرہ نہیں کیا گیا کیونکہ پھاپہ بہت بڑی تحصیل ہے یہ صرف ہماری اس مخصوص رہائش گاہ کا محاصرہ کیا گیا انہوں نے فرمایا ہے کہ routine کی

کارروائی تھی کہ پولیس کی مفرور کو پکڑنے کے لیے routine کی کارروائی تھی اور وہ routine کی کارروائی یہ تھی کہ early morning raid تھا اور اس دن پولیس کی نفری سوا سو سے متجاوز تھی تو جناب والا! فاضل وزیر مجھے بتائیں کہ routine کا جو raid ہوتا ہے وہ سوا سو پولیس، کنسٹبلری اور کمانڈوز کے ساتھ ہوتا ہے۔ This was an extra-ordinary and specially arranged raid on my residence اور انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر ہمیں پولیس فراہم کی تھی اگر وہ میری رہائش گاہ نہیں تو انہوں نے وہاں پر مجھے کیوں پولیس فراہم کی تھی اور پھر جناب یہ ہے کہ کسی عام شہری کی رہائش گاہ پر بھی آپ نے سرچ کرنی ہو یا آپ کو شبہ ہو کہ وہاں پر کچھ چھپا ہوا ہے جیسے وصی ظفر صاحب کی فیکٹری سے بارود نکلا ہے تو ہمارے گھر سے گڑ نکل سکتا ہے گندم نکل سکتی ہے چینی نکل سکتی ہے لیکن مفرور ملزم نہیں نکل سکتے تو ان چیزوں کی دیواریں نہیں ہیں کہ ہم ان میں مفرور ملزماں کو چھپائیں وہ تو ایک دیہاتی رہائش گاہ ہے اور انہوں نے سرچ وارنٹ کی بغیر ایک ایم۔پی۔اے کی رہائش گاہ پر جو حملہ کیا ہے میں تو اسے حملہ کہتا ہوں جو raid کیا ہے اس کے لیے انہوں نے admit بھی کیا ہے کہ نہ تو اس کا کوئی اجازت نامہ تھا نہ کوئی ان کے ساتھ کوئی مجسٹریٹ تھا اگر پولیس کی ڈیڑھ سو نفری کے ساتھ مفروروں کو پکڑنا تھا تو مجسٹریٹ کو ساتھ ہونا چاہیے تھا تو حضور یہ میرے گھر پر، میری پرائیویسی اور میری عزت پر حملہ ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ اسی ایس۔پی کے خلاف میری ایک استحقاق کی تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس Pending ہے اسی روز اس کی یہاں پر hearing تھی اسی شام کو اس نے وہاں جا کر arranged raid کیا ہے اور early morning raid کیا ہے اور یہ مجھے بے عزت کرنے کے لیے اور ہراساں کرنے کے لیے کیا ہے۔ حالانکہ عزت تو خدا دیتا ہے ہراساں میں ان سے نہیں ہوتا۔ یہ نصر اللہ دریشک تھے جو ان سے ہراساں ہو گئے تھے میں ہراساں نہیں ہوں لیکن میرا استحقاق ضرور مجروح ہوا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : حالانکہ عزت تو خدا دیتا ہے اور ہراساں میں ان سے نہیں ہوتا۔ یہ نصر اللہ دریشک تھے جو ان سے ہراساں ہو گئے تھے۔ میں ہراساں نہیں ہوں لیکن استحقاق میرا ضرور مجروح ہوا ہے۔ مجھے بدمعاشوں سے نبٹنا آتا ہے اور مجھے ایسے غنڈے ایس۔پی سے بھی نبٹنا آتا ہے۔ میرے ساتھ جو بھی ہو گا میں خود نبٹوں گا۔ لیکن جو استحقاق کا مسئلہ ہے وہ اس ہاؤس کا ہے۔ جو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کی میں آپ سے داد چاہوں گا باقی میں بدمعاشوں سے نبٹ لوں گا جہاں تک مجھے نبٹنا پڑا۔ اللہ نے مجھے

قوت ایمانی دی ہے۔ میں کوئی وزارت کے زور پر اس ملک میں زندہ نہیں۔ میں اس اسمبلی کی ممبری کے زور پر زندہ نہیں۔ مجھ میں ایمان کی قوت ہے اور میں مسلمان ہوں۔ میں بدمعاشوں کے خلاف جہاد کرتا رہوں گا تاوقتیکہ مجھے زندگی سے ختم کر دیا جائے اور میری زندگی اس دن ختم ہو گی جس دن اللہ وحدہ لا شریک چاہے گا۔ کوئی شخص ، کوئی بدمعاش ، کوئی حکومت، کوئی ایس۔پی میری زندگی ختم نہیں کر سکتا اور میں اس کی حفاظت کروں گا۔ میں شریف آدمی اس کو سمجھتا ہوں جو اپنی شرافت کی حفاظت بھی کر سکے۔ میں اپنی شرافت کی حفاظت کر سکتا ہوں۔ لیکن پولیس کو غنڈوں کے ساتھ پارٹی نہیں بننا چاہیے تھا۔ پولیس کو تو میرے ساتھ ہونا چاہیے تھا اس لیے کہ میں نے غنڈوں کے خلاف علم بلند کیا ہوا ہے۔ اور پولیس الٹی بدمعاشوں کے ساتھ ہے میں نے جو رپورٹ لکھ کر دی ہے۔ یہ میری آخری بات ہے۔ کیا وزیر قانون فرمائیں گے کہ میں نے جو آئی۔جی' ڈی۔آئی۔جی اور ایس۔پی کو تحریری شکایت کی ہے کہ فلاں فلاں بدمعاش کے پاس فلاں فلاں اسلحہ ہے اسے آپ برآمد کریں اس پر تو ریڈ نہیں کیا۔ اس پر ایکشن نہیں لیا اور ایک مخبر کی خبر پر' ایک ایم۔پی۔اے کے تحریر شکایت پر تو آپ ریڈ نہیں کرتے اور ایک ٹاؤٹ کی خبر پر آپ نے اس گھر پر ریڈ کیا ہے جس کے تقدس کی قسم تو فرشتے بھی اٹھا سکتے ہیں۔ آج تک کسی نے بھی ہمارے گھروں پر ریڈ نہیں کیا۔ یہ آپ کے دور میں شروع ہوا ہے۔ ہم نے سیاست 1947ء سے شروع نہیں کی ہے۔ جب سے خط برصغیر Indo Pak میں سیاست شروع ہے ہم اس وقت سے سیاست میں ہیں اور اسمبلیوں میں ہیں۔ عزت کے ساتھ ہیں اور وقار کے ساتھ ہیں۔ ہم نو دولتیے 47ء کے بعد کے سیاستدان نہیں ہیں جو ان حرکتوں پر بک جائیں۔ ہمارے اوپر آج تک ریڈ نہیں کیا گیا۔ یہ 1988ء کے بعد ریڈ شروع ہوئے ہیں اور پھر ریڈ تو تب ہوتا کہ اگر ہماری شہرت ہوتی کہ ہم بدمعاشوں کو رکھتے ہیں یا ہمارا کوئی ریکارڈ ہوتا کہ ہم ایسی حرکتیں کرتے ہیں پھر ریڈ کیا جاتا۔ ایک ٹاؤٹ کی خاطر ریڈ کیا گیا۔ اس پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ اس کو ایڈمٹ کر کے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب بات یہ ہے کہ جو آپ نے فرمایا ہے ----

نواب زادہ غضنفر علی گل ، حضور میرے مکان کو تحفظ نہیں ملا ----

جناب ڈپٹی سپیکر، میری عرض سن لیں۔ یہ آپ کی جو تحریک استحقاق ہے اس میں کسی صورت میں وہ چیز نہیں جو آئین میں یا یہ جو چیزیں Privilege ایکٹ میں آئی ہیں کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب سپیکر! آئین کے تحت میرے مکان کو تحفظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں بات کر رہا ہوں۔ فیصلہ دے رہا ہوں۔ میں اس موشن کو Out of Order قرار دیتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! آئین کے تحت میرے مکان کو تحفظ حاصل ہے *(بدمعاشی!

جناب سپیکر! مجھے انتہائی دکھ ہوا ہے آئین کے تحت ہر شخص کی چادر اور چار دیواری کو تحفظ ہے کہ نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب تشریف رکھیں۔ نوابزادہ صاحب تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، یہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اگر ان کے پاس اجازت ہوتی تو ٹھیک تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب میں Privilege کی بات کر رہا ہوں جو ایک ممبر کو مہیا ہوتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ صاحب میری بات سنیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو Pressurize کیا جا رہا ہے تو اس کا یہ ہے کہ آپ Privilege Committee کو بتائیں کہ مجھے Pressurize کیا جا رہا ہے۔ Privilege Committee آپ کے پاس ہے۔ وہ ان کو پکڑے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل ، ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کی بات بجا ہے۔ ان الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف) ، جناب سپیکر! اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی رانا صاحب

---

* یہ الفاظ کارروائی سے حذف ہوئے۔

رانا شوکت محمود : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اگرچہ آپ نے اس پر فیصلہ صادر فرما دیا ہے پھر بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں ممبران جب اپنے استحقاق کی بات کرتے ہیں تو اس پر عام باتوں سے ہٹ کر زیادہ غور اور توجہ دی جانی چاہیے۔ کیونکہ جناب والا! استحقاق ایک ایسی چیز ہے جس پر کوئی Hard and Fast رولز اپلائی نہیں کیے جا سکتے۔ ہوتے نہیں ہیں اور ہو نہیں سکتے۔ یہ ایک ایسی Condition ہے۔ آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ان حالات میں جن حالات میں وہ ممبر اس وقت اپنے گھر میں یا ان حالات میں حلقے میں یا ان حالات میں اپنے شہر میں اور اپنے گاؤں' اپنے دیہات میں رہ رہا تھا ان حالات میں جو معروض حالات اس وقت موجود ہیں ان میں اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی۔ اب اس پر کوئی ایک ایسا قانون اور ایک ایسی لائن تو نہیں کہ آپ نے یہ لائن اگر کراس کی تو استحقاق مجروح ہوتا ہے اور اگر یہ لائن کراس نہ کی تو استحقاق مجروح نہیں ہو گا۔ کوئی آدمی' کوئی افسر' کوئی سرکاری ملازم' کوئی اہلکار اٹھ کر ایک فقرہ جب کسی ممبر کے ساتھ بولتا ہے تو اس پر بھی جناب والا! یہی رول Apply ہو گا کہ ان حالات کے تحت آیا اس ممبر کا استحقاق مجروح ہوا یا نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو اس ہاؤس کو اپنے ممبران کا پورا تحفظ کرنا چاہیے۔ وہ جو بھی شکایت یہاں لائیں اس کو غور اور توجہ کے ساتھ سننا چاہیے۔اور اس پر ہم دردانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے نہ کہ محض ٹیکنیکل بناء پر اس کو کھینچ لینا چاہیے۔ پھر اس پر بھی کہ چونکہ یہ مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پارٹیوں کی جو لائن Draw ہوتی ہے۔ جناب والا اس سے ہٹ کر ہماری ان تحاریک استحقاق پر غور و خوض کرنا چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس تحریک استحقاق پر جو فیصلہ صادر کیا ہے اس سے بھی ہمارے ممبر ان کی پوری داد رسی نہیں ہوئی۔ ہم اس پر دو منٹ کے لیے علامتی واک آؤٹ کرنا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز ممبران علامتی واک آؤٹ کر گئے)

تحریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

یہ تحریک التوا نمبر 3 سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی ہے۔

(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ تھے)

تحریک التوا نمبر 4 بھی سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی ہے اور محرک ہاؤس میں موجود نہیں ہیں اس لیے یہ دونوں Dispose of ہو گئیں۔

(اس مرحلہ پر سید ذاکر حسین شاہ ہاؤس میں واپس آ گئے)

تحریک التوا نمبر 5 سید ذاکر حسین شاہ صاحب ------

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی آپ کی جگہ جناب منظور موہل صاحب تشریف فرما تھے انہوں نے بھی میرے ساتھ یہی کیا۔ ان کو پڑھتے گئے اور آگے نکلتے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب میں تو آواز دے رہا ہوں اگر آپ تھے تو آپ بولتے۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! میں تو آ گیا ہوں جب آپ نے آواز دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب میں نے نمبر 5 بولا ہے اس وقت آپ تشریف لائے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، نہیں جناب والا -----

میاں منظور احمد موہل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں سید ذاکر حسین شاہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ علامتی ہڑتال میں شامل نہیں ہیں۔ وہ یہاں ہاؤس میں کھڑے ہیں۔ وہ بتائیں کہ جو واک آؤٹ ہے اس میں نہیں ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر میں ایسا آدمی نہیں کہ جو منظور موہل کی طرح اپنی پارٹی کے ساتھ دغہ بازی کرے۔ میں علامتی واک آؤٹ میں شریک تھا اور پارٹی کے قائد حزب اختلاف نے مجھے کہا ہے کہ آپ کا نام پکارا گیا ہے آپ واپس جائیں۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ میں پارٹی کے کسی فیصلے کی خلاف ورزی کروں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز ممبران ہاؤس میں واپس آ گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب آپ بجا فرماتے ہیں۔

اٹھارہ سالہ طالب علم کا اپنے ہی گھر میں قتل

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب آپ بسم اللہ کیجیے۔

سید ذاکر حسین شاہ ۔ شکریہ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ 6 جولائی 1989ء کو روزنامہ مشرق کے صفحہ نمبر 4 پر شائع شدہ کالم نمبر 1 اور 2 کی خبر کے مطابق بعض نامعلوم افراد نے گھر میں سوئے ہوئے انٹھارہ سالہ طالب علم کبیر حسین کو چھریوں اور کلہاڑیوں کے وار کر کے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گئے ۔ کبیر حسین مصید روشن المرین واقع سرکاری ٹیوب ویل کے آپریٹر منیر حسین کا لڑکا ہے اور اس نے میٹرک کا امتحان دے رکھا تھا اور شیخوپورہ شہر سے اپنا میٹرک کا نتیجہ پتا کر کے آیا تھا کہ وہ 407 نمبر لے کر کامیاب ہو گیا ہے ۔ رات وہ اپنے گھر پر سویا ہوا تھا کہ قتل کر دیا گیا ۔ کس قدر افسوس ناک صورت حال ہے ۔ کہ ایک طالب علم کو اپنے ہی گھر میں رات کے وقت قتل کر دیا گیا ۔ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ لوگوں کی اپنے گھر میں بھی جان محفوظ نہیں ہے ۔ اس کے قتل سے دیہات اور شہر میں پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے کوئی شخص بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا ہے چنانچہ ایوان کی دیگر کارروائی کو معطل کر کے اس واقعہ پر فوری بحث کی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لا منسٹر صاحب ۔ موبل صاحب ذرا توجہ دیجیے ۔ ذرا غور سے سنیے

وزیر قانون: جناب والا ! اس واقعہ کے ملزمان 89-9-14 سے گرفتار ہو چکے ہیں ۔ چالان عدالت میں بھیجا جا چکا ہے ۔ چونکہ چالان عدالت میں چلا گیا ہے ۔ 89-9-14 کو چالان عدالت میں چلا گیا ہے ۔ معاملہ sub judice ہے ۔ اس وجہ سے رول (k) 67 کے تحت اس کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ہے ۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ اس طالب علم کو کس طریقہ سے قتل کیا گیا اور پولیس نے یا تفتیش ایجنسیوں نے کیا تحقیق کی اور اس واقع کے پورے پس منظر سے اس ایوان کو آگاہ نہیں کیا گیا ' اس سے امن و امان کی خراب صورت حال کی نشان دہی ہوتی ہے ۔ اس وقت پنجاب میں صورت حال یہ ہے کہ میں نے اس لیے ایک مخصوص واقعہ کی نشان دہی کی ہے کہ اپنے گھر میں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ sub judice ہے ۔ اس پر ہم بات کر ہی نہیں سکتے ہیں ' آپ بجا فرماتے ہوں گے لیکن جو معاملہ sub judice ہے اس پر ہم کیا بات کریں گے ؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ! ایک طالب علم جو کہ اپنے گھر میں سویا ہوا تھا ' یہ حکومت کی نا اہلی کا ثبوت ہے کہ سڑک پر کوئی قتل ہو جائے ' بازار میں قتل ہو جائے یہ اور بات ہے ۔ لیکن سوتے ہوئے اپنے گھر میں قتل کیا جائے اس صورت حال کو کسی شاعر نے بیان کیا ہے --

نہ جانے کون سی شب کون قتل ہو جائے
تمام لوگ انہی وسوسوں میں رہتے ہیں
دریں خانہ بھی کوئی آدمی محفوظ نہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ شاہ صاحب ' یہ sub judice مسئلہ ہے میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں ۔ جی سردار صاحب ۔

سردار سکندر حیات خان (اٹک)، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ یہ sub judice جو ہے وہ ایک خاص کیس ہے ' آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر کیا ہو رہا ہے ' ڈکیتیوں کے اخبار ہیں ' آپ کوئی اخبار اٹھا لیں ' کوئی علاقہ دیکھ لیں کوئی ضلع ' کوئی تحصیل دیکھ لیں ' ایک چھوٹی سی کوئی گلی دیکھ لیں ' وہاں ڈکیتیاں ہو رہی ہیں ' قتل ہو رہے ہیں ' ظلم ہو رہا ہے ' عورتوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے یہ حکومت کی نا اہلی ہے اس کو استعفیٰ دے دینا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب' یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے ؟ جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب ' آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 4 پڑھیں جی کاردار صاحب۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Mr. Speaker Sir, if you kindly see the papers of today, you will note that two dacoities have been committed in Lahore and it is a shame for this Government. There is a complete absence of law and order. They cannot protect the life and property of the people.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں جی ڈاکٹر صاحب'

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک التواء کار out of turn لینا

چاہتا ہوں۔ جس طرح سے ایک طالب علم کے قتل کا ذکر تھا' اسی طرح سے یہ اساتذہ کے بارے میں ہے۔ لاہور میں دیو سماج روڈ پر ایس۔ایس۔پی۔ کے دفتر کے قریب ایک ڈاکہ پڑا اور چار اساتذہ کو اغوا کیا گیا اور دو اساتذہ کو زخمی کیا گیا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے out of turn کی بات کی ہے' اب آپ یہ پڑھ رہے ہیں یا اس کو پیش کرنے کی اجازت لے رہے ہیں۔ آپ نے بات کی' میں نے اجازت نہیں دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر کوئی فاضل ممبر بات کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میں ان سے یہی بات کر رہا تھا۔ شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے Point out کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔جی ڈاکٹر صاحب آپ نے بات کی ہے آپ تشریف رکھیں۔ اسی کا فیصلہ تو ایوان نے کرنا ہے کہ out of turn آ سکتی ہے یا نہیں جی غضنفر گل صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا! آپ اس بات پر رولنگ دیں کہ آیا حالات اور واقعات نے یہ ثابت نہیں کر دیا ہے کہ پنجاب حکومت غنڈوں' قاتلوں' بدمعاشوں کی مکمل پشت پناہی کر رہی ہے۔ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ باری پر آ جائے گی۔ بنگش صاحب میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ باری پر آ جائے گی۔ اگر اس کو آؤٹ آف ٹرن لینا ہے تو ایوان کی consent لینا پڑے گی۔ جی کھگہ صاحب۔

جناب محمد شاہ کھگہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میرے معزز بھائی نے یہ الزام لگایا ہے کہ بد امنی ہے بے چینی ہے۔ یہ نہیں رہا وہ نہیں رہا ہے۔ اس کے لیے میں ایک گزارش کروں گا کہ جو آدمی' جو سیاسی جنگی قیدی انہوں نے چھوڑے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہی لوگ ملک میں بد امنی پھیلا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ یہ valid نہیں۔ جی جناب سید ذاکر حسین شاہ صاحب'

آپ کیا کہنا چاہیں گے۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! آپ کی پولیس خود ڈاکہ زنی کراتی ہے۔ پنجاب پولیس اس میں ملوث ہے۔

نوابزادہ نصنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آیا یہ آئینی بات ہے کہ حکومت اپنا نظام غنڈوں کے ذریعہ سے چلائے۔ کیا یہ آئینی ہے کہ کوئی حکومت غنڈوں' بدمعاشوں اور قاتلوں کے زریعہ اپنا نظام حکومت چلائے۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی واقعی کسی بھی حکومت کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا ہے آپ تشریف رکھیں۔ آپ نواب زادہ صاحب تشریف رکھیں۔ جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب ۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ 6 اور 7 جولائی کی درمیانی شب کو پولیس کے ہاتھوں فائرنگ کرنے کے واقعہ سے عوام اور خاص طور پر لاہور کے قریب اور امن پسند شہریوں میں زبردست خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی ہے۔ پولیس تشدد کی تازہ واردات انتہائی افسوس ناک ہے جن میں معصوم اور بے گناہ شہری قانون کے محافظوں کی شرمناک کارروائی اور گولیوں کا نشانہ بنے۔ قبل ازیں بھی پولیس کی دست درازیوں اور زیادتیوں کے متعدد واقعات رونما ہو چکے ہیں مگر حکومت پنجاب نے پولیس تشدد کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ اس واقعہ سے عوام میں بے حد بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! جتنی بھی تحاریک التوائے کار آئی ہیں وہ تمام ڈاکے' چوری' اغواء' قتل اور پولیس تشدد سے متعلق یعنی ایک ہی قسم کی تحاریک ہیں۔ اس لیے ہم کیوں نہ پولیس کے رویے پر' اور پنجاب میں امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر عام بحث کریں۔ میں نے اور سید ذاکر حسین شاہ نے بھی جتنی تحاریک پیش کی ہیں ان میں اغواء قتل اور ڈکیتی کے واقعات ہیں اور اس میں خاص پہلو بھی ہے کہ عزم گرفتار نہیں کئے گئے ۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پنجاب کی پولیس جرائم کروانے میں ملوث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں آپ سے ذاتی طور پر درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون (چودھری محمد فاروق) ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں گزارش ہے کہ میرے دوستوں کو شاید اس سلسلے میں غلطی لگ گئی ہے۔ امن و امان کے مسئلے پر انہوں نے جو تحاریک پیش کی ہیں یہ تو انہوں نے سندھ اسمبلی میں پیش کرنی چاہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! کیا آپ اس بات سے اتفاق فرماتے ہیں کہ غنڈہ گردی کا دوسرا نام پنجاب حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون (سردار نصر اللہ دریشک) ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اس واقعہ کا کیس رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ محمد سرور خان ولد عبدالوحید خان ہیڈ کانسٹیبل، غلام حسین قائم دین، ذوالفقار علی، اصغر علی، کانسٹیبلان کو گرفتار کر کے حوالات بھیج دیا گیا ہے اور اس کی تفتیش تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، تفتیش مکمل ہو چکی ہے اور مقدمہ عدالت میں بھیجا جا رہا ہے۔ چالان تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اگر اس سے زیادہ کوئی کارروائی میرے فاضل دوست فرما سکتے ہیں تو بتائیں۔ کیونکہ جتنے لوگ اس کیس میں ملوث تھے گرفتار ہو چکے ہیں۔ چالان بھی تکمیل کے قریب ہے عنقریب عدالت میں بھیج دیا جائے گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں ہے۔ جناب والا sub judice کا مطلب یہ ہوتا ہے جو کیس In the court of law pending ہو۔ اور کیس

اس وقت pending ہوتا ہے جب پولیس اپنا چالان مکمل کر کے عدالت میں بھیج دیتی ہے۔ حالانکہ وہ خود یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ کیس تفتیش کے مختلف مراحل میں ہے۔ پہلے انہوں نے کہا ہے کہ معاملہ sub judice ہے۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ ان کے بیان میں واضح تضاد ہے ان کا بیان کا دوسرا حصہ پہلے حصے کی نفی کر رہا ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ کیس sub judice نہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ صرف پولیس کے اہل کاروں کے خلاف کارروائی کیوں کی گئی ہے۔ اس کی ذمہ داری تو پولیس کے ایس۔ایس۔پی پر عائد ہوتی تھی۔ تمام متعلقہ افسران اس بات کے ذمہ دار تھے۔ وہ جس علاقے میں موجود تھے وہاں پر پولیس تشدد کی کارروائیاں کیوں ہو رہی ہیں۔ جب بھی کوئی پولیس تشدد کا واقعہ ہوتا ہے۔ کسی کانسٹیبل، کسی ہیڈ کانسٹیبل، کسی اے۔ایس۔آئی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے اور افسران بالا کو بچا لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس تشدد کے واقعات جاری ہیں۔ جس دن کوئی ایس۔ایس۔پی کوئی ڈی۔آئی۔جی یا کوئی پولیس کا بڑا آفیسر چالان میں ملوث ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ پولیس تشدد کی کارروائیاں بند ہو جائیں گی۔ اس لیے میں اپنی تحریک التواء پر زور دیتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اسے بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون نے یہ فرمایا تھا کہ مختلف مراحل میں یہ تفتیش چل رہی ہے۔ اگر شاہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں مزید کسی اصلاح کی ضرورت ہے اور کوئی تجاویز ہیں تو وہ وزیر قانون صاحب کو بتائیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ کے ذہن میں ایسی تجاویز ہوں جس واقعہ کے متعلق آپ نے بات کی ہے۔ اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ طریق کار اختیار کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تو آپ وزیر قانون سے یہ بات کر کے دیکھ لیں شاید اس میں آپ کی تسلی ہو جائے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب وزیر قانون کوئی حدیث تو نہیں ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! میں اور آپ بھی اس ملک کے صوبے کے معزز شہری ہیں پولیس تشدد کی یہ کوئی ایک واردات نہیں۔ یہ تو ایک نمونہ ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ تجاویز پیش کریں۔ میرے پاس تو اس سلسلے میں thesis ہیں۔ جو پولیس تشدد پر میں لکھنا چاہتا ہوں، جو پیش بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ پولیس تشدد کے بارے میں اس ایوان میں بحث کروائیں تاکہ اس صوبے کے شریف شہریوں کی

جان و مال کی حفاظت کی جا سکے۔ آپ تو اسلامی حکومت کے بھی دعویدار ہیں ۔ یہاں آپ کے ایک عالم دین قاری سعید الرحمن تشریف رکھتے ہیں۔ مقاصد شریعت میں دوسرا یہ قصاص کا قانون اس لیے آیا ہے تاکہ تحفظ جان کو یقینی بنایا جا سکے۔ اور پورا شرعی قانون اس کے گرد گھومتا ہے۔ اور پولیس جو عوام کی جان و مال کا تحفظ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ جو مظلوموں کی داد رسی کرنے کے لیے قانونی طور پر پابند ہے۔ اگر وہ سر عام بازار میں غریب لوگوں کی شریف شہریوں کو قتل کرنا شروع کر دے۔ پیسے بٹورنے کے لیے رشوت لینے کے لیے یہ کام شروع کر دے تو پھر جناب والا یہ بات اگر چل نکلی تو کہاں تک پہنچے گی۔ جس آدمی کا قتل ہوتا ہے جو مرتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ "ایک شخص کاناحق قتل پوری انسانیت کا قتل ہے" کس منہ سے جناب یہ اسلام کا نام لیتے ہیں۔ آپ خود ہی بتائیں آپ کے صوبے میں کس قدر پولیس تشدد ہو رہا ہے کہ نوابزادہ غضنفر علی گل جیسے لوگ بھی محفوظ نہیں۔ جناب والا! آپ اس کو پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہ سمجھیں۔ نعیم شیخ جس کے بارے میں میں نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے وہ میرا کوئی رشتہ دار نہیں لیکن مسلمان ہونے کے ناتے سے ایک بھائی ہے۔ مسلمان ایک جسد واحد کی طرح ہیں۔ اگر کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سب کو پہنچتی ہے میں نے ایک مسلمان کی حیثیت سے تکلیف کو محسوس کیا ہے اور یہ تحریک التواء پیش کی ہے ان کے پاس اخلاقی اور قانونی طور پر کوئی جواز نہیں کہ یہ پولیس کا دفاع کریں۔ جناب والا! ہم یہاں لوگوں کے حقوق کی بات کرنے آئے ہیں پولیس کا دفاع کرنے کے لیے نہیں آئے۔ قاتلوں کا دفاع کرنے نہیں آئے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس تشدد کی میری اس تحریک التواء کو خاص طور پر منظور کیا جائے۔ میں اس تحریک التواء کی اہمیت کے پیش نظر اس بات پر زور دیتا رہوں گا کہ اسے بحث کے لیے منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس شخص کو جس کے ساتھ یہ واقعات اور حادثات خود ہوئے ہوں۔ جو آدمی اذیت کے ان مراحل سے خود گزرا ہو۔ میں وزیر قانون کی توجہ آپ کی وساطت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو حکومت وقت کے عذاب کا خود شکار رہ چکا ہو۔ اذیت کے مراحل سے گزر چکا ہو اسے ایس۔پی' ڈی۔ آئی۔جی اور کمشنر نے Haunt کیا ہو۔ اس کی عزت پہ ہاتھ ڈالا ہو۔ اس کی املاک کو تباہ کیا ہو اور اس شخص نے اس ایوان کے اندر ایک رکن کی حیثیت سے احتجاج بھی کیا ہو۔ آج اگر حالات اور واقعات کی وجہ سے قانون کا قلم دان اس شخص کے پاس ہے اس کو اپنی اذیت اندازی کو اپنے

سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر پولیس اور افسران کی Haunting حکومت کے ایما پر ہوتی ہے۔ اس سے ان کو تکلیف ہوتی تھی تو دوسروں کو بھی ہوتی ہے۔ تو آپ کس منہ سے، کس چہرے کے ساتھ اور کس ضمیر کے ساتھ۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پولیس آپ کے گھر پر چھاپہ مارے تو آپ کو پتا ہو کہ اذیت کیا ہوتی ہے۔ آپ کے اہل خانہ کو ہراساں کرے۔ آپ کی املاک اور جان و مال کی دشمن ہو تو آپ کو پتا ہو کہ اذیت کیا ہوتی ہے۔ آپ ہنسیے نہیں، آپ کو حیا آنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب، آپ کس پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں عزت اور اس ملک کی ناموس کے پوائنٹ پر بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ملک وزیر علی:

نہ ہنسو اے اہل ساحل اہل طوفاں پر
کبھی ایسا ہوتا ہے کنارے ڈوب جاتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اور یہ بدمعاشی کے زور پہ زیادہ دیر حکومت نہیں کر سکتے۔ یہ پولیس کی کارروائیوں کو تحفظ دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ایسا ہوتا ہے۔ اور جب آپ کے ساتھ ہو گا تو آپ کو بھی معلوم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب، آپ نے بتایا تھا کہ آپ کا خاندان پری پارٹیشن سے سیاست میں حصہ

لے رہا ہے اور آپ اس ہاؤس کے تقدس اور وقار کا خیال نہیں رکھ رہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ نوابزادہ صاحب' آپ تشریف رکھیں اور ایوان کی روایات کا خیال رکھیں۔

نوابزادہ نصنفر علی گل ، جب میرا تقدس نہیں ہے تو ایوان کا تقدس کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایوان کی روایات کو پامال کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں ------ بنگش صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ چودھری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو میں مؤخر کرتا ہوں۔ اس پہ میں اپنا فیصلہ بعد میں دوں گا۔ فیصلہ دینے سے پہلے وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس ، جناب سپیکر! مجھے یہ سن کر بڑا دکھ ہوا ہے کہ میرے بھائی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی اس کا مقصد یہ تھا کہ صوبہ میں جرائم ہو رہے ہیں۔ قتل ہو رہے ہیں' ڈاکے پڑ رہے ہیں اور اس میں پولیس ملوث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پہ فیصلہ ہو گیا ہے۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس ، جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب' آپ کیا کر رہے ہیں؟ اس پہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ جی ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش صاحب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ، جناب سپیکر! ایک معزز رکن کے ساتھ ظلم ہو رہا ہو۔ زیادتی ہو رہی ہو۔ پولیس زیادتی کر رہی ہو۔ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہو اور ظلم ہو رہا ہو اور اس بات کا ایوان میں ذکر ہو رہا ہو اور اس وقت وزیر قانون مسکرا رہے ہوں اور دانت دکھا رہے ہوں تو کیا اس طرح ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ اس پہ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

مسودات قانون

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔ اب ہم غیرسرکاری ارکان کی کارروائی کو لیتے ہیں۔ اس میں جناب خالد لطیف کاردار صاحب کا بل ہے۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لیے اس کو کل تک مؤخر کرتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان) ، جناب والا! دستی صاحب سے ارشاد فرمائیں کہ وہ مستورات سے گفتگو بند کریں یا پھر میری سیٹ بدل دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشاد فرمایئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا! کیا غیر محرم کے ساتھ بات کرنا جائز ہے۔ اس پہ آپ اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ خود بہتر جانتے ہیں ------- سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

مسودہ قانون (ترمیم) "سول ملازمین پنجاب" بابت 1989ء

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب بابت 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ذاکر حسین شاہ صاحب۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH: I move to amend the Punjab Civil Servants Act, 1974 (Punjab Act VIII of 1974) Whereas it is expedient to amend the Punjab Civil Servants Act, 1974, in the manner hereinafter appearing It is hereby enacted as follows:

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب آپ کی تحریک کو وزیر صاحب نے Oppose کیا تھا۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! آپ نے اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے عرض کیا نا کہ آپ نے پیش کی اور انہوں نے Oppose کیا۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! میں نے اغراض و مقاصد بیان کرنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر کر لیں۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH: In the Punjab Civil Servants Act, 1974 (Act VIII of 1974), hereinafter referred to as the said Act. Section 8-A shall be repealed.

اب جناب والا میں سیکشن آٹھ (8) آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔ جس کو میں رپیل کروانا چاہتا ہوں۔ Out of turn promotion etc

Notwithstanding anything contained in this Act or any other law for the time being or in any contract or rights claim or acquired under any judgement of any court or tribunal, a civil servant who provenly exhibits exemplary, intellectual moral and financial integrity and high standard of honesty and gives extraordinary performance in the discharge of his duties may be granted out of turn promotion or award or awards in such manner as may be prescribed.

جناب والا! یہ قانون اصول مساوات کے خلاف ہے اور صوبے کے معروضی حقائق، وقائع اور احوال کی روشنی میں، یہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کوئی honest، intellectual، اور کسی extraordinary performance کرنے والے افسر کو پروموشن مل سکتی ہے۔ اس قانون کی وجہ سے تمام سرکاری ملازمین ڈرے ہوئے ہیں۔ یہ سب moral۔honesty، intellectual یہ سب مفویات ہیں۔ یہ مادی اشیاء نہیں جن کو کسی طریقے سے ناپا جا سکے کوئی ایسا پیمانہ نہیں جس سے بتایا جا سکے کہ یہ اس کا intellectual and moral standard بہت زیادہ ہے۔ جناب والا! اس قانون کے پیچھے مصلحتیں، ذاتی اغراض اور اجماعیت کا جذبہ کار فرما ہے۔ اس قانون کی موجودگی میں کوئی سرکاری ملازم یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ قواعد کے مطابق، آئین کے مطابق، رولز اور ریگولیشن کے مطابق اپنے فرائض انجام دے گا۔ جناب والا! ان حالات میں، ان دلائل کی بناء پر، ان cogent reasons کی بنیاد اور اساس پر میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سیکشن (8) کو رپیل کر دیا جائے۔

For section 12 of the said act the following shall be substituted

namely:-

"12. A Civil Servant shall retire from service:-

(i) in the case of a person holding a post equivalent to the post of Additional Secretary to Government of Pakistan or a higher post on such date as the competent authority may in the public interest direct;

(ii) in any other case, on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits, as the competent authority may, in the public interest, direct; or

(iii) where no direction is given under clause (i) or clause (ii) on the completion of the 60th year of his age.

Explanation. In this section "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorised by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the civil servant concerned.

In order to restore the confidence of the Government Servants and to save them from victimization, it is necessary to amend the existing law as proposed in the Bill.

Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب لاءمنسٹر صاحب کچھ عرض کریں گے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن (مخدوم سید احمد محمود) : جناب والا! میرے فاضل دوست نے اپنے اس بل میں جن ترامیم کا ذکر کیا ہے وہ دراصل دو تھے' ان کی خواہش ہے کہ ہم سول سرونٹس ایکٹ 1974ء کے سیکشن 8 (A) کو repeal کریں۔ جناب والا! گورنمنٹ بنچز اس کی مخالفت کرتی ہے جیسا کہ منسٹر لاء کر چکے ہیں' اب جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ یہ سیکشن اس قانون میں متعارف کیوں کی گئی۔ جناب والا! یہ سیکشن deal کرتی ہے Out of turn promotion دی جائیگی جو exemplary, honesty, integrity and efficiency کا مظاہرہ کریں گے۔ اب جناب والا! جو قابل اعتراض چیز ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اس حق یا اس سیکشن کا سہارا لیتے ہوئے حکومت وقت نا انصافی کرے یا ان افسران کو Out of turn promotion کرے جس سے کسی اور کا حق مارا جائے۔ جناب سپیکر میں آپ کی خدمت میں اور ایوان کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ اس سیکشن کے تعارف میں یہ معانی نہیں تھے کہ کسی سے نا انصافی کی جائے۔ بلکہ اس کا جو Object تھا وہ یہ تھا کہ ان افسران کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کو incentive دیا جائے جو کہ honest ہیں hard working ہیں اور جن کا رویہ پبلک کے ساتھ اور اپنے کام کے ساتھ commitment اور conviction کے ساتھ کرتے ہیں۔ جناب والا! ہم آئے دن اخبارات میں سنتے ہیں' اس ایوان میں سنتی ہیں کہ ہمارے معزز ممبران اعتراض کرتے ہیں کہ ملک میں corruption بڑھ رہی ہے' اور corrupt officers کے متعلق شکایات ہوتی ہیں۔ تو جناب والا! جب ہمارا قانون corrupt officer کے لیے' ان کی سزا کے لیے ایسے قواعد لکھتا ہے یا بناتا ہے جس پر ان کو کوئی سزا دی جا سکے۔ تو ایسا قانون کیوں نہ ہو کہ اچھے افسران کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان لوگوں کو آگے لایا جائے جو صحیح معنوں میں اس معاشرے کی خدمت کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین----) ایک بات تو یہ ہے سر' اب دوسری بات یہ ہے جناب والا! یہ جو Out of turn promotion ملنی ہے یہ Chief Executive کے ایماء پر نہیں ہوتی' کسی کی اپنی ذاتی پسند اور نا پسند پر نہیں ہوتی' اس کے لیے بھی قواعد بنائے گئے ہیں' طریق کار بنایا گیا ہے۔ جناب والا! جہاں تک گریڈ ایک تا سولہ تک کے افسران کا تعلق ہے حکومت پنجاب نے ایک سپیشل سلیکشن بورڈ تشکیل دیا ہے جس کو پنجاب کے Additional Chief Secretary Head ہوں گے۔ اور اس میں Secretary Finance بھی ممبر ہوں

گے' Secretary Law بھی ممبر ہوں گے اور ایسے ہی Officers اس بورڈ کے ممبر ہوں گے۔ اس طرح گریڈ 17 اور اس سے اوپر کے کسی افسر کو Out of turn promotion دینی ہے تو اس کے لیے Provincial Selection Board بنایا گیا ہے۔

جس کا ہیڈ صوبے کا چیف سیکرٹری ہو گا۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ اگر کسی کو بغیر باری کے ترقی دینا مقصود ہے تو سب سے پہلے اس آفیسر کا متعلقہ محکمہ اس کی سفارش کرے گا اور اس کی سفارش اس سلیکشن بورڈ کے سامنے جائے گی۔ یہ سلیکشن بورڈ اس کو scrutinize کرے گا۔ اس کی جانچ پڑتال کرے گا۔ اس کی چھان بین کرے گا۔ اگر وہ سمجھے گا کہ واقعی ان کے جو دلائل ہیں ان کی بات میں وزن ہے تب یہ بورڈ مجاز اتھارٹی کو اس کی ترقی کے لیے کہے گا۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ بورڈ یا اس بورڈ میں جن لوگوں کے نام لیے جا رہے ہیں وہ ایسی حرکتیں نہیں کر سکتے کہ سوا تین مہینے کے اندر ایک آدمی کو سکیل نمبر 16 سے سکیل نمبر 19 تک لے آئیں۔ اس بورڈ کے ہیڈ چیف سیکرٹری ایسا نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں کے نام لیے جا رہے ہیں وہ بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ میں ایک مخصوص معاملہ اپنے انداز میں لے کر آؤں گا۔ ایک شخص کو گریڈ 16 سے صرف سوا تین مہینے کے اندر گریڈ 19 میں پہنچا دیا۔ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے اس کو گریڈ 16 سے اٹھایا۔ اس کی گریڈ 17 میں ترقی ہوئی۔ گریڈ 17 والے نے stay لیا اس کو گریڈ 18 میں کر کے گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بھیج دیا۔ وہاں کمشنر نے کہا کہ اتھارٹی ابھی نئی بنی ہے اس لیے ہم آپ کو join نہیں کرا سکتے۔ آپ واپس جائیں۔ پھر اس کو گریڈ 19 میں فیصل آباد میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اندر ڈائریکٹر فنانس لگا دیا۔ وہ وہاں اکاؤنٹنٹ تھا۔ میں یہاں جو دلائل دے رہے ہیں جو justification دے رہے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ کم از کم ان لوگوں کے نام آپ اس میں مت لائیں۔ کم از کم چیف سیکرٹری پنجاب یا جن لوگوں کے نام یہاں لئے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ وہ اس طرح کی حرکتیں کریں۔ یہ حرکتیں آپ لوگ کرتے ہیں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں بلکہ دنیا کی تاریخ میں ایسا نہیں ہو رہا ہے کہ سوا تین مہینے کے اندر ایک شخص کو گریڈ 16 سے گریڈ 19 میں ترقی دے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔

وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! میں گذارش کر رہا تھا کہ سیکشن جو introduce کیا گیا ہے اور جو دلائل میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں اس معزز ایوان کے سامنے رکھے ہیں یہ اچھے آفیسر کو incentive دینے کے لیے رکھی گئی ہے۔ یہ عوام کے مفاد میں ہے اور اس کے repeal ہونے کی ہم مخالفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک سیکشن 12 کا تعلق ہے میرے فاضل دوست نے اس پر substitution چاہی ہے۔ جو شاہ صاحب substitution کے لیے گذارش کر رہے ہیں اگر وہ مان لی جائے اگر اس میں ترمیم کر لی جائے جیسے ان کی خواہش ہے تو ہمارے اس قانون کی پہلے جو اصل شکل تھی اس پہ لے جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ترمیم کیوں کی گئی۔ جناب والا! میں ایوان کے سامنے یہ چیز رکھنا چاہتا ہوں کہ سیکشن کو اپیلٹ شریعت کورٹ میں چیلنج کیا گیا کہ یہ اسلام کی سنہ اور شرع کے خلاف ہے اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس کو uphold کیا۔ اور حکومت سے 1987ء میں کہا کہ چھ مہینے کے اندر اندر آپ اپنے قانون میں ترمیم کریں۔

جناب سپیکر! اپیلٹ شریعت کورٹ کے احکامات اور سپریم کورٹ کے احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم کی گئی۔ اس میں بنیادی چیز ڈالی گئی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے قانون میں یہ تھا۔

"A person holding a post equivalent to the post of Additional Secretary to the Government of Pakistan and a higher post on such date as the competent authority may in the public interest direct."

جناب والا! اس پرانے قانون میں جو چیز تھی وہ یہ تھی کہ کسی آفیسر کو کسی وقت بغیر کسی prior notice کے آپ compulsorily ریٹائر کر سکتے تھے۔ اب اس میں جو ترمیم کی گئی ہے اس میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ کسی آفیسر کو compulsorily ریٹائر نہیں کیا جائے گا کہ اس کو prior ntoice نہ دیا جائے۔ اور اس کو جواب کا موقع نہ دیا جائے یعنی اس کو سماعت کا موقع نہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم سے ہم نے اس قانون کو زیادہ جوڈیشل بنایا ہے۔

اس بنیاد پر میں اس سیکشن میں substitution کی بھی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! ان گزارشات کو ایوان کے سامنے رکھتے ہوئے میں آپ سے گذارش کروں گا کہ ترمیم کی مخالفت کی جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے انتہائی خوب صورت الفاظ میں جو دلائل دیئے ہیں وہ حقائق کے منافی ہیں اور ایوان کے فلور کے اوپر انتہائی خوب صورتی سے بھی اگر حقائق کے منافی باتیں کی جائیں وہ غلط ہوتی ہیں۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں کہ بغیر باری کے ترقی کن حضرات کو دی گئی ہے آیا دیانت دار اور فرض شناس لوگوں کو ترقی دی گئی ہے یا خاص لوگوں کو دی گئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری صداقت علی: جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہمارے جو پی۔سی۔ایس افسران ہیں ان کی عرصہ سے normal ترقی رکی ہوئی ہے۔ اور جو subordinate judiciary ہے۔ ہمارے جو سول ججز ہیں ان کی ڈی پی سی ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ ایک ملازمین کا طبقہ وہ ہے جن کی normal promotion رکی ہوئی ہے وہ آگے نہیں جا رہی ہے۔ ایک منظور نظر افسران وہ ہیں جیسے وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ یہ جو قانون بنایا ہے یہ انتہائی اہل افسروں کے لیے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کرتا ہوں کہ جن افسران کو باری کی بغیر ترقی دی گئی ہے ان کی فہرست اس ایوان کی میز پر رکھنا پسند کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ گل صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: وہ میری بات کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: He must know the construction of a point of order. I do my home work. I think, my point of order was quite valid.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ شاباش کے حق دار ہیں۔ آپ ہوم ورک کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ آپ اندازہ لگائیں کہ کس طرح فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو غلط طریقے سے مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ میں وہ آپ کے سامنے پڑھتا ہوں اور اس ایوان میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے میں یا سپریم کورٹ کے فیصلے میں یہ ثابت ہو جو میں آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں اور جس کو میں repeal کرانا چاہتا ہوں۔

"…. on such date after he has completed 10 years service qualifying for pension or retirement."

جناب والا! 10 سال کے بعد کسی سرکاری ملازم کو چھٹی دی جا سکتی ہے۔ یہ کہاں شریعت کورٹ میں لکھا ہے کہ جس کو چاہیں 10 سال کے بعد کان پکڑ کر باہر نکال دیں۔ یہ شریعت کورٹ نے فیصلہ کیا تھا۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا تھا۔ یہاں اسمبلی موجود تھی کیوں یہاں قانون سازی نہیں کی گئی اس لیے جاگیردار مزارعین کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ جناب والا! وہ فیصلہ جو فیڈرل شریعت کورٹ نے کیا تھا وہ میں اس ایوان میں پیش کروں گا۔ جو سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے یہ اس کی روح کے منافی ہے۔ اس کی spirit کے منافی ہے۔ اور وزیر موصوف نے سپریم کورٹ کے فیصلے کو فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو غلط پیش کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب شکریہ۔ اب سوال یہ ہے،

کہ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک نامنظور کی گئی)

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اس کو پیش کریں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مذاکرات یا دیگر بین الاقوامی اداروں کے توسط سے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ

معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنائے جانے والے---

جناب ڈپٹی سپیکر. بیگم صاحبہ، فضل حسین راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوگئے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا' جو مسئلہ یہاں اس قرارداد کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے یہ مسئلہ ابھی اسی سیشن میں قومی اسمبلی میں زیر بحث آ چکا ہے۔ اور جو چیز ابھی اسی جاری سیشن میں قومی اسمبلی میں بحث کے لیے پیش ہو چکی ہے اور اس ایوان کے اندر اس معاملے کو نمٹا دیا گیا ہے' اس کو یہاں دوبارہ چھیڑنا ہمارے لیے مناسب نہیں۔ ابھی یہ بحث ہو چکی ہے اور اس پر اتنی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے کہ اس قرارداد کو یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر آپ ایسے ماحول کے اندر ایسی قراردادیں پیش کریں گے تو خدا بہتر جانتا ہے' اس کا نتیجہ ہمارے حق میں اچھا نہیں' برا نکلے گا۔ جب مرکزی حکومت بار بار قومی اسمبلی میں یہ کہہ چکی ہے کہ ہم اس بیراج کی تعمیر کے خلاف ہیں اور ہماری حکومت نے دوسری حکومت کو convey کر دیا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر. راہی صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل، میں اسی کے مطابق بتاتا ہوں کہ کس رول کے تابع انہیں اجازت نہیں ہے۔ جناب سپیکر' یہ پوائنٹ آف آرڈر کا جو طریق کار چلا ہوا ہے' میں آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں،

184(8) "A member shall not raise a point of order-

e- When a question on any motion is being put to the Assmebly:or"

اب یہ موشن اسمبلی میں put ہو رہی تھی۔ اس وقت کسی کو بھی ٹوکا نہیں جا سکتا۔ اس وقت کیا پتا کیا مرحلہ ہے؟ وہ ابھی بول رہے ہیں' اپنی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں' موشن کو put کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے کر دیا پوائنٹ آف آرڈر۔ اس طرح سے سپیکر کو اجازت نہیں دینی چاہیے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر. موہل صاحب کی بات صحیح ہے' بیگم صاحبہ' آپ فرمائیے۔

معاہدہ سندھ طاس کے تحت دولر بیراج کی تعمیر کی روک تھام

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب سپیکر، میں بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی تھی کہ غالباً یہ پہلی مرتبہ ایسے ہوا ہے کہ کسی معزز رکن کو کوئی تحریک پیش کرتے ہوئے interrupt کیا گیا ہے اور درمیان میں اس کو منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں ایسی مثال اس سے پہلے کوئی نہیں۔ بہت افسوس کی بات ہے۔ ابھی سے ان کی نیتیں دیکھ لیں کہ کیا ہیں۔ جناب سپیکر! میں دوبارہ قرارداد پیش کرتی ہوں:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مذاکرات یا دیگر بین الاقوامی اداروں کے توسط سے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنائے جانے والے ووٹر بیراج کی تعمیر کو فوری طور پر روک دے تاکہ ملک کی سرسبز وادیاں ویران صحراؤں میں تبدیل نہ ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مذاکرات یا دیگر بین الاقوامی اداروں کے توسط سے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنائے جانے والے ووٹر بیراج کی تعمیر کو فوری طور پر روک دے تاکہ ملک کی سرسبز وادیاں ویران صحراؤں میں تبدیل نہ ہوں۔

جناب عبدالقادر شاہین، اس میں میری ایک ترمیم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا تشریف رکھیں۔ بیگم صاحبہ کو پہلے بول لینے دیں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان)، جناب سپیکر! میں بیگم صاحبہ کی اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔

جناب عبدالقادر شاہین، رولز کے مطابق مجھے ترمیم پڑھنے دیں۔ قرارداد پوری ہی اس وقت ہو گی۔

مزید برآں یہ ایوان ان سابقہ حکومتوں کی اس قومی اہم معاملے میں بے حسی پر مذمت کرتا ہے جنہوں نے اس سلسلے میں کوئی فوری قدم نہیں اٹھایا تھا۔

(نہیں، نہیں کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، "96(b)" میں لکھا ہوا ہے،

"move the resolution, in which case he shall commence his speech by formal motion in the terms appearing in the list of business."

میرا خیال ہے کہ پہلے وہ تقریر کرلیں' اس کے بعد آپ کی ترمیم آئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اس کے آگے proviso بھی پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:

"Provided that the member may, with the permission of the Speaker, authorise in writing any other member to move it on his behalf and the member so authorised may move the resolution."

نوابزادہ غضنفر علی گل: 97 اور 98 بھی پڑھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو پھر بعد میں آتا ہے۔ وہ بعد میں ترمیم دے سکتے ہیں ۔ پہلے وہ (b) کے مطابق انہوں نے تقریر کرنی ہے۔ اس کے بعد ہے کہ اگر کوئی ممبر ریزولیشن دیتا ہے۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا when the motion is moved اس کے پیش ہونے کے بعد یہ آپ کو معلوم ہو گا کہ جب مسودہ قانون پیش ہوتا ہے جب ایوان میں پیش ہو جاتا ہے۔ اس میں Argument کئے بغیر ترمیم دینی پڑتی ہے Amendment in advance دینی پڑتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولیٰ صاحب کیا آپ میری اس میں معاونت کریں گے؟

میاں منظور احمد مولیٰ: جناب والا! اس سلسلہ میں رولز اور جو روایات ہیں اس میں جس طرح محترمہ نے ریزولیشن پیش کیا ہے اب پیش ہونے کے بعد معزز رکن کی ترمیم آنی چاہیے۔ یہ طریق کار ہے۔ اس میں اور کوئی بات نہیں۔ پھر وہ ریزولیشن پر تقریر کر سکتے ہیں!

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ غالباً قرارداد مصنفہ نے اس قرارداد کو چند روز پہلے یہ قرارداد لکھی ہوگی۔ اس پر اگر ایوان کا وقت ضائع کرنا چاہیں ان کا قرارداد میں مؤقف نرم ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ صاحب زادہ یعقوب علی خان نے یہ کہا ہے ہم نے بھارت کو کہہ دیا ہے کہ یہ منصوبہ سرے سے ترک کر دیا جائے ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ روک دیا جائے یہ کہتے ہیں روک دیا جائے ترک نہ کریں۔ ہم

تو ان سے بہت آگے ہیں۔ جناب والا! ان کا موقف کمزور ہے۔ یہ بھارت کی حمایت کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ پھر کوئی آمر آئے تو پھر یہ شروع کر دیں۔ ہم اب ایسی صورت حال چاہتے ہیں کہ وولر بیراج کا منصوبہ ترک کر دیا جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ روک دیا جائے۔ (شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میں خضنفر علی گل صاحب اور رانا صاحب سے عرض کروں گا کہ cross talk نہ کی جائے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جب شاہ صاحب نے فرما دیا چونکہ یہ مسئلہ اتنا نازک مسئلہ ہے۔ جس میں پاکستان کی 62% آبادی کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ اور وہ بھی پاکستان اور پنجاب کے سپوت ہیں۔ کوئی غدار نہیں دشمن نہیں ہم ان سے کم وفادار ہیں ہم سب ایک ہیں جب شاہ صاحب نے فرما دیا کہ اس پر رضامند ہیں تو پھر اس کو باتفاق رائے منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب جاوید محمود گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب کوئی پنجاب کے حقوق غصب کرے تو رانا صاحب کی پنجابیت ختم۔ ہم ان سی پوچھتے ہیں کہ ہم سے بڑا کون پنجابی ہے یہ آپ کے پنجاب والوں کی پنجابیت ملوکیت ہے کہ ہم پنجابی کہتے ہیں کہ وولر بیراج کی بنیاد کے متعلق سوچا گیا کہ اس حکومت کے زمانے میں اس کے لیے مذمت کی جائے اور اگر کوئی بیراج بنانے تو اس کی بھی مذمت کی جائے۔ ہم پنجاب کے حقوق کو جو غصب کرتا رہا ہے۔ اس کی بھی مذمت کی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اس صوبے کے ساتھ غداری کرنے والے کو کبھی اس صوبے کے لوگ معاف نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب تشریف رکھیے۔ رانا صاحب تشریف رکھیے۔ جی پارلیمانی سیکرٹری قانون

جناب سپیکر! بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی قرارداد ہے میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اس ایوان کی رائے ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ مذاکرات یا دیگر بین الاقوامی اداروں کے توسط سے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنائے جانے والے وولر بیراج کی تعمیر کو فوری طور پر روک دے تا کہ ملک کی سرسبز وادیاں ویران صحراؤں میں تبدیل نہ ہوں اور سندھ طاس کو کسی صورت میں re-open نہ کیا جائے یہ میری ترمیم

ہے۔ جب اپوزیشن کے فاضل ممبران اس قرارداد کے حمایت کرتے ہیں تو میری یہ گذارش ہے۔ اس موضوع کو سیر حاصل بحث کے لیے ایوان میں پیش کیا جائے تا کہ معاملہ کھل کر سامنے آئے۔ اور کسی صورت میں ڈولر بیراج کی تعمیر نہ ہو سکے۔ نہ بھارتی حکومت کر سکے اور نہ کوئی اور ایجنسی کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز ممبران سے میری گذارش ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! یہ روایت ہے جب کوئی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو آپ اس کو سنیں۔ اگر آپ نہیں سنیں گے تو آپ رولز کے مطابق نہیں چل رہے ہیں۔ اور مجھے اس پر بہت افسوس ہے کہ جانب داری برت رہے ہیں۔ اور ان کا یہ حق بنتا ہے کہ جب میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں تو یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر سنیں۔ اور ان کو آپ روکیں۔ آپ کے ایوان میں غلط کارروائی ہو رہی ہے۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی گردن اس طرف کیے ہوئے تھے۔ اور قرارداد پیش ہونے دی اور ان کو چانس دیا کہ وہ اس کو move کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ لہجے کو ذرا درست کر لیں۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں یہ بات کسی کی ذات کی نہیں آپ اس وقت چیئر سے مخاطب ہیں۔ میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ ایک اچھے پارلیمنٹرین کی طرح اپنے لہجے پر کنٹرول کریں۔ اپنے الفاظ پر کنٹرول کریں اگر آپ اچھے پارلیمنٹیرین بننا چاہتے ہیں اور آپ ہیں آپ صرف حوصلے اور تحمل سے اپنے الفاظ پر غور کیجئے۔ آپ راہی صاحب تشریف رکھیے۔ راہی صاحب میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیے۔ میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ (شور) میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔ (شور)

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں۔ دیکھیں، بات سنیں کہ یہاں کسی کی ذات کی بات نہیں۔ جو ادھر سے مخاطب ہے وہ چیئر سے مخاطب ہے آپ کے تمام حقوق، آپ کی تمام چیزیں آپ کے پاس ہیں۔ اور آپ راہی صاحب! آج ہی ہاؤس میں بیٹھے تمام معزز اراکین اور خاص طور

پر آپ کی طرف بیٹھے ہوئے دوست یہ بات جانتے ہیں کہ آپ جو الزام لگاتے ہیں کہ چیئر impartial نہیں اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب رولز کے تحت کوئی بات ہے تو اس سلسلے میں آپ نے آج ہی دیکھا ہے کہ آپ کے حقوق اور استحقاق کے لیے چیئر ہمیشہ impartial رہی ہے۔ میری آپ سے گذارش یہ ہے کہ آپ تھوڑا سا حوصلے سے کام لیں۔ تحمل سے کام لیں۔ آپ جب بات کرتے ہیں تو چیئر کو مخاطب ہوتے ہیں۔ کسی کی ذات کی تو بات نہیں ہے۔ یہاں پر اگر آج میں ہوں۔ مسٹر سپیکر ہیں۔ تو کل کو جیسے آپ بات کرتے ہیں کوئی بھی یہاں پر بیٹھ سکتا ہے۔ بات چیئر کی ہے۔ اس کے تقدس کی ہے۔ میں آپ سے یہ گذارش کروں گا درخواست کروں گا کہ تحمل سے ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں۔ اور آپ ایک اچھے پارلیمنٹیرین کی طرح حوصلے اور تحمل سے کام لیں۔ اپنے لہجے' اپنے اخلاق اور اپنی باتوں پر پارلیمنٹیرین کی حیثیت سے غور کریں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔ اس معزز ایوان کا decorum آپ نے بحال رکھنا ہے اور یہ آپ کی نیک نامی ہے۔ (قطع کلامی) جناب! یہی بات کہنے لگا تھا چودھری فاروق صاحب سے کہ بات ابھی ہو رہی تھی آپ نے وہ ترمیم پیش کر دی۔ ابھی تو یہ مسئلہ قانون کے تحت پوچھا جاتا کہ کیا بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کے بعد۔

ایک معزز رکن (حزب اختلاف)۔ جناب والا! وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آدھے گھنٹے کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں) میری عرض سن لیجئے۔ میں فاروق صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ ابھی تو ہم اس بات پر یہ بات دیکھ رہے تھے کہ منظور مولیٰ صاحب سے میں نے عرض کیا کہ مجھے assist کریں۔ کہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے جو قرارداد پڑھی ہے کیا اس کے بعد ہم ترمیم لا سکتے ہیں یا ان کی تقریر کے بعد لا سکتے ہیں؟ میری تمام دوستوں سے یہ گذارش ہے کہ کسی بھی ایشو پر جب آپ بات کرتے ہیں اس کو ذرا دیکھ لیجئے کہ کہیں کوئی بات ایسی تو نہیں نکل رہی جس پر بلا وجہ یہ تلخی پیدا ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ اگر اکرام ربانی صاحب ترمیم دیتے ہیں۔ آپ بھی پیش کرتے ہیں وہ آجائیں گی اور ان پر بحث ہو جائے گی۔ حالات کو اس انداز سے ہم چلائیں کہ جو اتنا اہم مسئلہ ہے وہ اس ہنگامے کی نظر نہ ہو بلکہ اس پر بحث ہو۔ یہاں جو معزز دوست پنجاب اسمبلی کے حزب اختلاف کے بیٹھے ہیں مجھے یقین ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان کو

بھی پنجاب سے اتنا ہی پیار ہے جتنا آپ کو ہے' مجھے ہے اور پنجاب میں رہنے والے کسی دوست کو ہے۔ تو اس کو اگر بلاوجہ ہم ہنگامے کی صورت دے دیں گے تو پھر اصل بات کی اساس ختم ہو جائے گی۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ تحمل سے پیار سے اس بات پر جو کسی کا Point of view ہے۔ اس کے حق میں ہے اس کے خلاف ہے وہ بولے۔ تو اس سلسلے میں میں گذارش کروں گا کہ---

رانا پھول محمد خان. جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں گذارش کروں گا کہ اس ہاؤس کا طریق کار یہ رہا ہے کہ جب کوئی قرارداد پیش ہو---

جناب ڈپٹی سپیکر. رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان. جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر. جناب والا! یہ پوائنٹ آف وزارت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان. جناب والا! میں اس قرارداد کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی' فرمایئے۔

جناب فضل حسین راہی. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی' راہی صاحب! آپ پہلے فرمایئے۔

جناب فضل حسین راہی. جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئی ممبر جو اس ہاؤس کا ممبر ہے اگر محسوس کرتا ہے کہ کارروائی غلط سمت جا رہی ہے' وہ جب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو سپیکر صاحب کا یہ فرض نہیں کہ وہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر کو entertain کریں۔ اس کو dispose of کریں۔ اور ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ ممبر جو کارروائی میں حصہ لے رہا ہے کہ اس کے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہونے کے بعد وہ اپنی چیز پر بیٹھ جائے؟ آپ ذرا اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. راہی صاحب! آپ نے بالکل درست فرمایا کہ جب پوائنٹ آف آرڈر پر ایک معزز رکن کھڑا ہوتا ہے تو سپیکر کو فوری طور پر اس کی بات سننی چاہیے۔ آپ نے جو دوسری بات فرمائی وہ بھی درست ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میری اس وقت ویسے استدعا یہ تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب! آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ نے دو باتیں خوب صورت پوچھی ہیں تو ان کا جواب بھی لے لیجئے اور آپ تشریف بھی رکھیں۔ آپ نے تو بات کر لی۔ میری بات بھی سن لیجئے۔ اس میں بات صرف یہ ہے کہ آپ نے جو بات جس شور میں فرمائی یہ شور ہو رہا تھا۔ کیا آپ اس میں یہ سمجھتے ہیں کہ بعض اوقات ہو سکتا ہے کہ یہ توجہ دوسرے آدمی کی طرف مخاطب کئے جا رہا ہے اس کے کانوں میں یہ بات نہ پڑے آپ خود دیکھتے ہیں کہ جب بیس دوست کھڑے ہوتے ہیں اور چیئر کی طرف سے بات ہوتی ہے کہ خاموش رہیں دوستو۔ آپ سے گذارش ہے کہ تشریف رکھیں۔ آپ سے گذارش یہ ہے کہ آپ چپ کر جائیں تو اس وقت کیا پوزیشن ہوتی ہے؟ یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی بات صحیح ہے کہ سپیکر کو ایک معزز رکن کے پوائنٹ آف آرڈر پر فوری طور پر توجہ دینی چاہیے۔ اور جو آپ نے دوسری بات فرمائی ہے میں تمام دوستوں سے گذارش کروں گا کہ آپ کی اسی بات پر آپ بھی غور فرمائیے کہ جب پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو اور سپیکر یا چیئر یہ کہے تو آپ بیٹھ جایا کریں۔ یہ تمام دوستوں سے گذارش ہے۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میرے کھڑے ہونے کے باوجود بار بار میرے کہنے کے باوجود آپ توجہ نہیں دے رہے تھے۔ آپ مجھے اگر یہ کہتے کہ راہی بیٹھ جاؤ تو پھر وہ معاملہ دوسرا ہے۔ آپ توجہ نہیں دے رہے اور میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ ایک ایسے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! یہی بات آپ common sense کی استعمال کریں کہ میں آپ کی بات نہیں سن سکا ورنہ میں آپ سے ضرور کہتا کہ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ میرے نزدیک جب ایک آدمی کھڑا ہوا ہے تو وہ غیر قانونی طور پر کھڑا ہوا ہے۔ وہ جتنا اس نے پڑھا ہے قرارداد کا حصہ بنانے کے لیے وہ غلط پڑھا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں تھی اور میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں جو وہ پڑھ رہے ہیں۔ پہلے انہیں آپ سے پوچھنا چاہیے۔ انہیں دو تین clear دنوں سے پہلے یہ ترمیم بھیجنی چاہیے۔ جو رولز کی باتیں ہیں وہ میں آپ سے کرنے والا تھا۔ لیکن جب آپ نے اس کی پوری کی پوری جو وہ پڑھنا چاہتا تھا وہ پڑھا لیا پھر اس کے بعد مجھے آپ سے بات کرنے کا فائدہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جب انہوں نے پڑھ لی تو آپ یہ دیکھتے۔ میں اس میں فیصلہ کیے دیتا ہوں۔ کیا اس چیز کو valid قرار دیتا ہوں۔ in valid قرارداد دیتا ہوں۔ کیا کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میری یہ کوشش تھی کہ ایک فالتو پروگرام میں جو وقت ضائع ہو رہا ہے اس کو بچا لوں۔ میرا یہ مسئلہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری یہ گذارش ہے کہ آپ وقت کی قدر کریں اور آپ بیٹھ جائیے۔ جی بیگم صاحبہ!

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! میں بڑی مودبانہ گذارش کرتی ہوں کہ اس ہاؤس میں صرف جناب فضل حسین راہی نہیں ہیں۔ اور بھی اراکین ہیں اور ان کا بھی اتنا ہی استحقاق ہے کہ وہ اپنا غصہ بھی دکھائیں اور اپنا غم بھی دکھائیں اور اچھل اچھل کر دکھائیں۔ ان کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ یہ کسی کو نہ بولنے دیں اور اپنے آپ کو اب نہ سمجھیں۔ وہی حق خدا نے ہمیں دیا ہے۔ وہی خدا ہمارا ہے جو خدا تمہارا ہے۔ لیکن شاید تم اس کو نہیں مانتے تم کسی اور خدا کو مانتے ہو۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ سے اور آپ کی اس کرسی سے اپنا حق مانگتی ہوں اور بولنے کا حق مانگتی ہوں۔ جناب والا! مجھے میرا حق دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بیگم صاحبہ! آپ فرمائیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! جس وقت میں نے قرارداد پیش کی اور اپوزیشن کی طرف سے لوگوں بار بار پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے شروع کیے تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ ابھی بات کر لیں۔

جناب عبدالقادر شاہین، جناب والا! بیگم صاحبہ سے فرمائیں کہ وہ الفاظ "بے دین" واپس لیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب والا! میں نے بے دین نہیں کہا۔ میں نے بے دین نہیں کہا۔ میں نے جو نہیں کہا وہ میں نہیں مانوں گی۔ میں نے وہ نہیں کہا۔ جو میں نے نہیں کہا وہ میں نہیں مانوں گی۔ یہ عورت کا احترام ہے؟ جب میرے منہ پر میرے اوپر بہتان بازی کرتے ہیں۔ الزام تراشی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری یہ گذارش ہے کہ بیگم صاحبہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا! اس طرح ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وہ ہمیں بے دین کہہ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کا دین اور ہے اور میرا دین اور ہے۔ (قطع کلامیاں)

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! میں یہ عرض کرتی ہوں۔۔۔

(قطع کلامیاں)

اور جناب والا! آپ مجھے بولنے کی اجازت دیں گے یا نہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا! بیگم صاحبہ بڑے زور و شور سے بات کر رہے ہیں لیکن ان کی بات ہماری سمجھ میں ابھی تک نہیں آئی۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: آپ کی سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی۔ افسوس صد افسوس۔ جیسے کورے آئے تھے ویسے ہی کورے چلے جائیں گے۔ کس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ جناب والا! اگر ان کے پاس سمجھ ہوتی تو ان کو ایک عورت کی انگلی پکڑ کر آنا پڑتا یہ کسی مرد ذات کو سامنے لے کر آتے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اماں حوا بھی ایک عورت تھی اور ہم عورت کے تقدس کو ہمیشہ سلام کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میری معزز اراکین سے گذارش ہے کہ یہ جس چیز پر بات ہو رہی ہے آپ اس پر concentrate کریں۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میری آپ سے گذارش ہے کہ میری دوست جس پوائنٹ پر بولنا چاہتی ہیں اسی کے اوپر یہ بولیں بجائے اس کے کہ یہ خواتین کے معاملے پر بولیں۔ جو انہوں نے پوائنٹ اٹھایا ہے اسی کے اوپر یہ بات کریں۔ بجائے اس کے یہ ادھر ادھر کی بحث کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ بیگم صاحبہ۔ آپ نے بجا فرمایا۔ میری بشریٰ رحمٰن سے گذارش ہے کہ آپ اسی پر بحث کریں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں بات کروں گی ان کو روکنے ٹوکنے کا

اتنا شوق ہے اتنا شوق ہے کہ یہ اس شوق میں مرے جاتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ نے جناب راہی صاحب کو ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی تھی مگر ادھر سے وہ کھڑے ہو گئے آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں کہ آپ ترمیم پیش کرنے کی اجازت دے چکے ہیں۔ اور میں یہی پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیگم صاحبہ کی بات ذرا سن لیں۔ بیگم صاحبہ' کیا آپ اس پر اپنی تقریر کر رہی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میں وول بیراج پر بولنا چاہتی ہوں لیکن اگر یہ لوگ کوئی اور موضوع بیچ میں لانا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اپنی خطا ہے میری نہیں۔ جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ۔ اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ اس سے پہلے قانون کے مطابق فیصلہ یہ ہوا تھا کہ رانا صاحب کی ترمیم کے بارے میں دیکھ لیں کہ اس کی کیا پوزیشن؟

بیگم بشریٰ رحمٰن، کس کی ترمیم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ رانا اکرام ربانی صاحب کی ترمیم ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب والا! میں نے سنا ہی نہیں کہ انہوں نے کس قسم کی ترمیم پیش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی تو انہوں نے کی نہیں۔ کرنی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، اچھا جناب' میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ بھی محرک کی رضا پر ہوتا ہے کہ آیا وہ ترمیم کو بیچ میں شامل کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔

رانا اکرام ربانی، جناب والا! میں بیگم بشریٰ رحمٰن کی طرف سے پیش کردہ قرارداد کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مذاکرات یا دیگر بین الاقوامی اداروں کے توسط سے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنائے جانے والے وول بیراج کی تعمیر کو فوری طور پر روک دے تا کہ ملک کی سرسبز وادیاں ویران صحراؤں میں تبدیل نہ ہوں مزید برآں یہ ایوان سابقہ حکومتوں کی اس قومی اہم معاملہ میں بے حسی پر مذمت کرتا ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں کوئی فوری قدم نہیں اٹھایا"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! رول 98 کے تحت میری گذارش ہے کہ اس رول کو معطل کرتے ہوئے میری ایک ترمیم ہے کہ لفظ "روک" کو بدل کر "ترک" کر دیا جائے۔ جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ بیراج کی تعمیر روک دی جائے اس لفظ کو بدل کر "ترک" کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق): جناب والا! اسی رول کے تحت ہی میں نے ایک ترمیم دی تھی کہ "سندھ طاس معاہدہ کو re-open نہ کیا جائے"

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ حکومت پاکستان کے اختیار میں نہیں یہ ہندوستان کے اختیار میں ہے روک دینا پاکستان کے اختیار میں ہے کہ اگر وہ ہمارے احتجاج پر نہ رکیں تو ہم عالمی عدالتی انصاف میں جائیں اور اگر نہ رکیں تو ہم اپنی فوج سے اس سے لڑائی کریں۔ روکنا ہمارا کام ہے ترک کرنا ان کا کام ہے۔ لہٰذا یہ ترمیم نہیں ہو سکتی۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: پوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب وزیر قانون ہیں یا کہ دریشک صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! پہلے میری ترمیم کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے یہ ترمیم میں پہلے پیش کر چکا ہوں۔ آپ میرے الفاظ سن لیں۔ پہلے میری ترمیم کا فیصلہ کر لیں اس کے بعد یہ اپنے الفاظ اس میں شامل کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ پہلے میری ترمیم کے بارے میں فیصلہ دے دیں کہ رول 98 کے تحت آپ مجھے اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ میں جناب یہ کہتا ہوں کہ یا جو بشریٰ رحمٰن کی تحریک ہے جس میں اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مذاکرات یا دیگر بین الاقوامی اداروں کے توسل سے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوار بیراج کی تعمیر کو فوری طور پر روک دے تو اس روک کی بجائے "ترک" کا لفظ آ جائے۔ یہ جناب والا میری ترمیم ہے لہٰذا آپ اس پر فیصلہ صادر فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! یہی تو میں عرض کرتا ہوں کہ جس ترمیم کا آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس کے متعلق تو فاروق صاحب بات کر رہے تھے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ ضرور کریں مگر علیحدہ کریں۔ میری تو ایک لفظ کی ترمیم تھی۔ کہ لفظ "روک" کو لفظ "ترک" کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہی ترمیم اس وقت پیش ہو رہی تھی جب میں نے ان سے یہ کہا کہ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں پہلے رانا صاحب کی ترمیم آ جانے دیں اس کے بعد بات ہو گی۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو جناب thesis پڑھ رہے تھے میں تو ایک لفظ کی بات کر رہا ہوں۔ اور رول 98 کے تحت کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات تو یہی ہے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، چلو جناب والا مشترکہ کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون ، جناب سپیکر! آپ پہلے میری ترمیم لے لیں اس کے بعد اگر وصی ظفر صاحب مناسب سمجھیں تو یہ بھی بعد میں پیش کر دیں۔ میں نے وہاں پر یہی کہا تھا کہ یہ جو الفاظ ہیں کہ فوری طور پر روک دیں اس پر میں نے یہی بولا تھا کہ فوری طور پر ترک کر دیں کہ ملک کی سرسبز وادیاں ویران صحراؤں میں تبدیل نہ ہوں۔ اور سندھ طاس معاہدہ کو دوبارہ re-open نہ کیا جائے۔ یہ میں نے ترمیم پیش کی تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری اور ان کی تحریک کو combine کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز رکن فاروق صاحب اور جناب وصی ظفر کی ترمیم کی اجازت دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قواعد کی رو سے جو پارلیمانی سیکرٹری پرائیویٹ ممبر نہیں ہوتا اس لیے یہ ترمیم نہیں دے سکتا۔ آپ رولز پڑھ لیں اور منظور موہل صاحب سے اس بارے میں پوچھ لیں۔

He cannot move an amendment into private Member's Resolution becuase he is not a Private Member

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کوئی رول quote کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب میں رول quote کر رہا ہوں۔ جناب والا! اگر ہم نے ہی آپ کو پڑھانا ہے تو پھر ہمارا کیا حال ہو گا؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں آپ کو زبانی بتا دیتا ہوں۔ جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ کوئی پارلیمانی سیکرٹری اور کوئی منسٹر پرائیویٹ ممبرز ڈے پر کسی قسم کی کوئی motion پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بڑی واضح بات ہے اگر اس پر آپ کو رولز چاہیے تو آپ کو رول کا نمبر بتانا باقی ہے باقی بات واضح ہے۔

رانا اکرام ربانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر یہ introduction میں لکھا ہوا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب---

MR. FAZAL HUSSAIN RAHI: This was my point at that time.

جب میں نے کہا تھا کہ آپ بڑی تیزی کرتے ہیں۔ آپ بڑی تیزی سے فیصلے کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ کیا کرتے ہیں؟

RANA IKRAM RABBANI: Chapter 1, Introduction, 2(p) reads:

"Private Member" means a member who is not a Minister or Parliamentary Secretary;"

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں valid قرار دیتا ہوں۔

RANA IKRAM RABBANI: Thank you, Mr. Speaker Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مذکورہ قرارداد کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے "مزید برآں یہ ایوان سابقہ حکومتوں کے اس قومی اہم معاملہ میں بے حسی پر مذمت کرتا ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں کوئی فوری قدم نہیں اٹھایا"۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بیگم صاحبہ---

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! ترمیم جو ہے اس کے لیے یہ بہت لازمی ہے کہ اس کا تعلق قرارداد کے اصل متن اور اس کی رو سے ہو۔ یہ نہیں کہ دور بار کی کوئی لا کر آپ لگائیں۔ جناب رول نمبر 172 دیکھیے اور پڑھ کر ان کو سنائیے کہ یہ ترمیم جو رانا صاحب پیش کر رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی مخالفت میں بول رہی ہیں؟

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب مجھے وہ منظور نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! فرمائیے--

بیگم بشریٰ رحمٰن: مجھے یہ حق پہنچتا ہے۔ ان کو یہ حق ہے کہ وہ جون سی ترمیم رکھنا چاہیں رکھیں اور جو نہ رکھنا چاہیں نہ رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل حق پہنچتا ہے۔ آپ فرمائیے--

بیگم بشریٰ رحمٰن: مجھے یہ منظور نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ منظور کریں یا نہ کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بیگم بشریٰ رحمٰن کو صرف ایک دفعہ منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار تھا۔ اس کے بعد کوئی اختیار نہیں ہے منظور یا نامنظور کہا ہے۔ ان کو بار بار ہے اختیار ان کو بار بار ہے اختیار۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میں تو ماشا وکلا مسلمان ہوں۔ میں دوبارہ ایجاب و قبول میں جانا ہے نہیں چاہتا لیکن جو ایک مرتبہ حق استعمال ہو گیا ہے۔ یہ قاری سعید الرحمن صاحب ہیں۔ مولانا چنیوٹی صاحب بیٹھے ہیں یہ عورتوں کے معاملے میں بڑے sensitive ہیں۔ (قہقہے)

وہ بتائیں گے کہ منظور کرنے کا ایک ہی مرتبہ حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ آپ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ کیا آپ اس پر بولنا چاہیں گی؟

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! یہ تو میری قرارداد سے relevant ہی نہیں ہے۔ میں جس کی مخالفت کر رہی ہوں مجھے اس کے حق میں بولنے کی اجازت دیجیے۔ وہ تو میں نے رد کر دی ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ اس کا فیصلہ ابھی دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، سپیکر صاحب! بائیں طرف بھی کچھ لوگ رہتے ہیں۔

(قہقہے)

آوازیں، بائیں طرف نہیں جناب دائیں طرف۔۔۔

CHAUDHRY MOHAMMAD AZAM CHEEMA. Please do not always keep to the left.

جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب میں نے بیگم صاحبہ سے یہ پوچھا تھا کہ وہ قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے بولنا چاہتی ہیں۔ آپ بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جی جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL. Point of Order Sir. He cannot speak because he is an Advisor.

چودھری محمد اعظم چیمہ، نوابزادہ صاحب ذرا رول نکالیں اور پڑھیں۔ میں کوئی ضد کرنے والا آدمی نہیں۔ آپ رول نکالیں۔ جلدی کریں۔ Please quote the rule.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am quoting the rule. Give me a Chance.

CHAUDHRY MOHAMMAD AZAM CHEEMA. Please quote the rule

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Let me proceed with my rules because I know the rules which you know.

CHAUDHRY MOHAMMAD AZAM CHEEMA: Please quote the rules.

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب آپ فرمائیے۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب رول یہ ہے کہ آپ کو یہ علم ہے کہ ریاض فتیانہ صاحب نے ایڈوائزر

کی حیثیت سے اس روز پرائیویٹ ممبر ڈے پر قرارداد پیش کی تھی اور ہم نے اس کو subject کیا تھا پھر سپیکر صاحب Act of Privilege کو دیکھ کر اس کو بڑھ کر یہ رولنگ دی تھی اور یہ ریکارڈ پر ہے کہ Advisor is not a private member. آپ ان کی یہ رولنگ نکال کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. نوابزادہ صاحب آپ کس رول کا حوالہ دے رہے تھے۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ. جناب وہ رول نکالیں۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. جناب میں سپیکر صاحب کی رولنگ دے رہا ہوں۔ سپیکر صاحب کی یہ رولنگ ہے کہ فتیانہ صاحب کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔۔

Because advisor was declared an official member. It is on the record of the House.

چودھری محمد اعظم چیمہ. جناب والا بات رول کی ہو رہی ہے۔ جناب مولانا صاحب رول نکالیں۔۔۔

Perhaps he is misquoting the facts...

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I cannot understand them. They make such advisors who do not understand the sense of the rules.

جناب ڈپٹی سپیکر. چیمہ صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی چودھری صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میں نے ایک ترمیم پیش کی ہے اگر میرے اپوزیشن کے ساتھیوں کو یہ اعتراض ہے کہ بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری میں یہ ترمیم پیش نہیں کر سکتا لیکن جب انہیں اس ترمیم سے اختلاف نہیں ہے اور شخص اس بنیاد پر کہ میں ترمیم پیش نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہاؤس کا اتنا وقت ضائع ہو رہا ہے اس لیے اس وقت کے ضیاع سے بچنے کے لیے میں ترمیم واپس لیتا ہوں اور آپ کو گذارش کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی شروع کی جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. آپ move ہی نہیں کر سکتے۔ How can you take it back.

پارلیمانی سیکرٹری قانون. میں اپنی ترمیم پر insist نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی شکریہ۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

بیگم نجمہ حمید. میں بشریٰ رحمٰن کی قرارداد پر یہ ترمیم پیش کرتی ہوں کہ سندھ طاس کو re-open نہ

کیا جائے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب والا! مجھے یہ ترمیم منظور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راہی صاحب۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ایک Privileges & Salaries Act ہے وہ ذرا منگوا دیں اور یہ رویہ آپ کو ترک کرنا پڑے گا I am sorry to say کہ میں یہاں مانگ رہا ہوں اور ایک سے مانگتا ہوں۔ دوسرے سے مانگتا ہوں۔ تیسرے سے مانگتا ہوں جواب ملتا ہے کہ جی ایکٹ کمرے میں پڑے ہیں۔ کمرے میں کیا کر رہے ہیں؟ کیوں نہیں یہاں آ سکتے۔ ہمیں چاہییں اور ابھی چاہییں۔ آپ رول مانگ رہے ہیں اور میں آپ کو رول کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ کیوں نہیں یہاں آ سکتے؟ کیوں انکار کیا جاتا ہے؟ یہاں اسمبلی میں کیوں انکار کرتے ہو؟ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اگر آپ ایسے کریں گے تو یہ سلسلہ کیسے چلے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی تشریف رکھیں۔ آپ کو مہیا کیے جاتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں ایک بات کہتا ہوں کہ یہ Standing Order آج آپ جاری کریں کہ کوئی ممبر کسی وقت بھی کوئی Act' کوئی Privileges کوئی چیز یہاں سے متعلقہ آدمی سے حاصل کر سکتا ہے۔ ابھی آپ یہ آرڈر جاری کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بالکل بجا فرمایا۔ یہ آپ حاصل کر سکتے ہیں اور یہ آپ کو مہیا کیے جائیں گے۔

MR. FAZAL HUSSAIN RAHI: This is not the way.

کہ میں ایک سے مانگوں۔ دوسرے سے مانگوں۔ تیسرے سے مانگوں۔ اور پھر جواب ملتا ہے کہ نہیں ہیں جی کمرے میں پڑے ہیں۔ کیا یہ فضی فضی کا خاکہ چل رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talks please. میری بات سن لیجیے۔ اب اس قرارداد کی ترمیم کے حق میں یا اس کی مخالفت میں کوئی رکن اسمبلی بولنا چاہتے ہیں؟

آوازیں، ہم بولنا چاہتے ہیں؟

(1) جناب عبدالقادر شاہین۔ (2) سردار سکندر حیات خان (3) چودھری محمد وصی ظفر (4) جناب محمد اسلم گورداسپوری (5) سید ذاکر حسین شاہ (6) رانا پھول محمد خان (7) ڈاکٹر محمد افضل اعزاز (8) راجہ محمد

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ کل کا دن اس قرارداد پر بحث کے لیے پرائیویٹ ممبر ڈے declare کیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اس لیے کل کا دن پرائیویٹ ممبر ڈے کے لیے declare کیا جائے۔ اور اس پر دونوں جانب سے سیر حاصل بحث کی جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

راجہ محمد خالد، جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ کل بدھ کے دن اس قرارداد پر بحث کے لیے اس کو Private Members day declare کیا جائے۔ چونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے کل کا دن اس پر بحث کے لیے مختص کیا جائے اور اس پر دونوں جانب سے سیر حاصل بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لاءمنسٹر صاحب، میرا ذاتی خیال ہے کہ کل ساری گورنمنٹ بزنس ہو گی۔ تو یہ پرائیویٹ ممبرز بزنس کو کیسے آپ کر سکیں گے؟ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اگر آپ کل کو Private Member day declare کر دیں تو ہم اپنا جو گورنمنٹ بزنس ہے۔ اس کو اگلے ورکنگ ڈے پر لے جائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی موبل صاحب اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

میاں منظور احمد موبل، جناب والا! اس سلسلہ میں جو رول 24 ہے وہ واضح ہے۔

Rules 24:-

> The Secretary shall arrange Government business in such order as the Minister for Law and Parliamentary affairs or, in his absence, any other Minister may intimate, on behalf of the Government.

یعنی لاءمنسٹر بزنس کو arrange کرنے کا competent ہے۔ اس میں لکھا ہے تمام گورنمنٹ بزنس کا

انتظام کرتا ہے۔ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی declare کر سکتا ہے جو Parliamentary affairs کا جو منسٹر ہے۔ He can declare. He can declare...

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اس میں میری گذارش ہے کہ رول 23 میں جو چیز ہے کہ

On Tuesday no business except the private members business shall be transacted, and on all other days no business other than Government business shall be transacted except with the consent of the Leader of the House or in his absence, of the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

لا منسٹر صاحب کی اس consent کے تحت یہ کی جا سکتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پرائیویٹ ممبرز ڈے والے دن اگر یہ گورنمنٹ بزنس کرتے ہیں تو in lieu of that یہ اور پرائیویٹ ممبرز ڈے دیں گے دیں گے۔ یہ رول یہ کہتا ہے۔ جناب والا یہ سارا رول پڑھیں۔

Rules .-23

On Tuesday no business except the private member's business shall be transacted, and on all other days no business other than Government business shall be transacted except with the consent of the Leader of House or in his absence, the Minister for Law and Parliamentary Affairs;

Provided that if any Tuesday is a holiday, private member's business shall have precedence on the next working day;

Provided that if any Tuesday is appointed by the Governor for the presentation of the Budget or is allotted by the Speaker for

any stage of the Budget referred to in rule 110, a day in lieu of such Tuesday shall be set apart by the Speaker for private member's business

یہ بات ہے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے ملتوی بھی تب ہو سکتا ہے جب اس دن بجٹ پیش کرتا ہو اور ایک ہفتہ میں ایک ہی دن ہو سکتا ہے جناب والا! یہ نئے قانون نہ بنائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی موبل صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟

میاں منظور احمد موبل، جناب والا! رول 23 اور 24 میں اس کی وضاحت ہے یہ میرے فاضل رکن جو بات کر رہے ہیں وہ تو اس سلسلہ میں ہے کہ اگر پرائیویٹ ممبرز ڈے کو ختم کیا جائے یا وہ حق لے لیا جائے تو پھر گورنمنٹ کیسے اس کا انتظام کرے گی۔ یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ ہم زیادہ دے رہے ہیں۔ ایک آج اور ایک کل دے رہے ہیں۔ پرائیویٹ ممبر کو زیادہ وقت دے رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر پرائیویٹ ممبرز کو کوئی دن نہ دیا جائے بجٹ آ جائے یا کوئی اور سلسلہ آ جائے تو پھر کوئی اور دن رکھا جا سکتا ہے۔ یہ اس کے لیے ہے۔ یہاں پر تو یہ صورت حال ہے کہ آج بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے کر رہے ہیں اور کل بھی Private Members day declare کر رہے ہیں اور یہ تو ان کے حقوق میں اضافہ کر رہے ہیں اس سلسلہ میں کوئی قدغن نہیں تو اس لیے اس پر ہماری تقریریں ہونی چاہییں' کیونکہ آج وقت کم ہے کل ہی اس پر ان دوستوں کو بھی اور ہمیں بھی سب کو بولنا چاہیے۔ اگر گورنمنٹ Private Members day declare کرتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے حقوق میں اضافہ ہے اس بات میں کوئی قدغن نہیں (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر. آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ لاءمنسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اگر ضرورت پڑی تو میں ضرور آپ سے مشورہ کروں گا۔ مجھے آپ کی مدد کی اگر ضرورت پڑی تو میں ضرور آپ سے مدد لوں گا۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں گذارش کرتا ہوں آپ ایک منٹ لاءمنسٹر کی بات تو سنیں۔ جی فرمائیے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہیں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ رول کو interpret کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ آپ کسی قانونی ماہر کو بلا کر یا ایڈووکیٹ جنرل کو بلا کر پوچھ لیں' اگر میری ورشن غلط ہو تو' آپ رول 23 کو پڑھیں'

اس کے دو پورشن ہیں'

Rules 23.-

On Tuesday no business except the private members' business shall be transacted..

یہاں پر ختم ہے۔ اس کے بعد and ہے or نہیں ہے' آپ سن لیں۔

and on all other days no business other than Government business shall be transacted except with the consent of the Leader of the House, or in his absence, of the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

except with the consent of the Minister for Law and یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ Parliamentary Affairs اس کا تعلق and کے بعد کی عبارت کے ساتھ ہے پہلی عبارت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر rules یا statutes کا کوئی interpreter یہ کہہ دے کہ اس except کا تعلق رول کے پہلے حصے کے ساتھ ہے۔ آپ سیکرٹری قانون یا ایڈووکیٹ جنرل سے رائے لے سکتے ہیں۔ اس کا تعلق پہلے پورشن سے نہیں بلکہ بعد کے پورشن سے ہے۔ یہ رولز کی interpretation کرنے کا ایک universal طریقہ ہے اگر کوئی کسی اور طریقہ سے کرتا ہے تو وہ رول اور قواعد کو interpret کرنے کا اہل نہیں۔ وہ نابلد ہے قانون سے آپ کسی بھی ماہر سے پوچھ لیں۔ اس لیے دوسرا پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ شاہ صاحب' جی لاءمنسٹر صاحب چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں' میں نے خود لاءمنسٹر سے گذارش کی ہے کہ وہ اس بارے میں کچھ فرمائیں کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں' فرمائیے۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! یہ جو قرارداد ہے یہ میری بہن بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے پیش کی ہے اور اس میں دی جانے والی ترمیم جو کہ میرے بھائی رانا اکرام ربانی نے دی ہے۔ اس پر اس ملک کا' اس صوبے کا کوئی بھی شخص اعتراض نہیں کر سکتا صرف بات یہ ہے کہ دونوں طرف سے

سینوں میں چھپا ہوا وہ بغض اور وہ حسد جس کو یہ نکالنا چاہتے ہیں ورنہ اس میں کوئی دیگر بات نہیں۔ یہ بالکل صحیح معاملہ ہے اس کو من و عن تسلیم کیا جائے۔ اس میں سوائے اس کے کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جائے گا اور کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ کسی مزید وقت کی ضرورت نہیں۔ کسی اور دن کی ضرورت نہیں۔ اس ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کو منظور کر لیا جائے۔ ورنہ دونوں پر کیچڑ اچھلے گا اور کچھ نہیں ہو گا۔ بات کیا ہو گی؟ ہم کہتے ہیں کہ وہ پہلے بننا شروع ہوا تھا اور فارن منسٹر نے یہ بیان دیا ہے جو کہ ضیاء الحق سے لے کر آج تک Foreign Minister رہا ہے' اس نے کہا ہے کہ یہ اس زمانے میں شروع ہوا' اس کا 40 فی صد کام ہو گیا اور اب ہم نے اس کو روک دیا ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں یہ تو واضح حقیقتیں ہیں' اس کو کیوں درمیان میں لا کر وجہ الزام بناتے ہیں اور اس ایوان کا ماحول خراب کرتے ہیں اس کو من و عن تسلیم کیا جائے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ جناب لاءمنسٹر۔

وزیر امداد باہمی: میرے خیال میں لاءمنسٹر کی بجائے یہ اختیار بیگم بشریٰ رحمٰن کا ہے۔ اور اگر بیگم صاحبہ کہیں کہ یہ قرارداد بالاتفاق رائے منظور کی جائے اور وہ اپنے بولنے کا حق محفوظ نہیں رکھنا چاہتیں۔ بولنا نہیں چاہتے تو آخر ہمیں پنجاب کی' پاکستان کی عزت اور زندگی اور موت کا مسئلہ ہے' یہ نہایت اہم قرارداد ہے اس پر اختلاف رائے ہونی بھی نہیں چاہیے۔ یہ ہم سب کی مشترکہ ہے ان کی طرف سے پیش کش ہمیں قبول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی وہی بات کرتے ہیں اور اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ پھر اس پر بات کرنے میں اعتراض کیوں کرتے ہیں؟ ان کے قول و فعل میں فرق محسوس ہوتا ہے۔ جب یہ سوال ایوان کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے کہ کل کا دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے مختص کر دیا جائے تاکہ اس پر یہ بھی کھل کر بحث کر سکیں اور ہم بھی اس پر کھل کر بحث کریں گے۔ پنجاب کی زندگی اور موت کا سوال ہے اور یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے۔ اس پر اس طرح سے بحث کرتے ہوئے مذاق مذاق میں بھی ایک گھنٹے سے زائد گزر گیا

ہے۔ یہاں تک کہ بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کی بھی بات مکمل نہیں ہوئی۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ کل کا دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے مختص کر دیا جائے۔ اگر ہمارا سرکاری بزنس التواء میں جا رہا ہے تو ان کو اس پر کیا اعتراض ہے؛ اس میں کیا تکلیف ہے؛ وہ ہی اس معاملے کی اہمیت کے بارے میں کہہ رہے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرنا چاہتے ۔ ان کو پتہ ہے کہ جب حقائق سے پردہ اٹھے گا تو ان کی پوزیشن embarassing ہوگی۔ اس وجہ سے وہ قطع کلامیاں کر رہے ہیں۔ سنجیدہ تحریک کو ناک آوٹ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ہم حقائق کو سامنے لائیں گے۔ ہم بتائیں گے کہ اس بیراج پر کس نے کام بند کروایا تھا اور اس کام کے بند ہونے کے بعد کون سے عوامل ہیں جنہوں نے یہ کام دوبارہ شروع کیا۔ وہ چھ خطوط جو میں نے وفاقی وزیر پانی و بجلی کو لکھے اس میں سے ایک خط کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ حالانکہ یہ اتنا اہم مسئلہ تھا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: nuisance ہونگے۔

وزیر قانون: اور پھر جب پریس میں شور مچا ہے تو اس خط کا جواب اس طریقے سے دیا گیا ہے کہ بھارت کا وزیر پانی و بجلی بھی اس منصوبے کا اتنا دفاع نہیں کرے گا جتنا دفاع وفاقی وزیر فاروق لغاری صاحب نے کیا ہے۔ آخر یہ کیوں نہیں حقائق کا سامنا کرتے ان کو تو اس تحریک پر خوش آمدید کہنا چاہیے تھا۔ میں ان کو کل یہ بتاؤں گا کہ یہ پنجاب کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔ یہ ہندوستان کی بالادستی قائم کرنے کی سازش ہے۔ جس کا پردہ نہ اٹھانے کی یہ ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی یہ سازش ہم کسی قیمت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس پر بحث ہوگی اور کل بحث ہوگی اور اگر کل ہم اس پر مکمل طور پر بحث نہ کر سکے تو اگلے دن کو بھی ہم Private Members day declare کریں گے۔ اس پر اس وقت تک بحث ہوتی رہے گی جب تک دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نہیں ہو جاتا ۔ ہم ہندوستان کی بالادستی قائم نہیں ہونے دیں گے۔ (قطع کلامیاں)۔ ہم یہ ثبوت بھی پیش کریں گے کہ موجودہ حکومت پیپلز پارٹی کی حکومت' بھارت کے نومبر کے الیکشن سے پہلے اس پر دستخط کرنا چاہتی ہے۔ اس کا تحریری ثبوت بھی ہم پیش کریں گے ۔ انہوں نے اس بات کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ یہ حقیقت کا سامنا نہیں کر سکتے ۔ اس لیے میں آپ سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ یہ سوال آپ ایوان کے سامنے پیش کریں اور کل پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا کل ہم اس پر سارا دن

بحث کریں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ہم اس سے اگلا دن بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے مختص کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک شاہ محمد محسن صاحب۔

ملک شاہ محمد محسن: وزیر قانون نے اپنی وفاداری کا بڑے زور دار طریقے سے ثبوت دیا ہے اور ایسی جذباتی باتیں کرنے کی کوشش کی ہے جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ ویسے جناب والا میں تو روز کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ کسی صورت میں بھی آپ "منگل" کے روز کے علاوہ اس طریقے سے یعنی With the consent of the Leader of the House even آپ کسی اور دن کو پرائیویٹ ممبرز ڈے مقرر نہیں کر سکتے۔ ایک تو بات میرے فاضل دوست سید ذاکر حسین شاہ نے کی ہے کہ اینڈ کے بعد اگلے حصے کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس کے علاوہ اس کی جو proviso ہے provided that اگر وہ بات پہلی اوپر ہوتی تو نیچے proviso کی Tuesday کو cover کرتی ہے۔ کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یعنی یہ اس پروویژن میں یہ لکھا گیا ہے کہ under these conditions Private Members' day declare کیا جا سکتا ہے۔ آپ Tuesday only کی جگہ کسی اور دن کو اسے پڑھیں جب پہلا حصہ ختم ہو جاتا ہے۔

Provided that if any Tuesday is holiday.

The emphasis being laid on the day "Tuesday", if Tuesday is holiday private members' business shall have precedence on the next working day.

آگے دوسری proviso ہے کہ۔

Provided that if any Tuesday is appointed by the Governor for the presentation of the Budget or allotted by the Speaker for any stage of the Budget referred to in Rule 110, a day in lieu of such Tuesday shall be set apart by the Speaker for .. .. .."

Therefore, there are conditions under which in lieu of a Tuesday

some other day can be fixed for private members' business.

ورنہ اس proviso کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ جو consent ہے۔ یہ غلط ہے۔ جو بھی کچھ ہو یہ اچھی بات ہے یا غلط بات ہے۔ لیکن جہاں تک رولز کا تعلق ہے ہمیں اس کی کم از کم violation نہیں کرنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے بڑی جذباتی تقریر کی ہے مجھے امید ہے کہ اگر وہ ایسی ہی ایک تقریر اپنے حلقے میں جا کر کر دیں تو بلا مقابلہ ہی منتخب ہو جائیں گے۔ جناب والا! جب ایوان کے اس جانب سے تحریک بھی قبول ہے ان کی ترمیم بھی قبول ہے' resolution بھی قبول ہے' ہماری ترمیم بھی قبول ہے۔ ہم تو کہتے ہیں اس کو ترک کر دیں اس ریزولیشن کو اگر آپ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیجیں جناب والا اس حمام میں وہ زیادہ ننگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس مسئلے پر بحث کل صبح 10 بجے تک کی لئے ملتوی کی جاتی ہے

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی بدھ 8 نومبر 1989ء دس بجے صبح تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

بدھ 8 نومبر 1989ء

(چہار شنبہ 8 ربیع الثانی 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 11 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر مؤکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰىهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ إِلٰٓى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَآءَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

سورۃ الحجرات آیت نمبر 9 تا 10

اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے۔ پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۝ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں' تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے ۝

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

میاں اظہر حسن ، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں رات وزیر قانون بڑے زور و شور سے تقریر کرتے رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ان کی نیند پوری نہیں ہوئی اس لیے جب تک کورم پورا نہ ہو اجلاس کی کارروائی نہ چلائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔

(کورم پورا نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ تک گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(دوبارہ گنتی کی گئی کورم پورا نہیں تھا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(وقفہ کے بعد اجلاس کی دوبارہ کارروائی)

(جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر 11 بج کر 35 منٹ پر متمکن ہوئے)

بیگم بشریٰ رحمٰن ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اس سے پہلے بھی ایوان میں یہ روایت رہی ہے کہ جس دن کوئی خاص بحث و تمحیص ہوتی ہے اس دن وقفہ سوالات اور تمام تحاریک کو ایوان کی رائے لینے کے بعد مطل کر دیا جاتا ہے۔ آج بھی ہم نے ایک نہایت ہی اہم قرارداد پر بحث کرنی ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ ایوان کی رائے لے لی جائے اور بقایا تمام کارروائی کو مطل کر کے اس قرارداد پر بحث کی جائے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! پہلے کورم تو پورا کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ قانونی طور پر تو آپ نے بجا پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی کئی بار ہوا ہے کہ اذہام و تفہیم کے بعد کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا۔ ویسے قانونی طور پر تو آپ پوائنٹ آؤٹ کر سکتے ہیں۔ لہذا اگر آپ پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو ہم گنتی کر لیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پہلے وقفہ سوالات تو ہو جانے دیں، پھر اس کے بعد دیکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! نوابزادہ صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، پہلے کورم پورا کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں جناب ملک حاکمین صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ میری اس سلسلے میں مدد فرمائیں۔ چلو ٹھیک ہے پہلے گنتی کر لیتے ہیں۔

(کورم پورا ہے)

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پیپلز پارٹی کے معزز اراکین جو کورم توڑنے کے لیے لابی میں جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر اندر تشریف لے آئیں اور حالات کا سامنا کریں اور چھپ چھپ کر تیر نہ چلائیں۔ سامنے آ کر چلائیں۔

ملک حاکمین خان، جناب سپیکر! آپ مجھ سے مخاطب ہوئے تھے اب تو بات ہی ختم ہو گئی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ ادھر کے مرد ہی نا اہل ہیں لیکن اب پتا چلا ہے کہ خواتین بھی کچھ زیادہ اہل نہیں۔ کورم پورا کرنا حکومتی پارٹی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کے ساتھ 152 آدمی ہیں۔ کورم پورا کرنے کی ذمہ داری ہماری نہیں۔ اور بیگم بشریٰ رحمٰن کو بتایا جائے کہ ان کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ نبھائیں اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم نبھائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے یہ بتایا ہے کہ ایوان کی منظوری لے کر قواعد نرم کر دیئے جائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں ہاؤس کی permission کی بات نہیں بلکہ اس میں یہ ہوا کرتا ہے کہ جب کوئی اہم بات ہو تو اپوزیشن اور حزب اقتدار آپس میں فیصلہ کر کے سپیکر کو مطلع کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہم بھی بہت باتیں کریں گے۔ ہم اس سے گھبرا نہیں رہے۔ ہمارے سوالات اس سے بہت زیادہ اہم ہیں۔ آپ ایک ایسے مسئلے کو تو لے کے بیٹھتے ہیں جو ضیاء الحق نے شروع کرایا اور پیپلز پارٹی نے 89ء میں آ کر ختم کرا دیا۔ ہم بھی بہت باتیں کریں گے

اور جو لابسٹر نے بہت اچھل کود کی ہم شاید اس سے زیادہ اچھل کود کریں۔ لیکن یہ رولز معطل کرانے کی بات بالکل نہیں۔ وقفہ سوالات بھی ہو گا تحاریک استحقاق بھی پیش ہوں گی اور تحاریک التوائے کار بھی آئیں گی۔ اس کے بعد جو مرضی ہو کریں اور اگر آپ کہیں کہ آپ اکثریت کے بل بوتے پہ ایسا کریں گے تو ہم احتجاج کریں گے اور ہم کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ اس کا طریقہ یہی ہے۔ پہلے بھی بجٹ سیشن کے دوران افہام وتفہیم سے بات کرتے رہے ہیں۔ اور جو باہمی افہام و تفہیم سے ہوتا رہا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، اور حضور والا! وقفہ سوالات' استحقاق کی تحاریک اور التوائے کار کی تحاریک کو نہ لیا گیا تو پھر اس ایوان میں کبھی کورم پورا نہیں ہو گا۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! پہلا پوائنٹ آف آرڈر ابھی کھڑا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہی نہیں بنتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس پہ فیصلہ نہ دے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ وقفہ سوالات کے دوران کورم کا سوال نہیں اٹھایا جائے گا۔ اور انڈرسٹینڈنگ یہ تھی کہ وقفہ سوالات ہو گا۔ اس کے بعد استحقاق کی تحاریک آئیں گی اور اس کے بعد جو عذاب آنا ہے ضرور آئے۔ لیکن اگر وقفہ سوالات کو معطل کیا گیا تو پھر اس ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! یہ بات پوائنٹ آؤٹ ہوئی ہے کہ کورم پورا کرنا حکومتی پارٹی کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے والے دن کورم پورا کرنا اپوزیشن کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

بلاوجہ interrupt کرنے کا یہ طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ interruption نہیں ہونی چاہیے۔ اب

ہم اس ایوان کے پرانے ممبر ہو گئے ہیں۔ یعنی پانچ چھ اجلاس کر چکے ہیں پھر وہی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ صرف وقفہ سوالات ہی نہیں ہوتا بلکہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار تینوں چیزیں اپوزیشن کے لیے ہوتی ہیں۔ صرف لیجسلیشن کے سلسلے میں حکومتی پارٹی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کورم پورا کرے۔ باقی تمام بزنس میں اپوزیشن کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کورم کو پورا کرے۔ وقفہ سوالات، تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق کے دوران کورم پورا کرنے کی ذمہ داری اپوزیشن کے ارکان کی ہے۔ اب جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر، جس پہ میں کھڑا ہوا ہوں۔ میری بہن نے جو اعتراض اٹھایا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ رول 202 کے بارے میں جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ

Any member may with the consent of the Speaker, move that a rule may be suspended

لیجسلیشن میں ہوتا ہے لیکن رولز کی منظی کے لیے جیسے بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے کہا ہے کوئی بھی ممبر سپیکر کی منظوری کے ساتھ یہ تحریک پیش کر سکتا ہے کہ رولز معطل کر دیئے جائیں۔ اگر تحریک منظور ہو جاتی ہے تو آپ نے ایوان سے پوچھنا ہے۔ اگر تحریک منظور ہو جاتی ہے تو رولز معطل متصور ہوں گے۔ آپ motion carry کریں ہاؤس سے اجازت لیں۔ اگر اکثریت کہتی ہے تو رولز معطل ہو جائیں گے اور پھر وقفہ سوالات وغیرہ ختم ہو جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جب میں کھڑا ہوا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ وہ بولیں۔ اب میں کھڑا ہوا ہوں تو انہیں بیٹھنا چاہیے۔ اب فلور میرے پاس ہے۔ جب میں بیٹھوں تو یہ کھڑے ہوں۔ ان میں بات کے سننے کی برداشت ہونی چاہیے۔ بُردباری ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر! غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن منگل تھا۔ اس دن کورم پورا رکھنا ہماری ذمہ داری تھی۔ آج چونکہ ان کا دن ہے۔ انہوں نے آج کا دن مقرر کیا ہے۔ اس لیے آج کورم پورا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کورم پورا کرنے کی ذمہ داری سب کی اپنی اپنی جگہ پہ ہے۔ اس بحث کو ہم چھوڑتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب اس سے پہلے کہ میں کوئی اور بات کروں میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کے بڑے معزز رکن ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ احتجاج

کریں گے۔ اگر رولز کی مطابق کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو اس پہ تو احتجاج مناسب ہی نہیں لگتا۔ ویسے آپ کا حق ہے آپ جو بھی کریں گے لیکن جب آپ رولز کی بات کرتے ہیں تو رولز جس بات کی اجازت دیتے ہیں اس پہ اگر فیصلہ ہوتا ہے تو آپ تعاون کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بڑے بڑے اہم مسائل آئے۔ ہم نے وزیر قانون کو اتنا زیادہ سے زیادہ accommodate کیا کہ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں اپوزیشن نے نہیں کیا ہو گا۔ جس مسئلہ پر بھی ان کو ضرورت پڑی ہم نے نا صرف تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار اور وقفہ سوالات سب کچھ چھوڑ دیا۔ اگر آپ اس پہ تین دن بحث کریں ہم کریں گے۔ لیکن اگر اکثریت کے بل بوتے پر آپ فیصلہ ہم پر ٹھونسیں گے اور وہ طریق کار جو طے ہو چکا ہے کہ سارا کام باہمی افہام وتفہیم سے ہو گا وہ نہیں ہو سکے گا۔ رولز کے علاوہ روایات بھی ہیں۔ پچھلے سیشن میں یہ ایک روایت بنی رہی کہ اگر کوئی چیز چھوڑی جائے گی تو وہ باہمی افہام وتفہیم سے چھوڑی جائے گی نہیں تو routine کے مطابق regular کارروائی چلے گی۔ لیکن اگر آپ اس pact کو توڑ کے اور اکثریت کے بل بوتے پر نئی چیز لانا چاہتے ہیں تو لاءمنسٹر صاحب آ گئے ہیں اب ان سے پوچھ لیں کہ آیا ہم میں یہ طے ہوا ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ اگر وہ کہیں کہ ہم نے اکثریت کے بل بوتے پر اپنی مرضی کرنی ہے اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنی ہے تو ہمارا احتجاج بھی ہو گا۔ آپ ان سے یہ پوچھ لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! یہ رولز اسمبلی کی کارروائی کو چلانے کے لیے ہوتے ہیں۔ یہ اسمبلی کی کارروائی کو بلاک کرنے کے لیے نہیں ہوتے۔ میرے فاضل ساتھی نے بجا فرمایا ہے کہ یہ رولز معطل ہو سکتے ہیں لیکن ان کی روح ہوتی ہے کہ ایوان کو چلایا جائے تا کہ کارروائی کو روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاءمنسٹر صاحب ذرا توجہ فرمائیں۔ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے فرمایا ہے کہ ان کی قرارداد بہت اہم ہے اس لیے قواعد کو معطل کر کے باقی کارروائی کی بجائے اس پہ بحث کی جائے۔ وصی ظفر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات افہام وتفہیم سے ہونی چاہیے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ رولز کے مطابق تو ہم ایسا کر سکتے ہیں آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! جہاں تک افہام وتفہیم کا تعلق ہے، اگر ہاؤس سے باہر پہلے بات ہو جاتی تو ہم آپس میں یہ معاملہ طے کر سکتے تھے، مجھے یقین ہے کہ ہم ان کو قائل کر لیتے یا وہ ہمیں قائل کر

لیتے۔ اب محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے یہاں میرے حاضر ہونے سے پہلے کا نکتہ اٹھایا ہوا ہے اب اگر آپ رولز آف پروسیجر کے مطابق چلیں تو زیادہ مناسب ہے۔ اگر یہ اس قسم کی بات کرتے پہلے تو ہم ہاؤس سے باہر اس قسم کی بات طے کر لیتے ۔ میں تو خود افہام وتفہیم کا قائل ہوں اور میں ان کے جذبات کا احترام کرتا ہوں کل بھی محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کا resolution آیا تھا' اور اس پر بحث میں بھی ہمارا کافی وقت ضائع ہوا جس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ایشو ہے وہ ان کے لیے بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے اس پر ان کو بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے یہ جو سوالات ہیں یا تحاریک التوائے کار ہیں یا تحاریک استحقاق ہیں وہ ایک دن بعد بھی آ جائیں گی ان سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ یہ issue انتہائی اہم ہے' اس پر معزز اراکین اسمبلی حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں ہی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بات کر لی جائے اور وہ بھی اس کو برا نہ منائیں' مہربانی کریں۔ کیونکہ یہ سوال تو اب ہاؤس میں put بھی ہو چکا ہے' ان کو خود اس بات کا احساس ہو گا' چودھری وصی ظفر صاحب میرے بھائی ہیں' اگر ہم آپس میں پہلے بات کر لیتے تو میں ان کو قائل کر لیتا یا وہ مجھے قائل کر لیتے لیکن اب ایک مسئلہ ہاؤس میں آ چکا ہے اور کل دو تین گھنٹے ان کے Resolution پر لاحاصل بحث ہوتی رہی ہے اس وجہ سے آج انہوں نے اگر گزارش کی ہے تو میں اپیل کروں گا کہ میرے بھائی وصی ظفر صاحب اور دیگر میرے اپوزیشن والے بھائی مہربانی کر کے ہمیں آج اس اہم Resolution پر بات کر لینے دیں' اور یہ تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق آگے آ جائیں گی۔ شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر: اگر یہ اپنی مرضی سے فیصلہ کر لیں تو آئندہ پھر ہماری کوئی افہام وتفہیم نہیں ہو گی۔ اس کا یہ ہی مطلب ہے تو پھر یہ جیسے مرضی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔

سید ہارون علی شاہ: جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اس ایوان میں یہ مسئلہ جس کا بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے ذکر کیا ہے وہ زیر بحث تو ضرور آیا ہے اور آئے گا بھی۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس ملک کے اندر وہی ایک اہم مسئلہ ہے۔ آج محکمہ تعلیم کے بارے میں چند بڑے اہم سوالات ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ٹیک اپ ہونا بہت ضروری ہے مثلاً میرا ڈون سکول کے بارے میں ایک سوال ہے جس

کے اندر حکومت کی اراضی بڑے سستے داموں سوسائٹی کے ہاتھوں بکی ہے اور اب اس سوسائٹی نے جس طرح اپنے آپ کو conduct کیا ہے وہ جگہ جو انہوں نے تعمیر کروانی تھی وہ ابھی نہیں ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر حکومت کا لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کا سرمایہ شامل ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال ضرور ٹیک اپ ہونا چاہیے اگر یہ ٹیک اپ نہ ہوا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جو رولز کی بات کی جا رہی ہے' اس میں ایک technicality پر رولز کو suspend کر کے ایک اتنے اہم مسئلے کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ ہاؤس کی اندر ٹیک اپ نہ ہو لہٰذا یہ سراسر زیادتی ہو گی' اگر محض رولز کی بناء پر اس ایوان کے اندر وقفہ سوالات اور تحاریک استحقاق کو معطل کر دیا جائے اور صرف ان تحریکوں پر بحث ہو جو کہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے تحریک کی ہیں۔ شکریہ۔

ڈاکٹر ضیاءاللہ خان بنگش: پہلی تو بات یہ ہے کہ وقفہ سوالات' تحریک التوائے کار اور تحریک استحقاق ہونی چاہیے۔ لیکن اگر آپ رولز کو معطل کر رہے ہیں تو یہ لاہور کی بڑی اہم press confrence ایس ایس پی صاحب نے کی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ چالیس واردات کرنے والے چار ڈاکو گرفتار کر لیے گئے۔ جناب والا! ابھی لاہور میں اور اس سے اوپر ہی ایک خبر ہے کہ 12 سالہ بچی کا پراسرار قتل' پولیس بارہ گھنٹے کے بعد پہنچی ہے۔ جناب والا! لاہور میں روزانہ قتل ہو رہے ہیں' ڈاکے پڑ رہے ہیں اور میرے حلقہ 117 میں جن کا اس اخبار میں ذکر ہے۔ جناب والا! یہ پریس کانفرنس کر کے ایس ایس پی صاحب صرف ہمارا دل بہلا رہے ہیں ورنہ لاہور میں روزانہ قتل اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ رولز کو suspend کر کے Law & Order situation جو کہ پنجاب میں خراب ہے اس پر بحث کی جائے۔

(اپوزیشن کی طرف سے تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بیگم صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! جس وقت میں نے یہ سوال اٹھایا تھا تو اس وقت نواب زادہ صاحب نے بڑی فراخ دلی سے یہ فرمایا تھا کہ سوالات بہت اہم ہیں اور تحاریک کو ہم ملتوی کر سکتے ہیں اور ایک منٹ کے اندر اندر وہ اپنے بیان سے پھر گئے ہیں۔ ذرا دیکھئے آپ ٹیپ چلا کر دیکھیں انہوں نے کہا تھا سوالات کے وقفے کو ملتوی نہ کیا جائے اور باقی جیسے آپ کر لیں۔ آپ کتنے مزے اور آرام سے ان کی

باتیں سنتے چلے جا رہے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر وہ لمبی لمبی تقریریں کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتی ہوں کہ آج کا دن اس طرح ضائع نہ کیا جائے اور نواب زادہ صاحب سے کہا جائے کہ وہ اپنی زبان پر قائم رہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں نے نہیں کہا۔ بیگم صاحبہ کو غلط آواز سنائی دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ ---- جی شاہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں تو فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! انہوں نے خود ہی کل اس کو غیر سرکاری دن قرار دیا' اب قواعد کے مطابق غیر سرکاری دن کے کیا تقاضے ہیں۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ غیر سرکاری دن کو باقی تمام کارروائی معطل کر کے ایک مخصوص مسئلہ جس کو سرکار چاہتی ہے زیر بحث لایا جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ وولر بیراج کے حوالے سے مرکزی حکومت پر کیچڑ اچھالنا چاہتے ہیں' ان کو کیچڑ اچھالنے کا موقع مل جائے گا لیکن میں یہ بات اس مقدس ایوان کے ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ مرکز اور پنجاب آویزش اور اس مرحلے پر مرکزی حکومت کی حالت کو کمزور کرنا ہے اور اس سے براہ راست فائدہ بھارت کو پہنچے گا۔ اور میری یہ تجویز ہے کہ اس قرارداد کو جس طرح کل ہم نے پیش کیا تھا کہ بغیر بحث کے اس کو قبول کر لیا جائے۔ تو ہم بھی اس قرارداد کی حق میں ہیں۔ تو یہ کیوں کیچڑ اچھالنا چاہتے ہیں اور پھر اس کے بعد معمول کی کارروائی کی جائے' ہم اس قرارداد کے مخالف نہیں ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ وولر بیراج کا منصوبہ ترک کر دیا جائے' ہم یہ چاہتے ہیں کہ بھارت یہ جو کارروائی ہے اسے ختم کرے اور یہ ختم ہو جائے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر کبھی ہوا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ ان کی سیٹ نہیں ہے۔ کل انہوں نے وہاں سے یعنی اپنی سیٹ سے تقریر کی ہے' جناب والا! اس بات کو دیکھا جائے۔ جناب والا! آج یہ اپنی سیٹ سے نہیں بلکہ کسی اور کی سیٹ سے بول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز اور درست ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! کل آپ نے اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ کا مائیک خراب ہے تو آپ اس کے لیے move کر دیں، آپ کو اجازت دے دی جائے گی۔

سید ذاکر حسین شاہ، منظور موہل نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ ان کا مائیک ٹوٹ گیا ہے تو کیا ممبر جس کا مائیک ٹوٹا ہو تو وہ دوسری جگہ سے بول سکتا ہے تو جناب سپیکر نے یہ رولنگ دی تھی کہ ہاں بول سکتا ہے۔ تو جناب والا دیکھ سکتے ہیں کہ مائیک ٹوٹا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں اس کے لیے اجازت چاہیے۔ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں میں معزز ہاؤس کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میری بائیں طرف گیلری میں بلوچستان اسمبلی کے معزز ممبر جناب ارجن داس بگٹی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں میری ہاؤس سے گزارش ہے کہ ان کا تالیوں سے استقبال کیا جائے۔

(تالیاں----)

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ وقت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ پنجاب میں 7 کروڑ رہنے والے عوام کا اس ریزویشن سے تعلق ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے حزب اختلاف کے بھائیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اس پر بحث کرنے سے کیوں گھبرا رہے ہیں۔ اگر یہ ان کا بھی معاملہ ہے تو اس پر بحث ہونی چاہیے۔ میں اس کے متعلق ایک تجویز دیتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف اور ہمارے وزیر قانون ایوان سے باہر بیٹھ کر فیصلہ کر لیں۔ اس پر جو بھی کرنا ہے فوراً کر لیں اس طرح وقت کا ضیاع ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ یہی فیصلہ کر رہے ہیں۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! کل بھی یہ تجویز پیش ہوئی تھی اور آج بھی یہ تجویز پیش ہوئی ہے۔ اس قرارداد پر ہم بھی اتنے ہی متفق ہیں جتنے حزب اقتدار والے کیونکہ اس میں ہمارے قومی مفادات کے بارے میں انڈیا کی طرف سے خدشات ہیں۔ ہم ان کے پیش نظر پوری طرح آگاہ بھی ہیں اور اس کے لیے ہم پوری احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کل یہ تجویز

ہمارے ایک فاضل رکن علی اکبر مظہر وینس صاحب نے پیش کی تھی اور آج پھر یہ تجویز آئی ہے کہ ہم اس قرارداد کو قبول کرتے ہیں۔ ہم نے اس قرارداد میں جو ترامیم پیش کی ہیں وہ ترامیم جو ایوان میں قرارداد پیش کی ہے اس سے بھی آگے بڑھ کر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس قرارداد کو قبول کیا جائے اور اسے ہم قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد تو پھر بحث کی گنجائش نہیں رہتی۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ پھر بار بار اس ایوان کا وقت کیوں ضائع کیا جا رہا ہے۔ اس قرارداد پر ہمیں اختلاف نہیں ہے۔ ہم ترامیم کے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! جس طرح میرے ایک فاضل دوست نے ابھی فرمایا ہے کہ ہم بھی اس قرارداد کے حق میں ہیں۔ اور ہم بھی اس قرارداد کی پُر زور تائید کرتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی اس معزز ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ جس قرار داد کی مخالفت نہ کی جائے اور جو متفقہ طور پر منظور کی جائے اس پر بحث نہیں ہوتی۔ آپ مہربانی فرما کر اس ہاؤس کی روایات دیکھیں اگر ہاؤس کو ان روایات کے مطابق چلانا چاہتے ہیں تو آپ اس میں ہمارا ساتھ دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی اور اب بھی یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس قرارداد پر ہمارے فاضل اراکین نے تیاری کی ہوئی ہے اور وہ اس قرارداد پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ ہمارے فاضل اراکین کے خیالات کو سننے سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ وقفہ سوالات ہو جائے۔ ان کی خواہش ہے پرویلج موشنز ہو جائیں۔ ان کی خواہش ہے کہ تحاریک التوائے کار ہو جائیں۔ میں ہمیشہ افہام وتفہیم کا قائل رہا ہوں اور میں اس ہاؤس کو اپوزیشن کے ساتھ مل کر چلانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ جمہوری عمل تب ہی کامیاب ہو سکتا ہے جب ہم مل جل کر چلیں گے۔ میں اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ آج وقفہ سوالات بھی ہو گا تحاریک التوائے کار بھی ہوں گی۔ پرویلج موشنز بھی ہوں گی۔ باقی جہاں تک سوال ہے کہ ووٹر بیراج پر discussion ہونی ہے یہ ہم ہفتہ کو کر لیں گے۔ آج آپ تحاریک التوائے کار privilege motion اور وقفہ سوالات کر لیں اور اس پر ہفتہ کو بحث کر لیں گے۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! ابھی ابھی میرے فاضل وزیر قانون فرما رہے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ بات صرف اتنی ہے کہ سمجھ میں پتا نہیں کیا نہیں آتا۔ ہماری سمجھ میں تو ان کی منطق نہیں

آئی کہ جس issue پر کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ جب ایک قرارداد پر قائد حزب اختلاف کہہ چکے ہیں کہ ہم متفق ہیں اور ہم اس سے بھی آگے جانا چاہتے ہیں۔ اگر انہوں نے صرف اپنی تیاری کی ہوئی ہے اور وہ اپنی قابلیت دکھانا چاہتے ہیں۔ جو وزیر بننے تھے وہ تو بن گئے ہیں۔ اب ان کو یہاں پھر باور کرانے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے تیاری کی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب ایک بات پر ہاؤس متفق ہے اور ہمارے ایک فاضل رکن بھائی نے کہا بھی ہے کہ یہ روایات بھی ہیں۔ ٹریڈیشن بھی ہیں کہ ایک جو متفقہ طور پر پاس کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہی بتائیں کہ ایک چیز متفقہ طور پر بہتر ہوتی ہے یا اس پر ڈویژن ہو وہ بہتر ہو گی۔ جب ہم اس پر متفق ہیں تو پھر اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔ یہی میری گزارش ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! میرا حق بنتا ہے اور مجھے ایک منٹ کے لیے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔

جناب والا! میں فاضل اراکین کی یہ غلط فہمی دور کروانا چاہتی ہوں کہ بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ بحث کا آغاز کر کے ہمارے اوپر کیچڑ اچھالیں گے۔ خدانخواستہ ہمارا کسی کے اوپر کیچڑ اچھالنے کا ارادہ نہیں۔ اگر کسی نے کیچڑ پیدا نہیں کیا تو اس پر اچھالا بھی نہیں جائے گا۔ جناب والا! یہ ایک آزاد ملک ہے۔ یہ پنجاب کی سب سے قدیم اسمبلی ہے۔ ہم یہاں آ کر اپنے بین الاقوامی حق کی آواز اٹھا کر بھارت تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم یہ آواز بھارت تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسلام آباد تک پہنچانا مقصود نہیں اس لیے ہم اس قرارداد کو پاس کروا کر متفقہ طور پر بھیجنا چاہتے ہیں۔ ان کا بہت شکریہ کہ یہ متفقہ طور پر پاس کروانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم آزاد ملک کی آزاد آواز کو بھارت سامراج تک ضرور پہنچا کر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ شکریہ۔ چودھری محمد خان جسپال۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جب سلال ڈیم چناب پر بنا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

ذاکر حسین شاہ صاحب میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں اور بغیر

اجازت کے آپ بولتے جا رہے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھے ہیں اور میں آپ کو بولنے کی اجازت بھی نہیں دے رہا اور آپ بولے جا رہے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے ابھی تقریر فرمائی ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گورداسپوری صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، آپ نے کوئی بات نہیں کی اس لیے مجھے کرنی پڑ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے وقفہ سوالات کے لیے چودھری محمد خان جسپال صاحب کا نام بھی لے لیا ہے۔ اگر آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر بولیں تو بسم اللہ۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری، جناب والا! آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر تو سن لیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم اس مسئلے کو بین الاقوامی طور پر اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔ مقصد یہ نہیں کہ اس مسئلہ سے کوئی خوف ہے۔ جب بات کھلے گی پھر پتا چل جائے گا کہ "او تیرے کی لگ دے جھڑے چٹیاں روماناں والے" بات یہ نہیں ہے۔ بات ہم یہ کر رہے ہیں کہ مصلحت اور نزاکت کو قومی سمجھا جائے اور اتفاق سے اس بات کو طے کیا جائے۔ یہ نہیں چاہتے تو جب یہ چاہیں بات کر لیں تو پتا چل جائے گا کہ چور کون ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جناب محمد خان جسپال صاحب۔

دوران پابندی محکمہ تعلیم میں بھرتی کی وجوہات

*66 چودھری محمد خان جسپال، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری محکموں میں تعیناتی اور تبادلوں پر پابندی لگائی جاتی ہے تو کوئی بھی تعیناتی یا تبادلہ نہیں ہو سکتا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پابندی ختم کرنے سے پہلے وزیر تعلیم سمیت کوئی بھی ایسی کسی تعیناتی یا تبادلہ کا حکم جاری نہ کر سکتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یکم جنوری 1988ء سے یکم نومبر 1988ء تک متذکرہ پابندی عائد تھی۔

(د) یکم جنوری 1988ء سے یکم نومبر 1988ء تک ضلع سرگودھا کے ہائی، مڈل اور پرائمری سکولوں میں کتنے تبادلے اور کتنی تعیناتی ہوئیں اور leave vacancies کے against کتنی تعیناتیاں کی گئیں۔

(ہ) اگر جز (د) کے مطابق تبادلے اور تعیناتی ہوئی ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) درست ہے۔ لیکن مجاز اتھارٹی کو تعیناتی اور تبادلہ کا حق رہتا ہے

(ب) جز "الف" کے جواب کی روشنی میں درست نہ ہے

(ج) 1-1-88 تا 1-11-88 کے کل دورانیہ میں تبادلہ جات پر پابندی نہ تھی۔

2۔ 1.1.88 تا 1.11.88 کے کل دورانیہ میں متذکرہ پابندی عائد نہ تھی۔

(د) 1.1.88 تا 1.11.88 تک ضلع سرگودھا کے ہائی، مڈل، پرائمری مدارس میں 953 تبادلے اور 1094 تقرریاں ہوئیں۔ یہ تبادلے اور تعیناتیاں مختلف انتظامی وجوہات کی بناء پر افسران مجاز نے کیں۔

(اس مرحلے پر جناب سید ناظم حسین شاہ کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

قومیائے گئے سکولوں اور کالجوں کا سٹاف

**66A چودھری خادم حسین، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ستمبر 1972ء میں قومیائے گئے کالجوں اور سکولوں کے منسٹریل سٹاف کو 1986ء کے تشکیل کردہ نیشنلائزڈ منسٹریل سٹاف رولز اس کو نتیجاً بند کیڈر (close cadre) کے قیام کی وجہ سے جنرل کیڈر کے منسٹریل سٹاف کے مساوی ترقی کے حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جنرل کیڈر میں ستمبر 1972ء کے بعد بھرتی ہونے والا جونیئر کلرک اب اسسٹنٹ بن چکا ہے جبکہ نیشنلائزڈ کیڈر کے بیشتر جونیئر کلرک بدستور جونیئر

کلرک ہیں اور یہی حال نیشنلائزڈ کیڈر کے بیشتر منسٹریل سٹاف کا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ستمبر 1972ء کے ٹیچنگ نیشنلائزڈ کو بند کیڈر (close cadre) ہونے کے باوجود بھی ترقی کے مساوی مواقع دیے جا رہے ہیں اگر یہ درست ہے تو پھر منسٹریل سٹاف نیشنلائزڈ کیڈر کے ساتھ ناانصافی کیوں کی جا رہی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1962ء میں قومیائے گئے منسٹریل سٹاف اور 1972ء میں قومیائے گئے لیکچرار اسسٹنٹ کو جنرل کیڈر میں ضم کیا جا چکا ہے تو پھر ستمبر 1972ء کے قومیائے گئے منسٹریل سٹاف کے ساتھ ایسا کیوں نہیں ہوا۔ اگر یہ درست ہے تو حکومت نے یہ ناانصافی ختم کرنے کے لیے کیا اقدام کیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) قومیائے گئے کالجوں اور سکولوں کا منسٹریل سٹاف اور جنرل کیڈر کا منسٹریل سٹاف علیحدہ علیحدہ کیڈر سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا دونوں کا کسی طرح سے تقابل کرنا درست نہ ہے خواہ وہ ترقی کا مسئلہ ہو یا ملازمت کے سلسلہ میں دیگر مراعات دونوں کے لیے ملازمت کے اپنے اپنے قواعد ہیں اول الذکر بند کیڈر (closed cadre) اس لیے ہے کہ کوئی نئی اسامی اس میں شامل نہیں ہوتی۔ اس کی پروموشن وغیرہ کا طریق کار وہی ہے جو کہ جنرل کیڈر میں شامل ملازمین کا ہے۔

(ب) جزو (الف) میں پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ دونوں کیڈرز کا اس طرح تقابل درست نہ ہے البتہ یہ درست ہے کہ جنرل کیڈر کے مقابلے میں نیشنلائزڈ کیڈر کے ملازمین کی ترقی دیر سے ہوتی ہے۔

(ج) سکولوں کے اساتذہ کو ابھی تک ایسی کوئی مراعات نہیں دی گئی ہیں۔ تاہم یہ درست ہے کہ ان نیشنلائزڈ کالج ٹیچرز کو جو 1972ء میں بوقت نیشنلائزڈ لیکچرر یا اسسٹنٹ پروفیسر تھے اور تا حال اگلے عہدوں پر ترقی دیئے جانے کا عمل شروع کیا گیا ہے تا کہ تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں وہ بھی جنرل کیڈر کے اساتذہ کی مانند نئے ولولے سے کام کر سکیں۔

(د) یہ حقیقت نہیں ہے کہ 1962ء میں منسٹریل سٹاف کو قومیایا گیا تھا۔ اصل صورت حال یہ ہے

کہ 1962ء میں جو منسٹریل سٹاف حکومتی تحویل (provincialized) میں لیا گیا تھا اسے جنرل کیڈر میں ضم کر لیا گیا تھا۔ یہ درست ہے لیکچرر اسسٹنٹس جو 1972ء میں قومیائے گئے انہیں بھی جنرل کیڈر میں ضم کر دیا گیا تھا۔

جہاں تک 1972ء میں قومیائے گئے منسٹریل سٹاف کا تعلق ہے ان کے سروس رولز الگ ہیں لہٰذا انہیں جنرل کیڈر میں ضم نہ کیا گیا ہے قومیائے گئے سٹاف کی ترقی ان کے قواعد کے مطابق ہو رہی ہے چنانچہ ناانصافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔ کیونکہ ہمارے پاس ایجنڈا ہے اور ہم جواب پڑھ کر آئے ہیں۔ اگر سوال پر کوئی ضمنی سوال ہو تو وہ پوچھ لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں' اس لیے اگلا سوال پیش کرنے کے لیے کہا جائے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال

سیکنڈری سکول پھلروان میں پرنسپل کی تعیناتی

*236 چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکنڈری سکول پھلروان تحصیل بھلوال سرگودھا میں کافی عرصہ سے پرنسپل تعینات نہیں اگر ایسا ہے تو کتنے عرصہ سے متذکرہ سکول میں پرنسپل تعینات نہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مضامین کے ماہرین بھی مذکورہ سکول میں مکمل نہیں ہیں اور اگر ایسا ہے تو کتنے ماہرین استادوں کی کمی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک پرنسپل اور ماہرین مضامین تعینات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ تاریخ اجراء مورخہ 1.9.87 سے پرنسپل تعینات نہ ہے۔ لیکن انچارج پرنسپل سکول کی اجراء کی تاریخ سے کام کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ آٹھ ماہرین اساتذہ کی کمی ہے۔

(ج) پرنسپل اور ماہرین مضامین کی تعیناتی زیر عمل ہے۔ ماہ دسمبر کے آخر تک ترقی پانے والی اور براہ راست بھرتی ہونے والے اصحاب کو ان اسامیوں پر تعینات کر دیا جائے گا۔

حلقہ پی پی۔ 175 میں مڈل اور ہائی سکولوں کی تفصیل

*339 جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) 89-1988ء میں تحصیل کبیر والا میں کتنے سکولوں کا پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی تک درجہ بڑھایا گیا۔

(ب) ان کے نام اور صوبائی اسمبلی کی حلقہ وار تقسیم کس طرح کی گئی۔

(ج) حلقہ پی پی۔175 میں کتنی یونین کونسلوں میں کوئی مڈل اور ہائی سکول نہیں۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) تحصیل کبیر والا میں 89-1988ء میں مندرجہ ذیل مدارس کا درجہ بڑھایا گیا۔

	گرلز	بوائز	میزان
پرائمری سے مڈل۔	1	2	3
مڈل سے ہائی۔	1	4	5

(ب)

	حلقہ 174	حلقہ 175	حلقہ 176
i۔ پرائمری سے مڈل۔	1۔ نڈھال (گرلز)	X	3AH چک (1) (بوائز)
	2۔ اللہ آباد (بوائز)	X	
ii۔ مڈل سے ہائی۔	1۔احمد نگر (بوائز)	1۔ منڈیانوالہ (بوائز)	1۔ باگزر گاہ (گرلز)
	2۔سالار واہن (بوائز)		2۔ کوٹ دونی چند (بوائز)

(ج) i۔ تین یونین کونسلوں میں بوائز مڈل سکول نہیں ہیں۔

ii۔ چھ یونین کونسلوں میں گرلز مڈل سکول نہیں ہیں۔

iii۔ دو یونین کونسلوں میں بوائز ہائی سکول نہیں ہیں۔

iv۔ دس یونین کونسلوں میں گرلز ہائی سکول نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سردار صاحب نے منڈیانوالہ پڑھا ہے۔ میرے حلقے میں تو کوئی پرائمری سکول' نہ مڈل سکول' نہ ہائی سکول ہے۔ یہ کس یونین کونسل میں ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ مڈل سے ہائی کا درجہ دیا گیا ہے' ایک سکول منڈیانوالہ میں۔۔ میں ان کے اطمینان کے لیے معذرت سے عرض کر دوں کہ ایک misprint ہو گئی ہے۔ اصل ہے سنڈیانوالہ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سردار صاحب' یہ سنڈیانوالہ ہے اور یہ حلقہ 176 میں ہے۔ حلقہ 175 میں نہیں۔ میں نے سوال اسی لیے پوچھا تھا۔

وزیر تعلیم: یہ غالباً misprint ہے' جس کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں۔ بہرحال' سنڈیانوالہ ہو گا۔ وہاں ایک سکول مڈل سے ہائی۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! یہ وزیر تعلیم ہیں۔ تھوڑی بہت غلطی ہو جائے تو آپ ان کو نظر انداز کر دیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس وقت آپ سپیکر کی چیئر پر بیٹھے ہیں۔ مجھے آپ سے پوری امید ہے کہ آپ کسی وزیر کی بارے میں اس قسم کے ریمارکس بلا وجہ نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! پہلے آپ نے منڈیانوالہ کہا۔ یہاں بھی منڈیانوالہ لکھا ہوا ہے پھر آپ نے سنڈیانوالہ کہا ہے۔

وزیر تعلیم: میں جناب سپیکر سے بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ لیکن میں معذرت کے ساتھ عرض کر چکا ہوں کہ یہ misprint ہے اور misprint کو میری غلطی نہ سمجھا جائے۔ یہ میری جناب سپیکر سے توقع ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! ویسے میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یہ ہر منسٹر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو اس کا جواب آئے۔ تو وہ پہلے دیکھ لیا کریں کہ misprint بھی نہیں ہونا چاہیے اور جواب بھی صحیح ہونا چاہیے۔ کیونکہ سوالات پر پورے ایوان کا حق ہوتا ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے محکمے کو ہدایات دیں کہ جوابات کو صحیح پرنٹ کریں اور صحیح

جوابات دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم، آپ کا ارشاد گرامی بجا ہے جناب سپیکر! اور محکمے کو سخت ہدایات ہوتی ہیں کہ اس قسم کی غلطیاں نہ ہوں۔ لیکن یہ صوبہ پنجاب ہے اور یہاں ہزاروں نہیں لاکھوں گاؤں ہیں۔ چنانچہ اگر سنڈیانوالہ کے بجائے منڈیانوالہ لکھا گیا تو یہ کوئی اتنی بڑی غلطی نہیں کہ جسے مذاق کے طور پر ایوان میں پیش کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، ضمنی سوال: سردار صاحب نے نیچے جواب میں فرمایا ہے کہ میری تین یونین کونسلوں میں بوائز سکول نہیں ہیں' چھ میں گرلز مڈل سکول نہیں ہیں۔ یعنی یونین کونسل ایسی ہیں کہ جس میں نہ مڈل ہے نہ ہائی ہے۔ اور پھر حلقہ 175 میں 89-1988ء میں ایک سکول بھی مڈل سے ہائی نہیں کیا' نہ پرائمری سے مڈل۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم: میں ممبر کی تشفی کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ محکمہ نے ایک Criteria مقرر کیا ہے۔ اس کو بنیاد رکھ کر کہیں ہائی کا درجہ دیا جائے گا اور یا پرائمری سے مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ اس دیہہ کی آبادی کا بھی Criteria ہے اس کے قریب فاصلے پر جتنے سکول ہوں وہ بھی ایک Criteria ہے لہٰذا جب بھی کوئی علاقہ یا مقرر کردہ دیہہ اس Criteria کے اندر آئے گا۔ انشاءاللہ ہم ان کی خواہشات کا ضرور احترام کریں گے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ کیا یہ Criteria ہے کہ ہر یونین کونسل جس میں نہ مڈل ہو نہ ہائی ہو اس میں ایک پرائمری اور ایک مڈل سکول کی تجویز ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں عرض کر چکا ہوں ان کے دوبارہ اصرار پر میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں یہ حکومت کی پالیسی ہے کہ یونین کونسل اور ہیڈ کوارٹر میں ایک ہائی سکول دیا جائے۔ لیکن اگر وہ یونین کونسل کا مرکز اس Criteria پر پورا نہ اترے تو باقی یونین کونسل کو پورا کرنے کے بعد اس یونین کونسل کو بھی ضرور دیا جائے گا۔

سردار اللہ یار خان ہراج: جناب سپیکر! یہ احمد نگر کا لکھا ہوا ہے حلقہ نمبر 174 کیا یہ اس حلقے میں واقع ہے۔ یہ اس کی تصدیق فرما دیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے پاس جو چھپا ہوا جواب ہے اس میں احمد نگر حلقہ 174 میں ہے۔

اگر اس میں کوئی غلطی ہوگئی ہے تو میں پہلے معذرت کر چکا ہوں۔ چونکہ بعض سوالات ہمیں بڑی تاخیر سے ملے اور ہمیں بڑے کم وقت میں جواب تیار کرنا پڑے۔ اگر اس قسم کی کوئی چھوٹی موٹی غلطی طباعت میں ہے تو اس کے لیے میں ایوان سے پہلے معذرت کر چکا ہوں۔

سردار اللہ یار خان ہراج، جناب سپیکر! یہ محکمہ تعلیم میں اکثر غلطیاں چل رہی ہیں۔ کچا کھوہ سکول ہے وہ 19 مہنگا شرقی میں واقع ہے یعنی میرے حلقے میں ہے لیکن وہ خانیوال میں ہے اگرچہ وہ کچا کھوہ کے نام پر ہے۔ یہ غلطیاں ان کے محکمہ میں اکثر ہیں۔

جناب چیئرمین، جناب والا! سردار صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ احمد نگر حلقہ 174 میں ہے منیاں والا جو ہے وہ حلقہ 175 میں ہے اور بعض میں 176 میں ہے۔ اب آپ خود اندازہ کریں ہراج صاحب فرما رہے ہیں کہ منیاں والا بھی ان کے حلقہ 174 میں ہے۔ یہ دو جگہ misprint ہوا ہے۔ ایک احمد نگر کا اور منیاں والا کا اور جس معزز رکن نے یہ سوال کیا ہے وہ ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب ہیں۔ ان کا حلقہ غالباً نہ تو 174 ہے اور نہ ہی 175 ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور میں غلط طباعت کی معذرت کر چکا ہوں۔ میں فاضل ممبر سے دوبارہ معذرت چاہتا ہوں اور میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے اس قسم کی nusprintung نہ ہو گی۔

جناب چیئرمین، جناب یہاں بات مس پرنٹنگ کی نہیں ہے۔ جیسے آپ یقین دہانی کرا چکے ہیں۔ میں معزز ممبر اور بھائی کی طرف سے آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اپنے محکمہ کو ہدایت کریں کہ وہ موقع پر جا کر یہ چیک تو کیا کریں کہ کونسا حلقہ ہے۔

سردار اللہ یار خان ہراج، حقیقت میں یہ ندھال کو ہال بنایا ہوا ہے۔ وہ تو misprint ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک غلطی پر دوسری غلطی misprint نہیں ہے۔

وزیر تعلیم، میں عرض کر چکا ہوں اور میں اس کی درستی فوراً کرا دوں گا۔ یہاں صرف غلط بیان کیا گیا ہے یا غلط چھپ گیا ہے۔ لیکن موقع کے اوپر تو سکول غلط نہیں موقع پر تو سکول وہیں ہے۔ جہاں فاضل ممبر فرما رہے ہیں۔ اگر یہاں بیان کرنے میں کوئی غلطی کر دی گئی ہے۔ میں اس کی بھی درستگی کرادوں گا۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب! اتنی یقین دہانی کرا دیں کہ ڈسٹرکٹ آفیسر نے آپ کو غلط جواب بھیجا ہے۔ آپ اس کے خلاف کوئی ایکشن لیں گے

وزیر تعلیم، اگر ان کا مطلب اس اعتراض کرنے سے یہی تھا۔ تو یقیناً اس آفیسر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ اور اس کی جواب طلبی کی جائے گی۔ سوال 340 پکارا گیا اور چھپا ہوا جواب پڑھا گیا۔

حلقہ پی پی۔ 175 میں سکولوں کی تفصیلات

*340- جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔ 175 میں کل کتنے پرائمری گرلز سکول ہیں۔

(ب) کتنے گرلز پرائمری سکول کی عمارت موجود ہے۔

(ج) کتنے پرائمری گرلز سکولوں میں معلمات کی تعداد کم ہے۔

(د) کتنے پرائمری گرلز سکول معلمات کے نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) 75 گرلز پرائمری سکول

(ب) 28 گرلز پرائمری سکولوں کی عمارتیں موجود ہیں۔

(ج) 22 گرلز پرائمری سکولوں میں معلمات کی کمی ہے

(د) 13 گرلز پرائمری سکول معلمات نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سردار صاحب نے فرمایا ہے کہ 22 گرلز سکولوں میں معلمات کی کمی ہے۔ 13 گرلز سکول بند پڑے ہیں۔ ایک گرلز پرائمری سکول میں کل دو معلمات ہوتی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کر دوں کہ میرے حلقے میں 35 سکول بند ہیں کیا سردار صاحب ان بند سکولوں کے اجراء کے بارے میں ایوان کو کچھ بتانا پسند فرمائیں گے۔

وزیر تعلیم، اجراء تو نہیں اگر ڈاکٹر صاحب ان کو چلانے کے بارے میں فرما رہے ہیں تو میں عرض کئے دیتا ہوں۔ دیہات میں ایک ضلع میں نہیں بلکہ ہمیں پنجاب کے بیشتر ضلعوں میں یہ تکلیف رہتی ہے۔ معلمات کی Posting وہاں کی جاتی ہے۔ لیکن وہ وہاں duty سنبھالنے سے گریزاں رہتیں ہیں۔ کہیں آمدورفت کی تکلیف ہے کہیں مکان نہ ملنے کی تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلے میں پہلے

اجلاس میں یہ اعتراض کیا گیا تھا۔ ان ٹرینڈ ٹیچرز کیوں تعینات کی جاتیں ہیں۔ یہ کسی مجبوری کے تحت کیا جاتا ہے۔ کم از کم وہاں مقامی خواتین مل جائیں جو سکول چلانے کے قابل ہوں اب ہم نے کچھ عرصہ سے Postnng پر Ban لگا رکھا ہے۔ اور اس بارے میں کچھ پالیسی وضع کرنی ہے جونہی پالیسی وضع ہو جائے گی۔ اگر ہمیں ٹرینڈ ٹیچرز نہ ملے تو ان ٹرینڈ ٹیچرز جو کم از کم میٹرک ہوں پرائمری سکول کی حد تک ان کو وہاں تعینات کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تا کہ بند سکولوں کو چلایا جائے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: سردار صاحب نے فرمایا ہے تقریباً سال کا آدھا حصہ تو گزر چکا ہے سردار صاحب یہ فرما دیں گے کہ کب تک ٹرینڈ یا ان ٹرینڈ تقرریوں کا Ban ختم ہوگا تاکہ بچیوں کا تعلیمی سال ضائع نہ ہو۔

وزیر تعلیم: میں ڈاکٹر صاحب کی مزید تسلی کے لیے عرض کرتا ہوں پالیسی بنانا کوئی معمولی بات نہیں اس میں بہت سوچ بچار اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ انشا اللہ اس ماہ کے اندر پالیسی کا اعلان کیا جائے گا۔ مزید برآں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ پی ٹی سی کے سابقہ داخلے والے بھی ٹریننگ لے چکے ہیں۔ میں اس تعداد کو یہاں quote نہیں کرتا۔ اور ہمارے پاس ہزاروں کی تعداد میں مردانہ اور زنانہ ٹیچرز بھی آچکے ہیں۔ انشا اللہ حکومت پنجاب جب تعیناتی پر اور تبادلوں پر Ban ختم کر دے گی تو ان میں سے بیشتر سکولوں کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا۔ میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ بھی سردار صاحب سے پوچھا ہے۔ کہ میرے حلقہ میں 28 گرلز سکولز کی عمارات ہیں۔ اور کل نوٹل جیسا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 75 ہیں۔ تو سردار صاحب ان عمارات کے بارے میں روشنی ڈالیں گے کہ کب تک بن سکیں گی کیا ایسی کوئی پالیسی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! سکول چاہے پرائمری ہوں یا ہائی ہوں

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تمام صوبے میں عمارتیں مہیا کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں چونکہ صوبے کے پاس اتنے وسائل نہ ہیں ترجیحات مقرر کی جاتیں ہیں۔ جہاں زیادہ ضرورت سمجھی جائے یا جہاں زیادہ تعداد بچوں کی یا بچیوں کی ہو وہاں پہلے عمارت فراہم کی جاتی ہے۔ اور اسی طرح کوشش رہے گی کہ ان کی ترجیحات میں باری

آئے۔ تو ان کو بھی انشا اللہ عمارتیں مہیا کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! سردار صاحب سے اس ضمن میں ایک سوال میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ پرائمری گرلز سکول کے بارے میں ایک پالیسی بنی تھی کہ وہاں پر نئے سکول کی عمارت کے ساتھ ایک چوکیدار کے لیے اسامی منظور کی جاتی تھی تو کیا یہ فرمائیں گے کہ اس پالیسی پر اس سال عمل کیوں نہیں ہوا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے فاضل رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پرائمری سکولوں کی حد تک چوکیدار کی محکمانہ پالیسی نہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں سردار صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 88-1987 میں جو گرلز پرائمری سکول منظور کیے گئے تھے ان میں ایک چوکیدار کی اسامی منظور کی گئی تھی اور 89-1988ء میں بھی یہ عندیہ دیا گیا تھا اور آپ کے توسط سے سردار صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ جو نئے سکول بنے ہیں ان میں تین تین ماہ عارضی طور پر چوکیدار کام بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ اس دفعہ بجٹ میں منظوری نہیں آئی اور ان کو واپس کر دیا گیا۔ تو سردار صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ 88-1987ء میں یہ پالیسی تھی تو 89-1988ء میں کیوں نہیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر فاضل رکن یہ مثال جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں یا حوالہ دے رہے ہیں مجھے ان کے نام ان کے مواقع جہاں بھی ہیں بتا سکیں گے تو آئندہ اجلاس میں میں کوشش کروں گا کہ ان کو مطمئن کر سکوں۔ مزید برآں اس سال کوئی نئے چوکیدار کی اسامی کسی سکول میں نہیں دی گئی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں نے عرض کیا تھا کہ 88-1987ء میں تھی اس دفعہ نہیں ہے۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کیا کوئی بجٹ کی کمی تھی یا کوئی اور وجہ تھی؟

وزیر تعلیم، جناب والا! میں نے عرض کر دیا ہے۔ فاضل رکن شاید میری بات نہیں سمجھ پائے۔ اگر وہ مجھے مثالیں دے دیں گے ان سکولوں کے نام دے دیں گے تو میں تحقیقات کر کے کوشش کروں گا کہ آئندہ اجلاس میں ہاؤس میں جواب پیش کر سکوں۔

ملک شاہ محمد محسن، جناب والا! وزیر موصوف نے سوال کے جز ب 'ج' اور د میں یہ بھی فرمایا ہے کہ

75 میں سے 28 گرلز پرائمری سکولوں کی عمارات موجود ہیں اور 47 کی موجود نہیں ہیں۔ جز (ج) میں کہا ہے کہ 22 گرلز پرائمری سکولوں میں معلمات کی کمی ہے اور جز (د) میں کہا ہے 13 گرلز پرائمری سکول معلمات نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ میں وزیرموصوف سے یہ پوچھوں گا کہ یہ صورتحال جو آپ نے جز ب' ج' اور د میں فرمائی ہے یہ کتنے عرصے سے ایسے چلی آ رہی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! غالباً فاضل رکن نے میرے اس سوال کے جواب دینے سے پہلے جو میں نے عرض کیا اس پر غور نہیں فرمایا۔ میں نے کہا تھا کہ سوال وصول ہونے تک اس وقت جو پوزیشن ہے وہ میں عرض کر رہا ہوں۔ اور اب وہ سوال کی تاریخ کیا تھی اگر وہ پوچھنا چاہیں گے تو میں ریکارڈ سے دریافت کر کے ہاؤس میں عرض کر دوں گا۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب والا! میرا یہ سوال ہے کہ یہ صورت حال جو جز ب' ج' اور د میں بتائی گئی ہے یہ کب سے ایسی چلی آ رہی ہے؟ میرا یہ سوال نہیں کہ اس وقت کیا پوزیشن ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ نیا سوال ہے اس کا ضمنی سوال میں کوئی حق نہیں بنتا اگر فاضل رکن چاہیں تو یہ نیا سوال دے دیں اور وقت پر اس جواب کو ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب والا! 12 گرلز سکول معلمات نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہوئے ہیں۔ 47 سکولوں کی عمارات نہیں۔ اور کئی سکولوں میں ٹیچر موجود نہیں ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وزیر تعلیم صاحب یہ نہ بتا سکیں کہ یہ صورت حال کب سے چلی آ رہی ہے۔ اس کے لیے تو کوئی ضمنی سوال دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ یہ تو بڑی بنیادی سی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو نیا سوال دے دیں تاکہ وہ پچھلا سارا ریکارڈ چیک کر لیں گے کہ کب سے یہ حالت چلی آ رہی ہے؟

ملک شاہ محمد محسن: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ انتہی بری صورت حال ہے کہ جس کے پیش نظر اتنا احساس بھی نہیں۔ اگر احساس ہوتا تو یہ ضرور دیکھتے کہ کب سے یہ بات چلی آ رہی ہے۔ میں تو محکمہ تعلیم کے غیر مادرانہ رویے کی نشان دہی کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔ اگلا سوال۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب!

سوال نمبر 357 کا تبدیل شدہ جواب پڑھا گیا

اساتذہ کو گریڈ سترہ دینے کے لیے اقدامات

*357- جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیشنلائز سکولوں کے ایس ایس ٹی اساتذہ کو سترہ گریڈ دیا جا چکا ہے لیکن ابھی تک اٹھارہ اساتذہ ایسے ہیں جن کو سنیارٹی دینے کے باوجود سترہ گریڈ نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اٹھارہ اساتذہ کو سنیارٹی ملنے کے باوجود ابھی تک سترہ گریڈ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت متذکرہ اساتذہ کو بھی گریڈ سترہ دینے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! جو چھپا ہوا جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے میں معذرت سے کہتا ہوں کہ اس میں کچھ غلطی ہے اور وہ درست نہ ہے جو میں یہاں عرض کر رہا ہوں آپ کی وساطت سے جو صحیح جواب ہے وہ یہ ہے۔

(الف) اس خبر کا پہلا حصہ درست ہے۔ نیشنلائزڈ کیڈر کے مستحق ایس ایس ٹی اساتذہ کو گریڈ سترہ دیا جا چکا ہے۔

دوسرا حصہ درست نہ ہے۔ جز (الف) کے دوسرے حصے کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! یہ جو 18 اساتذہ ہیں ان کو کبھی سنیارٹی لسٹ میں شامل کیا گیا اور بعد میں ان کا نام نکال دیا گیا ہو؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ فاضل رکن سوال کو دہرا دیں میں ان کا سوال سمجھ نہیں سکا۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب سپیکر! جیسا کہ اس میں تحریر ہے کہ سنیارٹی لسٹ میں شامل کئے گئے اساتذہ کو گریڈ سترہ دیا گیا ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سترہ یا اٹھارہ افراد تھے ان کو سنیارٹی لسٹ میں شامل کیا گیا ہو اور پھر کسی وجہ سے ان کا نام نکال دیا گیا ہو؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ معلومات اس وقت میرے پاس نہیں ہیں کہ میں ہاؤس میں عرض کروں اور ویسے بھی یہ fresh Question بنتا ہے۔ اس کا ضمنی حصہ نہیں بنتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! اگر مجھے فاضل رکن جواب مکمل کرنے دیں تو میں شاید ان کو مطمئن کر لوں گا اگر وہ یہ معلومات چاہیں گے تو میں یہ آئندہ اجلاس میں ہاؤس کے فلور پر یہ معلومات ان کو پیش کر دوں گا۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب سپیکر! یہ جان بوجھ کر معلومات چھپا رہے ہیں۔ اصل حقائق کچھ اور ہیں۔ تو میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ سوال کا جو دوسرا حصہ ہے کہ seniority list میں کسی وجہ سے شامل نہیں ہو سکتے۔ تو کیا وہ کوئی وجہ بتا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! میں نے آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے عرض کیا تھا کہ اس سوال کے حصہ (ب) میں جو لکھا ہے کہ seniority list میں کسی وجہ سے بھی شامل نہیں ہو سکتے تو کیا وزیر موصوف مجھے کوئی ایک وجہ بتا سکیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جو یہ 18 اساتذہ کا ذکر کر رہے ہیں یہ بالکل ممکن نہیں کہ سب کی وجوہات ایک ہی ہوں۔ اگر وہ 18 نام ہمیں فراہم کر دیں تو پھر ہم ان ناموں کے ساتھ ساتھ جواب دے سکیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس طرح سے میں ایک Generalized جواب نہیں دے سکتا۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! وزیر موصوف کوئی ایک وجہ تو بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بات تو ایک ہی ہے کہ ہر ایک کی وجوہات مختلف ہیں یا آپ کسی ایک کا نام لیں تو وہ اس کے متعلق دیکھ کر بتا دیں گے

بیگم صغیرہ اسلام: جناب والا! جو سکول Nationalized ہوئے ہیں ان میں سترہ اساتذہ ایسے ہیں جن کو سترہ گریڈ سے محروم رکھا گیا ہے۔ تو انہوں نے پرانے اساتذہ کی مکمل فہرستیں مانگی تھیں جو محکمہ تعلیم کو فراہم کی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے کیس کا ابھی تک فیصلہ نہیں کیا گیا۔ یہ 18 ایسے لوگ ہیں جنہیں اس گریڈ سے محروم رکھا گیا ہے جن میں ایک مسرت بابر ہے جو بارہویں نمبر پر ہے۔ ان کے بارے میں میں پتا کرنے کے لیے گئی تھی۔ یہ چوبرجی سکول میں ٹیچر ہیں اور یہ Nationalized سکول ہے اور اس وقت وہ Estate officer ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں۔ محترمہ نے ایک نام تو دے دیا۔ اگر وہ یہاں سارے کے سارے 18 نام دے دیں تو آئندہ سوالات کے موقع پر میں تفصیل یہ ساری رپورٹ ہاؤس کے

سامنے پیش کر سکتا ہوں۔

محترمہ بیگم صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف مجھے اجازت دیں تو میں ایک گھنٹے کے اندر انہیں وہ اٹھارہ نام بھی پیش کر سکتی ہوں جن کو seniority list میں شامل نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ! آپ ایسا کریں کہ آپ وہ وزیر موصوف کو دے دیں وہ جو بھی مناسب کارروائی ہو گی فرمالیں گے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ سوالات کا وقفہ صرف ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ تو جب تک یہ معلومات حاصل کریں گی سوالات کا وقفہ ختم ہو چکا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ آپ ایسا کریں کہ وہ آپ بعد میں دے دیں وزیر موصوف اسے چیک کر لیں گے کہ کیا پوزیشن ہے؟

بیگم صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! میرا تعلق بھی محکمہ تعلیم سے ہے اور میں خود بھی ٹیچر ہوں اور میں پڑھاتی بھی ہوں اور مجھے پتا ہے کہ کن لوگوں کو کن کن وجوہ کی بناء پر ان کے گریڈ سے محروم رکھا گیا ہے۔

وزیر تعلیم، اگر محترمہ سرکاری سکول میں ٹیچر ہیں تو یہاں ممبر نہیں ہو سکتی تھیں اور اگر پرائیویٹ سکول میں ٹیچر ہیں تو ان کے اور ہمارے قواعد میں فرق ہوتا ہے اگر محترمہ تسلی چاہتی ہیں تو next working day پر بے شک وہ فہرست لے آئیں یا اسمبلی چیمبر کے دفتر میں تشریف لے آئیں اور میں ان کو اطمینان دلانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ seniority list کیسے مرتب کرتے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ بالکل جداگانہ سوال ہے لہٰذا یہ علیحدہ سوال پیش کریں اور آئندہ وقفہ سوالات میں میں ان کا جواب دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرا پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ آیا seniority list تاریخ تقرری سے لیتے ہیں یا پھر اور کوئی طریق کار ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں اس کا جواب دے چکا ہوں جب چاہیں یہ سوال دے دیں اس کا جواب

ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ آیا یہ تقرری کی تاریخ سے seniority کرتے ہیں یا پھر کوئی اور طریق کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! آپ پالیسی پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی: نہیں جناب! اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ seniority list میں نہیں آ سکتا۔ ویسے جناب والا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ ہم جو بھی سوال کرنا چاہیں اس سوال کے اندر رہتے ہوئے ہم کر سکتے ہیں۔ تو جناب والا اگر seniority list کا ذکر آئے گا تو ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آپ seniority list کیسے مرتب کرتے ہیں؟ یہ تو بڑی واضح بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ کے پوچھنے پر تو کوئی پابندی نہیں لگائی جا رہی سوال آپ ضرور پوچھ سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میرا مطلب یہ ہے کہ سوال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو معاملہ ہم نے پیش کیا ہے وہ thrash out ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہ ایک پالیسی ہوتی ہے۔ یہ کوئی رولز ہوں گے

جناب فضل حسین راہی: ٹھیک ہے جی۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! seniority list کے متعلق جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جو seniority list میں شامل ہیں۔ تو جو seniority list کے متعلق فرما رہے ہیں اور seniority list میں کچھ نام شامل ہیں تو جناب والا اگر یہ بتا دیا جائے کہ seniority list کس طرح سے تیار کی جاتی ہے آیا یہ service کی بنیاد پر تیار کی جاتی ہے یا یہ قابلیت کی بنیاد پر یا پھر کسی اور بنیاد پر بنی ہوئی ہے تاکہ آئندہ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ seniority list اس طرح بنائی جاتی ہے اور محکمہ تعلیم میں اس طرح سے بن رہی ہے تو جناب والا! یہ بڑا مناسب سوال ہے اور ضمنی سوال بنتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں نے سوال کی validity کو question قطعاً نہیں کیا میں نے تو صرف یہی عرض کیا ہے کہ یہ fresh question بنتا ہے کیونکہ یہ پالیسی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں نہ کہ ان اٹھارہ اساتذہ کی بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ تو جب بھی یہ fresh سوال کا نوٹس دیں گے تو ان

کو بلکہ سارے ایوان کو پالیسی matter پیش کر دیا جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیں کیونکہ اس طرح سے ایوان کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ (جواب پڑھا گیا)

سکولوں کے لیے عمارات حاصل کرنے کے لیے اقدامات

*358- جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ شاہ دین مسلم مڈل سکول اکرم پارک اور نوید جونیئر ماڈل پرائمری سکول شاد باغ کرایہ کی عمارت میں قائم تھے جبکہ متذکرہ عمارتیں اپریل 1988ء میں خالی کرائی گئیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول کے بچوں کو سرٹیفکیٹ دے کر فارغ کر دیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا سکولوں کے لیے عمارات حاصل کرنے پر غور کر رہی ہے۔ مزید برآں کیا متذکرہ سکول کی معلمات کو کسی اور سکول میں بھیج دیا گیا ہے یا برخاست کر دیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے اپریل 1988ء میں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کی تعمیل میں عمارات خالی کر دی گئیں۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) عمارات کا حصول حکومت کے زیر غور ہے۔ نوید جونیئر ماڈل پرائمری سکول کے معلمات گورنمنٹ متوسط مڈل سکول وسن پورہ میں کام کر رہی ہیں اور شاہ دین اسلم مڈل سکول کی معلمات پاک سٹینڈرڈ گرلز ہائی سکول شاد باغ میں کام کر رہی ہیں۔

جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! سوال کا جو جزو (ب) ہے اس کے بارے میں یہ ہے کہ جب سکول کے بچوں کو سرٹیفکیٹ دے کر فارغ کر دیا گیا تو کیا ان کو آوارہ پھرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا یا ان کے متبادل داخلے کا انتظام کیا گیا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! سرٹیفکیٹ دینے کا مطلب اور مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ کسی اور سرکاری

سکول میں یا غیر سرکاری سکول میں داخلہ اس سرٹیفکیٹ کی بناء پر لے سکیں اور وہ بچے گرد نواح کے سکولوں میں داخلہ لے چکے ہیں

جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! جس طرح سے اساتذہ کے لیے انہوں نے نوید جونیئر ماڈل سکول کی متور مڈل سکول میں اور شاہ دین مڈل سکول کو پاک سٹینڈرڈ میں جگہ دی تو جناب والا میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ جب انہوں نے استانیوں کے لیے سکول میں بیٹھنے کا انتظام کر دیا۔ تو کیا انہوں نے اس طرح بچوں کے لیے بھی کہا کہ آپ کو اس سکول سے اس سکول میں داخل کر دیا جائے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! ٹیچرز سرکاری ملازم ہوتے ہیں ان کی Posting کرنا یا ان کو کہیں منتقل کرنا یہ حکومت کے اختیار میں ہے لیکن بچوں یا بچیوں کے بارے میں حکومت یہ کیسے فیصلہ کر سکتی ہے کہ آپ فلاں سکول میں چلے جائیں یا فلاں سکول میں چلے جائیں یہ ان کے والدین کی choice ہے کہ وہ اپنا next nearest school چنیں یا فاصلے پر چنیں اور اچھا سکول چنیں یہ ان کے والدین کی مرضی ہوتی ہے نا کہ محکمہ کی۔

جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، جناب والا! میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ ان سکولوں کے لیے متبادل عمارات یا متبادل جگہ کا انتظام کب تک کر دیا جائے گا۔

وزیر تعلیم، جناب والا! جواب کے جزو (ج) میں عرض کیا ہے کہ عمارات کے حصول کی کوشش جاری ہے آپ جناب سپیکر خود سمجھ سکتے ہیں کہ شہری ماحول میں عمارات کا حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے خصوصاً جبکہ ہمارے وسائل محدود ہوں اور ہم محدود رقوم استعمال کر سکتے ہوں بہرحال ہم کوشش کر رہے ہیں اور جب بھی موزوں عمارات حاصل ہوگئیں وہ سکول دوبارہ شروع کر دیئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال نمبر 364۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب! اس کے جواب کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! شاید ان کو ضرورت نہ ہو لیکن باقی ایوان اس کو سننا چاہتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! جب ہم کسی کے behalf پر نمبر پکارتے ہیں تو وہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے یہ کوئی ضد کرنے کی بات نہیں ہے۔ اور یہاں ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ It should be taken as read

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس سے پہلے نواب زادہ صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ اس کو بطور read لیا جائے لیکن جناب والا یہ کوئی ضابطہ یا رول نہیں یہ ایسے ہی mis-quote کر رہے ہیں اور اس کو ایوان میں on the record لا رہے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں کہ جب وہ on behalf ہو تو اس کو ایسے تصور کر لیا جائے یہ کسی بھی جگہ پر نہیں لکھا ہوا ہے۔یا یہ مجھے ایسی کوئی تحریر دکھا دیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں اگر فاضل رکن ایوان کا وقت بچانا چاہتے ہیں تو میں یہ سارا بنڈل considered as read کر کے بیٹھ جاتا ہوں تو پھر ایک کو کیوں یہ considered as read کر رہے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے پھر آپ پڑھ ہی لیں۔

جناب فضل حسین راہی، بہتر ہے اگر آپ کو پڑھنے کا شوق ہے تو پھر پڑھیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کو سوال کرنے کا شوق ہے میں تو صرف جواب دے رہا ہوں۔ میں ویسے کوئی جواب دینے کا شوقین نہیں ہوں۔

گرلز سکول میں ہاسٹل کی عمارت کی تعمیر

*364- مسز حسین تارڑ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قادر آباد تحصیل پھلیہ ضلع گجرات میں طالبات کی رہائش کے لیے کوئی ہاسٹل نہیں ہے جبکہ نواحی دیہات کی طالبات بغیر رہائش سہولت کے تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ سکول میں ہاسٹل کی عمارت تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ گرلز ہائی سکول قادر آباد میں کوئی ہاسٹل نہیں ہے لیکن مناسب ذرائع آمدورفت کی وجہ سے قرب و جوار کی طالبات سکول آ جا سکتی ہیں۔

(ب) وسائل کی کمیابی کی وجہ سے دیہاتی علاقوں میں ہاسٹل کی تعمیر اولین ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔

گرلز ہاسٹل کی مرمت اور ہاسٹل میں چوکیدار اور مالی کی تعیناتی

365- چودھری منورحسین تارڑ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہاسٹل برائے طالبات موضع جوکالیاں ضلع گجرات میں کوئی چوکیدار اور مالی نہیں ہے جس کی وجہ سے طالبات کی حفاظت اور ہاسٹل کی دیکھ بھال مناسب طریقہ سے نہیں ہو رہی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہاسٹل میں چوکیدار۔ مالی ملازم رکھنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ گورنمنٹ ہاسٹل خستہ حالت میں ہے۔ اور کسی وقت بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل ہاسٹل کی مرمت وغیرہ کا تخمینہ بھی لگایا گیا تھا۔

(ہ) اگر جز (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ ہاسٹل کی مرمت کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) پہلا حصہ درست ہے۔

ہیڈ مسٹریس نے سکول کی ایک ملازم کی ذیوٹی لگا رکھی ہے جو ہاسٹل کی دیکھ بھال کر رہی ہے۔

(ب) ہاسٹل میں علیحدہ مالی اور چوکیدار کی آسامیاں پالیسی کے طور پر مہیا نہیں کی جاتی ہیں۔

(ج) اس حد درست ہے کہ عمارت قابل مرمت ہے۔

(د) درست ہے مذکور ہاسٹل کی سپیشل مرمت کا تخمینہ -/99,900 روپے لگایا گیا ہے۔

(ہ) ہاسٹل کی مرمت کا کام 89-8-29 کو مکمل ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سردار ظفر اقبال صاحب۔

گرلز انٹر میڈیٹ کالج کا اجراء

*372- جناب سردار ظفر اقبال، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مصطفے آباد (دھرم پورہ) لاہور میں گرلز انٹرمیڈیٹ کالج کے اجراء کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو عمارت کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔ اور عمارت کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گی؟

وزیر تعلیم(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج مصطفے آباد (دھرم پورہ) لاہور سردست واسا کی عمارت میں قائم کیا گیا ہے۔ اس کالج کی عمارت کے لیے فی الحال کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔ اراضی کے حصول کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے ملتے ہی عمارت کی تعمیر کے لیے رقم مختص کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری محمد شاہنواز چیمہ صاحب۔

ہاسٹل کی تعمیر کے لیے اقدامات

*408- چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں دور سے آنے والی طالبات کے لیے کوئی ہاسٹل نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہاسٹل نہ ہونے کی وجہ سے قرب و جوار کے دیہاتوں کی طالبات کو گوجرانوالہ کے کالج میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے طالبات کے والدین پریشانی میں مبتلا ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ ہائر سیکنڈری سکول میں

ہاسٹل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ قرب و جوار کے دیہاتوں سے آنے والی کسی طالبہ نے ہاسٹل نہ ہونے کی بناء پر پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔ نیز سکول مذکورہ کی ہائر سیکنڈری حصہ کی عمارت کی تعمیر کے لیے زمین کا معاملہ تا حال طے نہیں ہوا جو کہ اس کی اولین ضرورت ہے۔ ہاسٹل کی تعمیر ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: ضمنی سوال۔۔ جناب سپیکر! اگر کوئی طالبہ انہی سے سوال کرے تو پھر کیا یہ وہاں ہاسٹل بنا دیں گے کیونکہ یہ فرما رہے ہیں کہ کسی طالبہ نے کوئی شکایت نہیں کی۔ شکایت تو انہوں نے اپنے پنجاب اسمبلی کے ممبروں سے کرنی ہے۔ اگر وہ ان کے ہاں شکایت کریں تو پھر کیا یہ ہاسٹل بنا دیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں اس کا جواب آخر میں دے چکا ہوں کہ ہاسٹل کی تعمیر ترجیحات میں شامل نہیں۔ ویسے تو ملک کے ہر حصے میں وہاں کے مقامی باشندوں کی یہ خواہش ہوگی کہ ان کے سکولوں میں ہاسٹل مہیا کر دیئے جائیں لیکن فاضل رکن کو حکومت پنجاب کے محدود وسائل کا علم ہے اور اگر علم نہ ہو تو وہ میرے پاس تشریف لے آئیں میں اپنے وسائل بھی ان کے سامنے رکھ دوں گا اور مسائل بھی یا جو ہماری صوبائی ضروریات ہیں وہ بھی ان کے سامنے رکھ دوں گا اور اس صورت حال کے پیش نظر ہمیں ترجیحات مقرر کرنی پڑتی ہیں۔ جہاں ضرورت اہم تر سمجھی جائے وہاں پہلے ہاسٹل مہیا کیے جائیں گے اور اس طرح بالترتیب نیچے کو آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب نذیر احمد چودھری صاحب۔۔

اساتذہ کو ایک ہی کیڈر میں ضم کرنے کے لیے اقدامات

*442- جناب نذیر احمد چودھری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکولز اور کالجز میں اساتذہ کے مختلف کیڈر ہیں مثلاً جنرل کیڈر ڈسٹرکٹ

کیڈر اور نیشنلائزڈ کیڈر۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر کیڈر کے اساتذہ کی ترقی اور پنشن وغیرہ کا علیحدہ علیحدہ حساب ہوتا ہے اور کئی اساتذہ اس لحاظ سے خسارے میں رہ جاتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک ملک اور ایک ہی محکمے میں کام کرنے والے سب اساتذہ کو ایک ہی کیڈر میں ضم کرنے سے سب کی ترقیاں اور مراعات یکساں ہوسکتی ہیں۔

(د) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام اساتذہ کو ایک ہی کیڈر میں ضم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے (تاہم ڈسٹرکٹ کیڈر کی بجائے نشلائزڈ کیڈر کی اصطلاح رائج ہے)

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہیں ہے۔

(د) جو کہ نیشلائزڈ کیڈر سے تعلق رکھنے والے سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ 1972ء میں سرکاری ملازمت میں لیے گئے اور Provincialized cadre کے اساتذہ 1973ء میں سرکاری ملازمت میں لیے گئے ان کی شرائط کار نہ صرف آپس میں مختلف ہیں بلکہ جنرل کیڈر کے اساتذہ سے بھی مختلف ہیں۔ ان تمام اساتذہ کے قواعد و ضوابط ملازمت مختلف ہونے کی بناء پر ان کو ایک ہی کیڈر میں ضم کرنے کی بجائے ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں کہ تمام کیڈروں کے اساتذہ کے لیے ترقی اور دیگر مراعات کے یکساں مواقع ہوسکیں۔ اور یہ اقدامات سپریم کورٹ آف پاکستان کے اپیل نمبر 529 of 1980 کے اس فیصلہ کے عین مطابق ہے جو کہ الگ الگ کیڈر کے حق میں ہے اور ادغام کی حمایت نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اب سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر ابھی وقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب یہ جب شروع ہوا تھا مجھے یاد ہے 12 بجنے میں 5 منٹ پر یہ شروع ہوا تھا۔

سید علی ہارون شاہ، جناب سپیکر ابھی وقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب یہ 12 بجنے میں 5 منٹ پر شروع ہوا تھا اور 12 بج کر تقریباً 8/7 منٹ پر میں یہاں سے گیا تھا جب میں نے شاہ صاحب کو یہاں بٹھایا تھا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! باقی سوالات کے جوابات ہاؤس کی ٹیبل پر رکھے تصور کئے جائیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سکولوں میں عملے کی تعیناتی

*443- جناب نذیر احمد چودھری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ بھر میں بہت سے ہائر سیکنڈری سکولوں کا اجراء کیا ہے۔ لیکن ان میں ایس ایس اساتذہ بھی بہت کم تعینات کئے گئے ہیں اور درجہ چہارم کا سٹاف سرے سے تعینات ہی نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ عملہ کی کمی دور کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر تعلیم(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) حکومت نے صوبہ بھر میں ہائی سکولوں میں گیارہوں اور بارہویں کلاسوں کا اضافہ کر کے ہائر سیکنڈری سکول جاری کئے ہیں۔ درجہ چہارم کا عملہ پہلے ہی سے ان سکولوں میں موجود ہے۔ ایس ایس اساتذہ کی ترقی اور تعیناتی مرحلہ وار کی جا رہی ہے اس وقت تک 1001 ایس ایس اساتذہ تعینات کیے جا چکے ہیں۔ مزید 234 اساتذہ کے احکامات چند روز میں جاری ہو جائیں گے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

کمپارٹمنٹ میں رعایت دینے کے لیے اقدامات

* 492 - جناب فضل حسین راہی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1985ء تک میٹرک اور ایف اے کے سالانہ امتحانات میں صرف ایک

مضمون ہی پاس کر لینے سے باقی مضامین میں کمپارٹمنٹ ملتی تھی ۔ اور صرف ان ہی مضامین کا امتحان دینا پڑتا تھا جس میں امیدوار فیل ہوا ہو ۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ 1985ء کے بعد مذکورہ رعایت ختم کر دی گئی ہے اور اب ایف اے میں کمپارٹمنٹ کے لیے کم از کم تین مضامین اور میٹرک میں چار مضامین کا پاس کرنا ضروری ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ بی اے میں اب بھی ایک مضمون ہی پاس کر لینے سے کمپارٹمنٹ دے دی جاتی ہے ۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت میٹرک اور ایف اے میں صرف ایک مضمون پاس کرنے پر کمپارٹمنٹ کی رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) بی اے میں پانچ مضامین میں سے اگر کوئی طالب علم کسی مضمون میں پاس ہو جائے تو اسے پاس شدہ مضمون میں دوبارہ امتحان دینے سے (EXEMPT) مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے لیکن اسے کمپارٹمنٹ نہیں کہتے۔

(د) لاہور ثانوی تعلیمی بورڈ میں 1983ء اور باقی ثانوی تعلیمی بورڈوں میں 1985ء سے قبل تک یہ دستور تھا کہ اگر کوئی امیدوار ایک مضمون میں بھی پاس ہو جاتا تھا تو اسے اس مضمون میں دوبارہ امتحان نہیں دینا پڑتا تھا اسے بقیہ ان مضامین کا امتحان دینا پڑتا تھا جن میں وہ فیل ہوا تھا اور اس مقصد کے لیے اسے چار مواقع دیے جاتے تھے ۔ اس طریق کار سے چونکہ طلباء تساہل کا شکار ہوتے تھے اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے کئی کوششوں میں ایک ہی امتحان پاس کرتے تھے اس لیے معیار تعلیم پر بُرا اثر پڑتا تھا ۔ لہٰذا معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے اس رعایت کو واپس لیا گیا ۔ اب یہ رعایت صرف اس صورت میں ملتی ہے کہ انٹرمیڈیٹ کے پہلے امتحان

(450) میں کم از کم دو سو نمبروں والے تین مضامین اور میٹرک میں کوئی سے چار مضامین نمبروں میں کامیابی حاصل کر لی ہو تو صرف بقیہ فیل شدہ مضامین میں امتحان کی اجازت ہوتی ہے اور اس مقصد کے لیے کل تین مسلسل مواقع دیے جاتے ہیں اور اگر امیدوار پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے تو چوتھی بار اسے پھر سے تمام مضامین کا امتحان دینا پڑتا ہے ۔ اس سکیم سے معیار تعلیم میں بہتری پیدا ہوتی ہے اور طلبہ میں محنت اور استقامت کی عادات پیدا ہوتی ہیں ۔ لہٰذا فی الحال اس طریق کار کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔

سکول کو امداد کی تفصیل

* 500۔ **سید علی ہارون شاہ:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) ڈون سکول لاہور کو سال 1985ء سے لے کر آج تک سال وار حکومت کی طرف سے کتنی رقم کس بنیاد پر بطور امداد دی گئی ۔

(ب) متذکرہ سکول کو کتنی زمین کس قیمت پر دی گئی اور اس زمین کی اس وقت مارکیٹ Value کیا ہے ۔

(ج) اس زمین پر سکول کی طرف سے کتنا کام مکمل ہو چکا ہے ۔ اور کتنا بقایا ہے ؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) محکمہ خزانہ کے ریکارڈ کے مطابق ڈون سکول سوسائٹی آف پاکستان گجرگ لاہور کو ایک پبلک سکول قائم کرنے کے لیے 1985ء سے تا حال امداد کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(i) - 1985-86 X

(ii) - 1986-87 X

(iii) - 1987-88 . . . (i) ساٹھ لاکھ روپے

(ii) بیس لاکھ روپے مئی 1988ء میں وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ میں سے دیے گئے ۔

کل رقم ، 80 لاکھ روپے

(ب) متذکرہ ڈون سکول سوسائٹی آف پاکستان کو کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے 446 ایکڑ 4 کنال اور

11 مرلے سرکاری زمین واقع چک نمبر 25/4CC تحصیل فیروزوالا مبلغ 12,000 روپے فی ایکڑ کے حساب سے ایک سکول قائم کرنے کے لیے 28-7-87 کو دی تھی ۔ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق اس زمین کی موجودہ مارکیٹ Value/4C مبلغ 25000 روپے فی ایکڑ ہے ۔

(ج) متذکرہ زمین پر ابھی تک سکول کی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا ۔

نتائج میں تاخیر کی وجوہات

* 502۔ نوابزادہ غضنفر علی گل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن میں سی ٹی / پی ٹی سی کے امیدواران کا امتحان ستمبر 1988ء میں منعقد ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم گوجرانوالہ مسٹر غلام محمد نے امیدواران کے نتیجہ کا ابھی تک اعلان نہیں کیا ۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے ۔

(ب) درست نہ ہے ۔ نتیجہ کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔

(ج) جز (الف ، ب) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے ۔

تنخواہوں کی ادائیگی کرنے کے لیے اقدامات

* 509۔ حاجی سکندر حیات بوسن، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک 116/ ایل -15 میاں چنوں کو مڈل کا درجہ مل چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کے بعد اب تک جتنے بھی اساتذہ اور دوسرا عملہ بھرتی کیا گیا ہے ان کو تنخواہ نہیں دی جا رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ملازمین تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے شدید پریشانی اور مشکلات سے دوچار ہیں۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو تنخواہیں دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ سکول کے جس عملہ کی تنخواہ فنی وجوہات سے رکی تھی۔ وہ انہیں ادا کر دی گئی تھیں اور اب تنخواہیں باقاعدگی سے ادا کی جا رہی ہیں۔

(ج) جواب "ب" کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

(د) مندرجہ بالا جوابات سے عیاں ہے۔ کہ اب سارے عملے کو باقاعدگی سے تنخواہ مل رہی ہے اور جن کے بقایا جات تھے ان کو ادا کر دیے گئے تھے۔

فورٹ عباس کو سہولتیں دینے کی بجائے واپس لینے کی وجوہات

* 515۔ چودھری محمد بشیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز انٹر کالج فورٹ عباس کا اجراء یکم ستمبر 1982ء کو ہوا اور 1982ء تا 1987ء سائنس گرانٹ کے تحت دو لاکھ روپیہ سے زائد سائنس کا سامان خرید ہوا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 1982ء سے سائنس لیکچرار کی تعیناتی نہیں کی گئی اگر ہوئی بھی تو صرف ایک مضمون کی جس کی وجہ سے طالبات سائنس میں داخلہ نہ لے سکیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26 جنوری 1988ء کیمسٹری کی پوسٹ گورنمنٹ کالج خواتین گلبرگ لاہور اور یکم فروری 1988ء کو بیالوجی کی ایک پوسٹ ماڈل ٹاؤن لاہور تبدیل کی گئی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب سائنس اور دیگر مضامین کی لیکچرارز کی اسامیاں منظور کر کے تعیناتی کرنے کی بجائے سائنس کا سامان اور متعلقہ اسامیاں جس میں ایک فزکس لیکچرار ایک

ریاضی لیکچرار اور تین لیکچرار اسسٹنٹ کو بھی دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا ہے۔

(ہ) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو فورٹ عباس جیسے پسماندہ علاقہ کو مزید سہولتیں مہیا کرنے کی بجائے فراہم کردہ سہولتیں واپس لینے کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت پسماندہ علاقوں کی تعمیر و ترقی میں دلچسپی نہیں رکھتی اگر رکھتی ہے تو کیا ایسے اقدامات سے پسماندہ علاقے ترقی کر سکتے ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہیں ہے مورخہ 2-10-85 کو کیمسٹری کی ایک لیکچرار کی تقرری کی گئی تھی چونکہ اس وقت کوئی طالبہ نہیں تھی لہٰذا ان کو ٹرانسفر کرنا پڑا۔ دوبارہ اسی مضمون میں مورخہ 13-5-87 کو ایک اور لیکچرار کی تعیناتی کی گئی چونکہ طالبہ پھر بھی کوئی نہیں تھی اور نہ ہی درمیانی عرصہ میں کسی نے اس مضمون میں داخلہ لیا تھا۔ لہٰذا ان صاحبہ کو بھی 1988ء کے شروع میں تبدیل کر دیا گیا۔ مورخہ 2-1-89 کو فزکس میں بھی ایک لیکچرار تعینات کر دی گئی جو اب بھی مذکورہ کالج میں موجود ہیں۔

(ج) درست ہے یہ اس لیے کرنا پڑا کہ کالج مذکور میں کوئی بھی طالبہ سائنس میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے اسامیاں بے کار پڑی تھیں۔

(د) درست نہیں ہے اس وقت سائنس یا دیگر مضامین کی لیکچرارز کی اسامیاں کسی دوسرے کالج میں منتقل کرنے کی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ نہ ہی سائنس کا تمام سامان کسی اور کالج کو منتقل کیا جا رہا ہے صرف وہ اشیاء جن کا وقت کے ساتھ ساتھ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے دوسرے کالجوں کو دیے جانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ اس کالج میں تین لیکچرار اسسٹنٹ ہیں جن میں ایک کو عارضی طور پر بوائز کالج فورٹ عباس میں کام پر مامور کیا گیا ہے۔ جونہی گورنمنٹ کالج میں سائنس کی طالبات نے داخلہ لیا اسے اپنے اصل مقام تعیناتی پر واپس بھیج دیا جائے گا۔

(ہ) یہ بات درست نہیں ہے کہ حکومت پسماندہ علاقوں کی ترقی میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس مقصد

کے لیے ہر وقت کوشش کی جا رہی ہیں ۔ کالج مذکورہ بالا سے کیمسٹری اور بیالوجی کی لیکچرارز کی دو اسامیاں مستقل کرنے اور لیکچرارز کی تعیناتی نہ کر سکنے کی وجوہات اوپر بیان کر دی گئی ہیں۔

سکولوں کی عمارت کی تعمیر

* 516۔ چودھری محمد بشیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --

(الف) سب ڈویژن فورٹ عباس میں گرلز بوائز پرائمری مڈل اور ہائی سکولوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے اور ان میں سے کتنے سکول عمارات کے بغیر کام کر رہے ہیں ۔

(ب) جو سکول عمارات کے بغیر کام کر رہے ہیں حکومت ان کی عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز رواں مالی سال میں کس قدر فنڈز مختص کیے گئے اور ان میں سے فورٹ عباس کے کتنے اداروں کو عمارات مہیا کی جائیں گی؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سب ڈویژن فورٹ عباس میں گرلز و بوائز سکولوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہیں ۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
گرلز	139	14	5
بوائز	158	14	9
میزان	297	28	14

ان میں مندرجہ ذیل سکول بغیر عمارت کام کر رہے ہیں ۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
گرلز	19	--	--
بوائز	101	6	3
میزان	120	6	3

(ب) حکومت نے بغیر عمارات کے چلنے والے مدارس کی تعمیر کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام تیار کیا ہے اور ہر سال کے ترقیاتی بجٹ میں سے اس کے لیے فنڈز مہیا کیے جا رہے ہیں ۔ اس

سال کے بجٹ میں صوبے بھر کے لیے 600 پرائمری مدارس اور 8 ہائی مدارس کی عمارات کی تعمیر کے لیے رقم مختص کی گئی ہے ۔ فنڈز کی وجہ سے رفتار کم ہے ۔ اس سال فورٹ عباس سب ڈویژن میں دو گرلز پرائمری مدارس کی عمارات اور ایک بوائز ہائی سکول میں دو کمروں کی تعمیر کے لیے فنڈز فراہم کیے گئے ہیں ۔

کالج کے قیام کے لیے اقدامات

* 521۔ میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت مستقبل قریب میں گکھڑ منڈی تحصیل وزیر آباد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج قائم کرنے پر غور کر رہی ہے ۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے عرصہ تک اس کا اجراء ہو گا اور اگر اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہے تو وہ کب تک دور ہو جائے گی؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست نہیں ہے ۔ البتہ گکھڑ منڈی میں گرلز ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کی منظوری دی جا چکی ہے ۔

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہتی تاہم گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں 1-9-89 سے گیارہویں بارہویں کلاس کا اجراء کر دیا گیا ہے ۔

نئے سکولوں کا اجراء

* 522 ۔ میاں اظہر حسن ڈار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت یونین کونسل جلال (2) یونین کونسل اروپ (3) یونین کونسل منڈیالہ وڑائچ (4) یونین کونسل تلونڈی کھجوالی (5) یونین کونسل ترگڑی (6) یونین کونسل گوندلا والا کے سکول اپ گریڈ کرنے پر غور کر رہی ہے اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عملدرآمد ہو گا۔

(ب) مذکرہ یونین کونسلوں کے کون کون سے گاؤں پرائمری سکولوں کی سہولت سے محروم ہیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ یونین کونسلوں میں قائم پرائمری سکولوں کی عمارات خستہ حالت میں ہے۔

(د) اگر جز (ب) اور (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ بالا یونین کونسل میں نئے سکولوں کا اجراء اور عمارات کی مرمت کروانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) سوال واضح نہیں۔ فاضل رکن اسمبلی کی اپ گریڈیشن سے کون سے سکولوں کی اپ گریڈیشن مراد ہے۔ پرائمری سے مڈل۔ مڈل سے ہائی۔ ہائی سے ہائر سیکنڈری بوائز گرلز سکول۔ اس وضاحت کے بعد جواب دیا جا سکتا ہے۔

(ب) متذکرہ یونین کونسلوں میں کوئی بھی گاؤں پرائمری سکول کی سہولت سے محروم نہیں۔

(ج) یہ کلی طور پر درست نہیں۔ ان یونین کونسلوں میں 82 پرائمری مدارس ہیں۔ جن میں سے 25 کی عمارات قابل مرمت ہیں۔

(د) جز (ب) کے جواب کی روشنی میں نئے سکول کھولنے کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں جہاں تک پرائمری مدارس کی عمارات کی مرمت کا تعلق ہے یہ ذمہ داری لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی ہے جو وہ اپنی مد آپ کے تحت مقامی آبادی کے ذریعے کراتے ہیں۔

کالج کے قیام کے لیے اقدام

* 534۔ جناب سیف علی چٹھہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کی آبادی چالیس ہزار نفوس سے زائد ہے اور اس شہر میں لڑکیوں کے لیے کوئی کالج نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ علی پور چٹھہ اور اس کے ملحقہ علاقے لڑکیوں کو تعلیم کے لیے گوجرانوالہ اور حافظ آباد جانا پڑتا ہے جس سے طالبات کو بہت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سال علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں گرلز کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) تحصیل اور مرکز کی سطح پر بوائز اور گرلز کالج / ہائر سیکنڈری سکول فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اور اس کے لیے مرحلہ وار پروگرام تیار کر لیا گیا ہے۔ استحقاق کی بنیاد پر علی پور چٹھہ میں بھی آئندہ ترقیاتی پروگراموں کے ذریعہ گرلز ہائر سیکنڈری سکول کے قیام کی منظوری دے دی جائے گی۔ سال 90-1989ء میں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

سکول کو خالی عمارت میں منتقل کرنا

* 544۔ محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ضلع شیخوپورہ شہر سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ روڈ لاہور کے نام سے واقع ہے جس کی آبادی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے لیکن یہاں پر آج تک بچوں کی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ بندوبست نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالونی کے مکینوں نے سال 1985ء میں حکومت سے سکول کی تعمیر کا مطالبہ کیا تھا اور سال 1987ء میں ایم این اے گرانٹ سے مذکورہ کالونی کے لیے چھ کمروں پر مشتمل ایک عمارت بنا دی گئی لیکن ابھی تک یہ عمارت خالی پڑی ہے اور یہاں کوئی عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزء بالا کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ عمارت میں ابھی تک ضروری عملہ تعینات نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں نیز کب تک عملہ متعین کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(د) کیا یہ امر واقع ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول شیخوپورہ کی عمارت سو سال پرانی ہے اور وہ کسی وقت بھی جانی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

(ہ) اگر جزء (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ لاہور روڈ پر واقع پہلے

سے تعمیر شدہ چھ کمروں پر مشتمل عمارت میں مزید چار کمروں کا اضافہ کرکے یہاں گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول شیخوپورہ کا عملہ مع طلباء منتقل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ شہر سے چار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے اس کی آبادی کے اعداد و شمار میسر نہیں ۔ یہ درست ہے کہ کالونی مذکورہ میں گورنمنٹ یا میونسپل کمیٹی نے کوئی نیا سکول جاری نہیں کیا ۔ البتہ تین رجسٹرڈ پرائمری مدارس آبادی کے بچوں کی تعلیمی ضروریات پوری کر رہے ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) ایم این اے پراگرام کے تحت عملہ کے لیے تنخواہوں کی گرانٹ فراہم کرنا بھی مرکزی حکومت کی ذمہ داری تھی گرانٹ موصول نہ ہونے کی وجہ سے عملہ فراہم نہ ہو سکا۔

(د) یہ سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے جو صرف دو کمروں پر مشتمل ہے ۔

(ہ) ایسا کرنا ممکن نہیں ۔ ہاؤسنگ کالونی اور اسلامیہ ہائی سکول کی موجودہ عمارت کے درمیان 4 کلو میٹر کا فاصلہ ہے جس کی وجہ سے اسلامیہ ہائی سکول کے طالب علم تبادلہ ہونے کی صورت میں دشواری محسوس کریں گے۔

طلباء کو دوبارہ داخلہ دینے کی وجوہات

* 566۔ چودھری عمر دراز خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے جن طلباء کو مختلف الزامات کے تحت انضباطی کارروائی کے نتیجے میں کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکالا گیا تھا ماہ نومبر 1988ء کے بعد ان کو دوبارہ داخلہ دے دیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے طلباء کے نام اور تعداد کیا ہے ۔ ان پر کیا الزامات تھے جن کے تحت ان کے خلاف انضباطی کارروائی کی گئی تھی اور ان کی سزائیں معاف کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) صرف اس حد تک درست ہے کہ جن طلباء کو مختلف الزامات کے تحت انضباطی کارروائی کے نتیجے میں نکالا گیا تھا۔ اُن میں سے چند ایک کو ماہ نومبر کے بعد دوبارہ داخلہ دے دیا گیا۔

(ب) ایسے طلباء کے نام، اُن پر لگائے گئے الزامات اور دوبارہ داخلہ کی وجوہات ساتھ لف ہیں۔

نمبر شمار	نام طالب علم بمعہ رول نمبر کلاس اور کالج	الزام جس کے تحت نام خارج کیا گیا	وجوہات جس کی بنا پر دوبارہ داخلہ دیا گیا
-1	ندیم امین رول نمبر 439 سال اوّل گورنمنٹ علامہ اقبال کالج سیالکوٹ۔	ہنگامہ آرائی کے سبب نکالا گیا تھا۔	سزا ختم کرنے کا فیصلہ اس لیے کیا گیا کیونکہ طالب علم نے آئندہ بہتر کردار کی یقین دہانی کرائی لہٰذا اسے دوبارہ داخل کیا گیا۔ تاریخ داخلہ 28-2-89
-2	رانا محمد عارف رول نمبر 243 سال چہارم گورنمنٹ کالج سول لائن ملتان۔	شدید غلط روی بے ضابطگی اور کالج کے امن و امان میں خلل اندازی کے سبب ایک سال کے لیے نکالا گیا تھا۔	طالب علم کی طرف سے بہتر اور اچھی کارکردگی کی یقین دہانی پر دوبارہ داخلہ دیا گیا تاریخ داخلہ 4-3-89
-3	زاہد حسین رول نمبر 59 سال	شدید غلط روی بے ضابطگی اور کالج کے	طالب علم کی طرف سے بہتر اور اچھی کارکردگی کی

	چہارم گورنمنٹ کالج سول لائن ملتان۔	امن و امان میں خلل اندازی کے سبب ایک سال کے لیے نکالا گیا تھا۔	یقین دہانی پر دوبارہ داخلہ دیا گیا۔ تاریخ داخلہ 1-1-89 ۔
4-	سید اختر حسین رول نمبر 211 سال سوئم گورنمنٹ کالج سول لائن ملتان۔	شدید غلط روی بے ضابطگی اور کالج کے امن و امان میں خلل اندازی کے سبب ایک سال کے لیے نکالا گیا تھا۔	طالب علم کی طرف سے بہتر اور اچھی کارکردگی کی یقین دہانی پر دوبارہ داخلہ دیا گیا۔ تاریخ داخلہ 4-3-89 ۔
5-	محمد اسلم رول نمبر 297 سال چہارم گورنمنٹ اسلامیہ کالج خانیوال۔	شدید بے ضابطگی اور اساتذہ کی بے عزتی کے الزام میں دو سال کے لیے نکالا گیا۔	اپیل پر دوبارہ داخلہ دیا گیا۔ تاریخ داخلہ 28-2-89
6-	وقار طالب رول نمبر 946 سال دوئم گورنمنٹ کالج سرگودھا۔	کالج ہوسٹل کی توڑ پھوڑ میں ملوث پایا گیا اور بھایا تعلیمی سال 1988ء کے لیے نکال دیا گیا۔	اپیل پرسزا کو -/50 روپے جرمانہ میں تبدیل کر دیا گیا اور لڑکے کو تھرڈ ایئر میں داخل کر لیا گیا۔ تاریخ داخلہ 19-12-88

(فہرست الف)

جن طلباء کو دوبارہ داخلہ دیا گیا ان کے نام مع الزامات اور سزائیں معاف کرنے کی وجوہات

نمبر شمار	نام طالب علم	جس تاریخ کو رکھا گیا	دورانیہ اخراج	وجہ اخراج	جس تاریخ کو دوبارہ داخلہ ملا	دوبارہ داخلہ کی وجوہات
1	2	3	4	5	6	7
		(گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بہاولپور)				
-1	محمد رمضان	18/01/1988	ایک سال	ہنگامہ آرائی، پرائیویٹ کار کو جلانا شہنشاہ قطر کی گاڑی سمیت دوسرے لوگوں کی کاروں پر پتھراؤ	19/01/1989	اخراج کا دورانیہ مکمل ہونے پر دوبارہ داخلہ دیا گیا۔
-2	محمد حسین	18/01/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	19/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ

218

-3	محمد جاوید	18/01/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	19/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ

(گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ)

-4	عامر منیر	08/03/1988	ایک سال	طلباء کے دو گروپوں میں جھگڑے کے دوران اہم کردار ادا کیا	09/03/1989	اخراج کا دورانیہ مکمل ہونے پر دوبارہ داخلہ دے دیا گیا۔
-5	ظہیر بیگ	08/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	09/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-6	قیوم نذر چٹھہ	08/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	09/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-7	جاوید اقبال	08/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	09/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-8	اختر عباس	08/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	09/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-9	افتخار علی	08/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	09/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-10	اظہر سعید	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ
-11	علی نواز چیمہ	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ
-12	محمد رفیق	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ
-13	محمد طیب نواز	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ
-14	میاں زبیر اقبال	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ

219

-15	اعجاز منیر	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ
-16	میاں قیصر جمیل	08/03/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	09/11/1988	ـــــ ایضاً ـــــ

(گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی فیصل آباد)

-17	فتح علی ٹیپو	29/-3/1988	ایک سال	طلباء کے دو گروپوں کے درمیان جھگڑا	30/03/1989	اخراج کا دورانیہ مکمل ہونے پر دوبارہ داخلہ دے دیا گیا۔
-18	عبدالجبار	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-19	وارث علی	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-20	عمر اقبار	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-21	آفتاب احمد	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-22	زاہد علی	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-23	امتیاز یوسف	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-24	شہزور علی	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-25	سجاد حیدر	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-26	محمد یونس	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-27	شفقت کمال	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ

-28	عمر فاروق ساجد	29/-3/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	30/03/1989	ـــــ ایضاً ـــــ

(گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ساہیوال)

-29	کریم اختر	11/01/1988	تین سال	طلباء کے دو گروپوں میں جھگڑا	16/01/1989	والدین کی یقین دہانی پر کالج کونسل نے سزا معاف کر دی اور دوبارہ داخلہ دے دیا گیا۔
-30	تنویر احمد	11/01/1988	تین سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-31	عارف رشید بھٹی	11/01/1988	تین سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-32	تنویر اختر گجر	11/01/1988	تین سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-33	خرم ذکاء	11/01/1988	تین سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-34	صفر الملوک	11/01/1988	دو سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-35	احمد حسن	11/01/1988	دو سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-36	گل محمد خاں	11/01/1988	دو سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-37	محمد ارشد شاکر	11/01/1988	دو سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-38	عمران احمد قریشی	11/01/1988	دو سال	ـــــ ایضاً ـــــ	16/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-39	زاہد الیاس	11/01/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	دورانیہ مکمل ہونے سے دوبارہ داخلہ

221

دے دیا گیا۔

-40	ذوالفقار حیدر	11/01/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-41	محمد یوسف	11/01/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-42	راحیل طارق	11/01/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-43	عاشق شیر	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-44	اکبر علی زاہد	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-45	شوکت	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-46	اویس احسن	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-47	ریاض اللہ	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-48	محمد انور	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-49	نصیر احمد	05/07/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	12/01/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-50	نعیم صدیقی	15/07/1988	چھ ماہ	دو گروپوں کے درمیاں جھگڑا	12/01/1989	اخراج دورانیہ ختم ہونے پر دوبارہ داخلہ دے دیا گیا۔

(گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول)

-51	ناصر صدیق علوی	11/04/1988	ایک سال	ٹیچر سے بدسلوکی اور کئی انضباطی	12/04/1989	اخراج دورانیہ ختم ہونے پر دوبارہ

				معاملات میں ملوث ہونا		داخلہ دے دیا گیا۔
-52	راجہ عمر	13/08/1988	چھ ماہ	دو گروپوں کے درمیان جھگڑا	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-53	عاشق احمد چیمہ	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-54	عامر رشید	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-55	خالد عباس	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-56	شبیر چیمہ	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-57	فیاض بٹہ	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-58	فیاض چیمہ	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-59	محمود الرحمن	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-60	ناصر بٹھہ	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-61	عامر حسین	13/08/1988	چھ ماہ	ـــــ ایضاً ـــــ	14/02/1989	ـــــ ایضاً ـــــ

(گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ لیہ)

==========

-62	ظفر اقبال	25/04/1988	ایک سال	طلباء کے دو گروپوں کے درمیان لڑائی اور غیر قانونی سرگرمیاں	26/02/1989	اخراج کا دورانیہ مکمل ہونے پر دوبارہ داخل کیا گیا۔
-63	عبدالستار خاں	11/05/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	15/12/1988	کالج کونسل نے تحقیق کر کے

223

داخل کیا

-64	امتیاز اللہ خاں	11/05/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	15/12/1988	ـــــ ایضاً ـــــ

(گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ سرگودھا)

-65	اللہ یار بھٹی	28/03/1988	ڈیڑھ سال	طلباء کے دو گروہوں میں جھگڑا	دسمبر 1989	کالج کونسل نے والدین کی یقین دہانی پر دوبارہ داخلہ دے دیا۔
-66	عامر شکیل	28/03/1988	ڈیڑھ سال	ـــــ ایضاً ـــــ	دسمبر 1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-67	صفدر ممتاز سندھو	28/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	دسمبر 1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-68	امتیاز فاروق	28/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	دسمبر 1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-69	وسیم اصغر	28/03/1988	ایک سال	ـــــ ایضاً ـــــ	دسمبر 1989	ـــــ ایضاً ـــــ
-70	محمد نذر حسین	28/03/1988	ڈیڑھ سال	ـــــ ایضاً ـــــ	دسمبر 1989	ـــــ ایضاً ـــــ

224

شر پسند عناصر کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی وجوہات

* 572 ۔ **جناب عبدالقادر شاہین:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 1988ء میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر بہاولنگر (خواتین) کے دفتر میں چند غنڈوں اور شر پسندوں نے توڑ پھوڑ کی اور غنڈہ گردی کا زبردست مظاہرہ کیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ شر پسندوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی اور افسران بالا کے نوٹس میں بات لائی گئی لیکن نہ تو ان کو گرفتار کیا گیا اور نہ ہی کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ ملزمان کو وزیر اعلیٰ کے ایک مشیر کی پشت پناہی حاصل تھی جس کی وجہ سے نہ انہیں گرفتار کیا گیا اور نہ ہی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(د) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ ملزمان نے سرعام کانفرنس کی جبکہ وہ محکمہ تعلیم میں ملازمت کرتے ہیں اور قانون کے مطابق سرکاری ملازم کسی یونین یا سوسائٹی کا عہدیدار نہ ہو۔ کوئی کانفرنس نہیں کر سکتا ہے۔ یہ بھی انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کی۔

(ر) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ملزمان نے یہ مظاہرہ کس وجہ سے کیا اور پھر ان کے خلاف کیوں کارروائی نہ کی گئی جبکہ انہوں نے ایک سنگین نوعیت کے جرم کا ارتکاب کیا۔ کیا حکومت متذکرہ افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز حکومت ان آدمیوں کے ناموں سے بھی پردہ اٹھائے جو ملزمان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی گئی۔ دو افراد محمد سلیم اور محمد مقصود گرفتار ہوئے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) محکمہ کے متعلقہ حکام کے نوٹس میں نہیں لائی گئی۔

(ر) ایف۔ آئی۔ آر کے مطابق پولیس کارروائی جاری ہے۔

سکول کے اجراء کے لیے اقدام

* 596 ۔ میاں عزیز الرحمان چن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ غازی آباد مغلپورہ لاہور کی آبادی تقریباً چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے لیکن اس علاقہ میں بچوں کی تعلیم کے لیے صرف کارپوریشن کا ایک سکول ہے جو آبادی کے تناسب سے ناکافی ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے بچوں کی تعلیم کے لیے غازی آباد میں بازار نمبر 2 کے باہر سکول کے لیے ایک عمارت تعمیر کی ہوئی ہے ۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ عمارت کب تعمیر کی گئی اور اب تک مذکورہ عمارت میں سکول کا اجراء نہ ہونے کو تیار ہے تا کہ علاقے کے بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے کہ غازی آباد مغلپورہ کی آبادی تقریباً چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے ۔ اور اس علاقہ میں بچوں کے لیے درجہ ذیل سکول ہیں ۔ جو بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں ۔

غازی آباد	مغلپورہ
(i) گورنمنٹ ہائی سکول غازی آباد	(i) گورنمنٹ یاسین گرلز ہائی سکول مغلپورہ
(ii) گورنمنٹ صبیہ جونیئر ماڈل سکول	(ii) گورنمنٹ پاک پرائمری سکول مسکین پورہ
(iii) گورنمنٹ ندیم ماڈل مڈل سکول	(iii) ایم سی مڈل سکول گنج مغلپورہ
(iv) گورنمنٹ مسلم سیکنڈری مڈل سکول	(iv) ایم سی مڈل سکول گنج مغلپورہ رام گڑھ کالونی
(v) گورنمنٹ اتحاد کالونی پرائمری سکول	(v) ایم سی پرائمری سکول مین بازار مغلپورہ
(vi) ایم سی مڈل سکول نمبر 1 غازی آباد	(vi) ایم سی پرائمری سکول لنک روڈ ۔ مغلپورہ
(vii) ایم سی پرائمری سکول نمبر 2 ، نمبر 3 غازی آباد	(vii) گورنمنٹ ملت ہائی سکول مغلپورہ

(viii) ایم سی جونیئر ماڈل سکول مغلپورہ

(ix) گورنمنٹ گرلز ملت ہائی سکول مغلپورہ

(x) ایم سی گرلز مڈل سکول مغلپورہ

(ب) یہ درست ہے کہ ایم این اے پروگرام کے تحت ہائی سکول کی عمارت زیرتعمیر ہے جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔

(ج) غازی آباد میں نئے ہائی سکول کے لیے روحیل اصغر صاحب نے ایم این اے کے پروگرام کے تحت عمارت شروع کروائی زیرتعمیر ہے۔ جو ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ ایم این اے پراگرام ختم ہو چکا ہے۔ ایسی مکمل شدہ یا زیرتعمیر عمارت کے بارے میں پالیسی فیصلہ ہونے کے بعد ہی اس کے مصرف کے متعلق کارروائی ہو سکے گی۔

کھاریاں میں سکول کا اجراء

* 602۔ چودھری محمد صفدر: کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 23 جس کا جواب ایوان میں 26 دسمبر 1988ء کو دیا گیا تھا کے جز (ج) کے جواب کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ—

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھاریاں میں دو فیڈرل کالجز ہیں مگر ان میں کھاریاں چھاؤنی میں تعینات فوجی افسران کے بچوں کے علاوہ دیگر کسی آدمی کو بہت کم تعداد میں داخل کیا جاتا ہے اور یہ دونوں کالج مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کھاریاں شہر میں بوائز ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہے اور طالب علموں کو لالہ موسیٰ سے جہلم جانا پڑتا ہے جس سے طالب علموں کے علاوہ ان کے غریب والدین کو بھی پریشانی کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کھاریاں شہر میں اس سال ہائر سیکنڈری سکول جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیرتعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ کھاریاں میں دو فیڈرل کالجز برائے طلباء و طالبات موجود ہیں اور یہ دونوں

کالج مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہیں ۔ البتہ یہ درست نہیں کہ ان کالجوں میں فوجی افسروں کے بچوں کے علاوہ دوسرے بچوں کو کم داخلہ دیا جاتا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھاریاں میں فی الحال کوئی بوائز ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہے ۔ لیکن اس علاقہ میں کالج کی تعلیم کی ضرورت فیڈرل کالج کھاریاں اور للہ موسیٰ (فاصلہ 8 میل) اور جہلم (فاصلہ 11 میل) میں موجود گورنمنٹ کالجز بطریق احسن پوری کر رہے ہیں ۔

(ج) مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں حکومت امسال گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کھاریاں کا درجہ بڑھانے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ البتہ مناسب وقت پر کھاریاں میں اعلیٰ ثانوی / اعلیٰ تعلیم کی سہولت فراہم کی جاسکے گی۔

معلمات کو سلیکشن گریڈ دینے کے لیے اقدام

* 629۔ **چودھری محمد صفدر**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) لاہور کے ماتحت مورخہ 19 جون 1986ء کو کتنی پی ٹی سی معلمات متعین تھیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا معلمات کی سنیارٹی لسٹ تیار کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک سنیارٹی لسٹ تیار کی جائے گی نیز کتنی معلمات کو سلیکشن گریڈ (بی۔ 10) دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سنیارٹی کے مطابق کچھ معلمات سلیکشن گریڈ کی عطائیگی کے حق دار ہیں مگر ان کو یہ سکیل ابھی تک نہیں دیا گیا اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور حکومت ان کو کب تک سلیکشن گریڈ (بی۔ 10) دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) مورخہ 30-06-1986 کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر لاہور کے ماتحت 360 معلمات متعین تھیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا معلمات کی سنیارٹی لسٹ تیار کی گئی ہے ان میں 67 معلمات کو

سلیکشن گریڈ دیا جا چکا ہے۔

(ج) اس وقت کوئی ایسی معلمہ نہیں ہے۔ جو سلیکشن گریڈ کی حقدار ہو۔ اور اسے نہ ملا ہو۔

محکمہ تعلیم میں ملازمین کی بلا وجہ برخاستگی کی وجوہات

* 635۔ **نواب ملک احمد بخش تھہیم**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم پنجاب نے گریڈ ایک تا پانچ کے تقریباً اڑھائی ہزار ملازمین کو بلا وجہ، بلا نوٹس کارروائی بلا سماعت برخواست کیا ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ گریڈ نمبر پانچ کی تقرریاں انٹرویو ٹائپ ٹیسٹ وغیرہ کے بغیر میرٹ پر نہ کی گئی تھیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بلا میرٹ تقرریوں کے کون لوگ ذمہ دار ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور اگر یہ تقرریاں میرٹ کے مطابق ہیں تو ان کی برخواستگی کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مذکورہ بالا ملازمین کو متبادل روزگار فراہم کرنے کو تیار ہے تا کہ ان ملازمین کو (Over age) ہونے سے بچایا جا سکے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) ماہ جنوری سے مارچ 1989ء کے دوران گریڈ ایک تا پانچ کے صرف ان ملازمین کو برخواست کیا گیا تھا جن کی تقرری قواعد کے مطابق نہیں ہوئی تھی۔

(ب) جزو الف کے جواب کی حد تک درست ہے۔

(ج) چونکہ پہلے تقرریاں کرتے وقت کوئی واضح ہدایات نہیں تھیں اس لیے کارروائی نہ کی گئی۔ ایسے تمام ملازمین پر ملازمتوں کے حصول کے لیے کوئی قدغن نہ ہے۔ وہ بھی دوسرے امیدواروں کے ساتھ ملازمتوں کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔

سکولوں کی تعداد اور ان میں خالی اسامیوں کی تفصیل

* 639۔ **خان غلام سرور خان**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) میرے حلقہ انتخاب پی پی۔ 5 میں لڑکیوں کے پرائمری ' مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) ہر سکول میں sanctioned staff کتنا ہے۔

(ج) ہر سکول میں کتنی سیٹیں خالی ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں درجہ وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) حلقہ انتخاب پی پی ۔5 میں سکولوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے ۔

ہائی	مڈل	پرائمری	میزان
03	05	24	32

(ب) فہرست درج ذیل ہے۔

(i) SANCTIONED STRENGTH IN GOVT. PRIMARY SCHOOLS IN PP-5

Sr NO.	Name of School	Sanctioned P T C Posts
1	G.G P.S Thalian	2
2.	Vani	4
3.	Loser Sharfo	3
4.	Khuram Gujjar	2
5.	Khuram Piracha	2
6.	Pind Woti	3
7.	Sarai Kala	2
8.	Pind Kamala Bania	2

9.	Ghungo Jumma	3
10.	Mohalla Mojawar	5
11	Budho	6
12.	Jugiar	2
13	Garbal	2
14.	Pind Gondal	2
15.	Ban Bhola	2
16.	Brahmana	2
17.	Bijnal	4
18	Barkat	2
19.	Gatla	2
20	Salargah	2
21.	Pind Ranjah	2
22	Jhatla	2
23.	Guddo	3
24	Kohan	2

(ii) SANCTIONED STRENGTH IN GOVT. M/S IN PP-5

Sr. No.	Name of School	SST	EST	SV/OT	AT	PET	PTC
1.	G.G.M.S. Wah Village	1	2	2	1	1	2
2.	G.G M.S. Thatta Khalil	1	2	2	–	1	2
3.	G.G.M.S. Usman Khallar	1	2	2	–	1	4
4.	G.G M.S. Wahdat Colony	1	2	2	–	1	3
5.	G.G M.S Lala Ghatha	1	2	2	–	1	3

(iii) SANCTIONED STRENGTH IN GOVT. M/S IN PP-5.

Sr. No	Name of School	HM	SST	EST	SV	DM	PET	AT	PTC
1.	G.G.H.S. Javil	1	3	4	2	1	--	1	8
2.	Ghazi A/Khan	1	3	2	1	1	1	--	4
3	G.G.G.H.S Wah Cantt.	1	3	3	3	--	--	1	7

(ج) فہرست خالی اسامیاں گریڈ وار درج ذیل ہے۔

TEHSIL RAWALPINDI, (FEMALE) PP-V

VACANCY POSITION AS IT STOOD ON 05-11-1989

Sr. No.	Name of School	HM	SST	EST	SV/OT	AT	PET	DK	PTC	JR.CLK	Class-IV
1	GGHS Ghari Afghana	--	--	--	--	--	1	1	--	--	2
2.	GGHS Gilani Wah Cantt.	1	--	--	--	--	--	--	--	--	--
3.	GGHS Taxila	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--

TEHSIL RAWALPINDI (FEMALE) PP-V

VACANCY POSITION AS IT STOOD ON 05-11-1989

Sr No.	Name of School	HM	SST	EST	SV/OT	AT	PLT	DK	PTC	JR.CLK	Class-IV
1.	GGMS Wahdat Colony	--	--	--	2	--	1	--	--	--	3
2.	GGMS Thatha Kalil	--	--	--	1	--	1	--	--	--	--
3.	GGNS Wah Village	--	--	--	--	1	--	--	--	--	--
4	GGMS Usman Khattay	--	--	--	1	--	--	--	--	--	--
5.	GGMS Lah Thathu	--	--	1	2	--	1	--	--	--	2

ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کی تشکیل ہو رہی ہے تشکیل کے بعد تقرریاں کر دی جائیں گی۔

سکولوں کی تعداد اور ان میں خالی آسامیوں کی تفصیل

*640۔خان غلام سرور خان : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) حلقہ پی پی - 5 اور پی پی - 6 میں زنانہ و مردانہ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے اور یہ سکول کن کن مقامات پر واقع ہیں۔

(ب) ہر سکول کے لیے ہر درجہ کا sanctional staff کیا ہے۔

(ج) ہر سکول میں کس کس درجہ کی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ درجہ وار تفصیل بتائی جائے۔ حکومت ان خالی اسامیاں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر تعلیم ، (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) انتخابی حلقہ	پرائمری		مڈل		ہائی		میزان
	B	G	B	G	B	G	
PP-V	84	24	08	05	08	03	132
PP-VI	149	123	19	16	17	08	332
	228	147	26	21	25	11	464

(ب) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فہرست خالی اسامیاں گریڈ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کی تشکیل ہو چکی ہے جلدی تقرریاں کر دی جائیں گی۔

ایجوکیشن کے بدعنوان افسران کے خلاف کارروائی کے لیے اقدام

*672۔ جناب محمد وصی ظفر ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محبوب احمد جونیئر کلرک دفتر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن زنانہ' لاہور سٹی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محبوب احمد نے اے۔ای۔او لاہور سٹی کے گھریلو ملازم محمد رمضان سے کثیر رقم لے کر اس کی جعلی تقرری آرڈر بنا کر متواتر چار ماہ تک خزانہ سرکار سے تنخواہ وصول کی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ جونیئر کلرک کو احسان اللہ خان بجٹ افسر اورضلعی نائمہ صائمہ چودھری کا مکمل تعاون حاصل ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متعلقہ ہیڈ مسٹریس جیانگا اور اے۔ای۔او حاجن زاہدہ رسول نے تحریری اور زبانی طور پر انتظامیہ تعلیم کے ذمہ داروں کو بروقت اطلاع دی۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ جعلی تقرری حکومت کی پابندی تعین اجراء احکامات تقرری کے باوجود کی گئی جس کا این۔او۔سی محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی سے حاصل نہ کیا گیا۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ آج تک احسان اللہ خان اور صائمہ چودھری نے جان بوجھ کر مبینہ فراڈ

میں ملوث افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

(ز) اگر جزبانے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ابلکاران محبوب احمد کلرک اور اسسٹنٹ ایجوکیشن افیسر وحیدہ کے خلاف کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز ان کی پشت پناہی کرنے والے افسران ضلعی ناظمہ صائمہ چودھری اور بجٹ آفسر احسان اللہ خان کو ان کی اس مجرمانہ غفلت چشم پوشی پر حکومت ان کے خلاف کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور دونوں غیر ذمہ دار افسران کو ان کی موجودہ اسامی پر سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اور اگر نہیں تو اس کی کا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ) :

(الف) اس حد تک درست ہے کہ محبوب احمد جونیئر کلرک دفتر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن زنانہ' لاہور سٹی میں جولائی 1989ء تک کام کرتا رہا ہے۔

(ب) محمد رمضان کی تعیناتی گرلز مڈل سکول جیاگا میں کی گئی تھی۔ یہ اس حد تک درست ہے کہ محمد رمضان مذکورہ کی تنخواہ متواتر چار ماہ تک برآمد کی جاتی رہی ہے۔ باقاعدہ انکوائری کا حکم 28-09-1987 کو دے دیا گیا ہے۔

(ج) محکمانہ انکوائری جاری ہے جو ابھی مکمل نہ ہوئی ہے۔ بجٹ آفیسر اورضلعی ناظمہ کے تعاون کا تعین انکوائری مکمل ہونے پر ہو گا۔

(د) متعلقہ ہیڈ مسٹریس اور اے۔ای۔او نے بروقت اطلاع نہ دی بلکہ تین ماہ تاخیر سے دی۔ اطلاع ملنے پر انکوائری کا حکم دے دیا گیا۔

(ہ) درست ہے۔

(و) درست نہ ہے ۔ ضلعی ناظمہ نے اطلاع ملنے کے بعد محبوب عالم جونیئر کلرک کو چارج شیٹ کر دیا۔

(ز) متعلقہ افسران' ابلکاران کے بارے میں کارروائی محکمانہ انکوائری مکمل ہونے کے بعد کی جائے گی ضلعی ناظمہ صائمہ چودھری کو ان کی موجودہ اسامی سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

غیر قانونی تقرریوں کے خلاف اقدام

* 672 - جناب محمد وصی ظفر : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صائمہ چودھری بطور ضلعی ناظمہ زنانہ لاہور سٹی تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کیرٹیکر دفتر زنانہ لاہور سٹی غلام عباس کے بیٹے کو صائمہ چودھری نے غیر قانونی طور پر کم عمر ہونے کے باوجود نوازتے ہوئے بطور چوکیدار تقرری کی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ضابطہ کے مطابق کسی دفتر کے کیرٹیکر اور کیشیئر کا لڑکا یا قریبی رشتہ دار اسی دفتر میں چوکیدار کی اسامی پر کوئی افسر تعینات کرنے کا مجاز نہ ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ صائمہ چودھری ضلعی ناظمہ نے مرزا شوکت اسسٹنٹ دفتر ضلعی ناظمہ لاہور سٹی کے کم عمر لڑکے مرزا اصغر کو غیر قانونی طور پر بطور چپڑاسی تعینات کیا ہے۔

اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ ضلعی ناظمہ کی ان غیر قانونی تقرریوں کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کیرٹیکر غلام عباس کے بیٹے عمران عباس کو (Leave Reserve Vacancy) پر مورخہ 10-04-1989 کو تعینات کیا گیا۔ لیکن یہ غلط ہے کہ وقت تقرری وہ کم عمر تھا۔

(ج) یہ مناسب نہ ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مرزا شوکت اسسٹنٹ دفتر کے بیٹے مرزا اصغر علی کو 19-02-1989 کو بطور نائب قاصد تعینات کیا گیا۔ لیکن تعیناتی کے وقت وہ قانونی طور پر کم عمر نہ تھا۔

حکومت نے ضلعی ناظمہ کو اس کے عہدہ سے ہٹا کر باضابطہ انکوائری کا حکم دے دیا ہے۔ تحقیقات میں الزام ثابت ہونے پر حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

کھیلوں کے لیے گراؤنڈ بنانے کے لیے اقدام

جناب عبدالقادر شاہین ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول موضع آڑائہ تحصیل وضلع ساہیوال کا کل کتنا رقبہ ہے اور سکول کی عمارت اور چاردیواری کتنے رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے۔

عمارت اور چاردیواری سے باہر کا رقبہ خالی ہے یا کاشت کاری ہو رہی ہے۔ اگر کاشت کاری ہو رہی ہے تو کاشت کاری کا نام اور کیا حکومت کی اجازت سے کاشت ہو رہی ہے اور جتنے عرصہ سے کاشت کاری ہو رہی ہے تو اس سے کتنی آمدنی ہو رہی ہے اور کون وصول کر رہا ہے۔ مکمل تفصیل سے مطلع کیا جائے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رقبہ میں کاشت کاری کی بجائے کھیلوں کے لئے گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس میں کیا رکاوٹ درپیش ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ) :

(الف) سکول کا کل رقبہ 21 کنال ہے' عمارت اور چاردیواری 6 کنال رقبے پر ہے۔ باہر کا رقبہ خالی ہے جس پر کاشت کاری نہیں ہو رہی ہے اور نہ آمدنی ہوتی ہے۔

(ب) چار دیواری سے باہر کا رقبہ کھیل کے میدان کے طور پر ہی رکھا گیا ہے۔

بغیر ٹینڈر سکول کینٹین چلانے والوں کے خلاف اقدام

* 682 ۔ میاں محمد سرور کھوکھر ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول مدرسۃ البنات 'لیک روڈ' لاہور کی موجودہ ہیڈ مسٹریس اور ظفر نامی کلرک عرصہ دراز سے متذکرہ سکول میں تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی کنٹین جس کی سالانہ آمدن لاکھوں روپے ہے بغیر کسی ٹینڈر کے چلائی جا رہی ہے اور اس کی آمدنی موجودہ ہیڈ مسٹریس اور ظفر نامی کلرک مل کر ہڑپ کر رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سرکاری ادارہ کی کنٹین جس کی سالانہ آمدنی لاکھوں روپیہ ہو

بغیر ٹینڈر کے چلانا قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی اور حکومت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ ہیڈ مسٹریس اور کلرک کے خلاف کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

کسی ٹینڈر کے چلائی جا رہی ہے۔ اور اس کی آمدنی موجودہ ہیڈ مسٹریس اور ظفر نامی کلرک مل کر ہڑپ کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) سکول ہذا میں ہیڈ مسٹریس مورخہ 89-3-22 سے ظفر نامی کلرک اکتوبر 1983 سے تعینات ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) جزو ب کی روشنی میں سوال غیر متعلقہ ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سکول کی مرمت کے لیے اقدام

96- چودھری غلام قادر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تین کمروں کی ایک عمارت میں پرائمری گرلز سکول اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سانده کلاں لاہور واقع ہیں۔ جس کا اجراء 1977ء میں ہوا تھا۔ ان میں سے دو کمروں کی چھتیں نہیں ہیں اور نہ ہی بجلی پانی اور بیت الخلاء کا بندوبست ہے طلباء اور طالبات کو گرمی سردی اور بارش میں سخت پریشانی ہوتی ہے۔

(ب) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہر دو سکول کی عمارات کا علیحدہ علیحدہ بندوبست کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے مگر عمارت مذکورہ کرایہ کی ہے۔

(ب) جب تک اسکولوں کے لیے سرکاری عمارات نہیں بنتی اس وقت تک کے لیے ہر دو سکولوں کے لیے علیحدہ عمارات کرایہ پر لینے کے لیے بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ کرایہ کی عمارات ملنے پر ان میں سکول شفٹل کر دیئے جائیں گے۔

بی ایڈ گریڈ نہ دینے کی وجوہات

134- سردار شوکت حسین مزاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حبیب الرحمان ولد محمد رمضان سکنہ عمر کوٹ تحصیل لاڑکانہ ایس۔وی ٹیچر بستی پنجاب تعینات ہے نے 1986ء میں بی ایڈ کا امتحان پاس کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محمد ریس خاور اور صفدر علی نے جون 1987ء میں بی ایڈ پاس کیا ہے۔ اور اس طرح محمد اقبال سکنہ نوشاہ نے 1988ء میں بی ایڈ پاس کیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسمیان محمد رفیق خاور کو بھاگر، صفدر علی کو مڈل سکول بستی کھوڑا محمد اقبال کو مڈل سکول ڈیرہ دلدار تعینات کیا گیا ہے جبکہ حبیب الرحمان جس نے 1986ء میں بی ایڈ پاس کیا ہے کی بطور بی ایڈ ٹیچر تعیناتی نہیں کی گئی۔

(د) اگر جزائے بالا کو جواب اثبات میں ہے تو حبیب الرحمان مذکور کو بی ایڈ گریڈ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) مدرس مذکور نے 1986ء کی بجائے 1987 میں بی۔ایڈ کا امتحان پاس کیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے کہ ہرسہ امیدواران کو براہ راست کوٹہ میں بطور بی۔ایڈ ٹیچر تعینات کیا گیا ہے۔ جبکہ مسٹر حبیب الرحمان نے براہ راست کوٹہ میں تعیناتی کی درخواست نہیں گزاری۔ نیز واضح رہے کہ ان سروس کوٹہ میں تعیناتی صرف 1985ء کے پاس شدہ بی ایڈ امیدواران کی ہوئی ہے۔ جب مدرس مذکورہ کا نمبر آئے گا تو اس کی بھی تعیناتی ہو جائے گی۔

مزید اساتذہ کی تعیناتی کے لیے اقدام

135- سردار شوکت حسین مزاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل روجھان میں اس وقت 45 پرائمری سکول قائم ہیں ان میں ہر سکول میں پچاس سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق ضروری ہے کہ تیس سے زائد طلباء کے لیے دو ماسٹر تعینات ہوں۔ لیکن اس وقت ہر سکول میں صرف ایک ماسٹر کام کر رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ پرائمری سکولوں میں طلباء و طالبات کی تعداد کے پیش نظر کب تک مزید اساتذہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست نہیں ہے تحصیل روجھان میں 85 پرائمری سکول اور 62 مسجد پرائمری سکول ہیں اور ان میں سے چند سکولوں میں طلبا کی تعداد 50 سے زائد ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے اس وقت ہر سکول میں کم از کم دو ماسٹر کام کر رہے ہیں۔

(ج) ضرورت کے مطابق ہر سکول میں اساتذہ موجود ہیں۔

سکول کی عمارت کی تکمیل کے لیے اقدام

142- چودھری ظہیر الدین خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) چک نمبر 435 گ۔ب کھاریاں ضلع فیصل آباد تحصیل جڑانوالہ میں ایک پختی نمبر Govt. of Punjab Education Deptt S.O(DEV) 2-3/78(8) مورخہ 30 اپریل 1986ء مڈل سکول برائے طالبات اپ گریڈ ہوا۔ اور عمارت کی تعمیر کے لیے مبلغ -/68756 روپے خرچ کر کے بنیادیں بنائی گئیں۔ مگر عمارت کی تکمیل نہیں ہوئی اور سکول میں کلاسیں ہو رہی ہیں بچیاں کھلے میدان میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں ان کے سر پر کوئی چھت نہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ -/5,42,000 میں سے باقی رقم کس مصرف میں لائی گئی اور عمارت کی تعمیر کی تکمیل نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول کی عمارات کی تکمیل کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ گرلز مڈل سکول چک 435 گ ب کا درجہ بڑھانے کے لیے انتظامی منظوری 30 اپریل 1986 کو جاری کی گئی۔ اور عمارت کی تعمیر شروع کرنے کے لیے فنڈز release کر دیئے گئے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے مالی سال 86-85 کے دوران صرف بنیادیں کھودی جا سکیں۔ اور تقریباً -/69000 روپے خرچ ہو سکے۔ باقی رقم lapse ہوگئی۔ سکیم کے unfunded ہو جانے کی وجہ سے عمارت کی تکمیل نہیں ہوئی۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ سکول مذکورہ کے لیے -/5,42,000 روپے کی رقم منظور کی گئی۔ بلکہ -/42,000 روپے کی منظوری دی گئی تھی۔ لیکن مالی سال کے اختتام تک تقریباً -/69000 روپے خرچ ہو سکے۔ اور باقی رقم lapse ہوگئی۔

(ج) ایسے تمام مدارس کی فہرست تیار کر لی گئی ہے۔ ان کے لیے مطلوبہ فنڈز کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے تمام کارروائی مکمل ہونے کے بعد محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ سے فنڈز کی فراہمی کی درخواست کی جائے گی۔ مالی وسائل کی دستیابی پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان عمارات کی تکمیل کرائی جائے گی۔

مزید سکول نہ کھولنے کے لیے اقدام

143- چودھری ظہیر الدین خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 112 گ۔ب ضلع فیصل آباد تحصیل جڑانوالہ میں دو کنال رقبہ عبدالغفور ولد محمد دین قوم راجپوت نے محکمہ تعلیم کے نام منتقل کرا دیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکول میں اس وقت 35 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ علاقہ میں مزید ایک اور سکول برائے طالبات بنایا جا رہا ہے۔ جبکہ اس کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متفقہ متذکرہ علاقہ میں مزید سکول نہ بنانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ اس وقت سکول مذکورہ میں 105 طالبات میں زیر تعلیم ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں۔

(د) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

اساتذہ کو موواوور دینے کے لیے اقدام

144- میاں محمود الحسن ڈار: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت تعلیمی شعبہ میں موواوور پر عمل پیرا ہو رہی ہے یا نہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کن لیکچراروں کو موواوور دے رہی ہے۔

(ج) کیا حکومت میانوالی کے تعلیمی اداروں میں متعین اساتذہ کو موواوور دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

حد عمر میں رعایت

162- خواجہ محمد یوسف: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوشن میں داخلہ پر عمر کی حد اٹھارہ سال مقرر کر دی گئی ہے۔ جس کی بناء پر صرف سیالکوٹ میں تقریباً سو لڑکے جو کہ میرٹ پر آتے ہیں ان کو داخلہ دینے سے انکار کر دیا اور اسکے ہی دن وزیر تعلیم نے کچھ لڑکوں کو حد عمر میں رعایت بھی دی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ عمل حقداران کو راستے سے ہٹانے کے لیے کیا گیا ہے۔ اور کیا اس طریقہ سے سفارش اور اقربا پروری کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جتنے سال کی حد عمر میں رعایت وزیر تعلیم دے چکے ہیں۔ وہ حد ہر امیدوار کے لیے کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں غریبوں کی حق تلفی کی جا رہی ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ وزیر تعلیم کی طرف سے کسی بھی ایسے طالب علم کو رعایت عطا نہیں

کی گئی جو گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ سیالکوٹ میں داخل ہوا ہو۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں جزو(ب) کے جواب کی ضرورت نہیں۔

(ج) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں تاہم ہر وہ امیدوار جو میرٹ پر پورا اتر رہا ہو اور صرف عمر کی قید ہی اس کے لیے قدغن ہو محکمہ تعلیم اسے حسب ضرورت عمر کی رعایت دینے پر ہمدردانہ غور کرے گا۔

ہیڈ مسٹریس اور ہائی کلاسز کے عملہ کی تعیناتی کے لیے اقدامات

167- حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 16/ ایٹ پی آر میاں چنوں کو ہائی کا درجہ ملے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے مگر ابھی تک ہائی کلاسز کے لیے کوئی عملہ تعینات نہیں کیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائی کلاسز کا عملہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر والدین اپنی بچیاں سکول میں داخل نہیں کراتے اور جو لڑکیاں داخل ہیں ان کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو تین ماہ سے ہیڈ مسٹریس کی اسامی بھی خالی پڑی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیڈ مسٹریس اور ہائی کلاسز کے لیے عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے اور اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وظیفہ نہ دینے کی وجوہات

168- چودھری محمد صفدر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر مظہر شکیل بخاری ولد محمد اشرف بخاری طالبعلم گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال نہم کلاس میں 8 جنوری 1985 تک سکالر شپ وصول کرتا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ طالب علم نے 2 نومبر 1985ء سے گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال سے اپنی مائیگریشن گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول میاں چنوں میں کروائی مگر مائیگریشن کے بعد مذکورہ طالب علم کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ طالب علم کو کس عرصہ سے کس عرصہ

تک وظیفہ ادا نہیں کیا گیا نیز وظیفہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مورخہ یکم جولائی 1985 تا 31 مارچ 1986ء تک وظیفہ ادا نہیں کیا جا سکا۔ مظہر شکیل بخاری مورخہ 85-11-2 تک گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال میں زیر تعلیم رہا اور اس کو 84-5-28 تا 85-6-30 تک وظیفہ ادا کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس کا وظیفہ ادا نہ ہو سکا۔ طالب علم میٹریکولیشن کروا کر ایم۔سی ماڈل سکول میاں چنوں چلا گیا۔ سرٹیفکیٹ پر وظیفہ سے متعلق اندراج نہ تھا۔ اور اس طرح سے سکول میں اس کو وظیفہ ادا نہ کیا جا سکا۔ طالب علم مذکور نے بھی اس سلسلہ میں سربراہ ادارہ سے رجوع نہ کیا۔ وظیفہ کی ادائیگی کے لیے اب متعلقہ سربراہان ادارہ کو ہدایت کر دی ہے اور وظیفہ جلد جاری کر دیا جائے گا۔

بہاولنگر میں پی ٹی سی معلمات کی تعیناتی کی تفصیل

173- جناب اکبر علی مظہر وینس، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 1985ء تا 20 ستمبر 1989ء ضلع بہاولنگر میں کتنی طالبات نے پی ٹی سی کا امتحان پاس کیا اور ان میں سے اب تک کتنی پی ٹی سی ٹرینڈ معلمات تعینات ہوئی ہیں۔ ان کی تعیناتی کی تحصیل وار تفصیل کیا ہے

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس تعیناتی میں کوئی میرٹ لسٹ بنائی گئی تھی اگر ایسا ہے تو میرٹ لسٹ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) یکم جنوری 1985ء تا 20 ستمبر 1989 کے دوران یا اس سے قبل پی ٹی سی ٹرینڈ معلمات کی میرٹ لسٹ کی تفصیل کیا ہے۔

(د) اس دوران جو ان ٹرینڈ معلمات تعینات کی گئیں ان کی تفصیل کیا ہے اور اسی عرصہ کے دوران پی ٹی سی ٹرینڈ معلمات کی تعداد جن کی اب تک تعیناتی نہیں ہو سکی ان کی تفصیل کیا ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ لسٹ اول تو بنائی ہی نہیں اور اگر بنائی گئی تو اس پر میرٹ لسٹ کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اپنے مخصوص اور ذاتی مفادات کے پیش نظر ان ٹرینڈ معلمات تعینات کی گئیں جبکہ ٹرینڈ استانیوں کو کئی سالوں سے نظر انداز کیا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) پاس شدگان	ٹرینڈ معلمات تقرر شدگان
1124	904

امیدواران کی تقرریاں قاعدہ کے مطابق سال وار۔ تحصیل وار میرٹ لسٹ ہائے مرتب کر کے عمل میں لائی گئی تھیں جو درج ذیل ہے

(ب) تفصیل اوپر دی جا چکی ہے۔

(ج) تفصیل اوپر دی جا چکی ہے۔

(د) تعداد ان ٹرینڈ معلمات جن کی تقرری عمل میں لائی گئی	تعداد ٹرینڈ معلمات جن کی تقرری عمل میں نہیں لائی گئی
60	98

(ہ) درست نہ ہے دستیاب شدہ تربیت یافتہ معلمات کی باقاعدہ میرٹ لسٹیں تحصیل وار، سال وار مرتب ہو کر میرٹ کے مطابق احکامات تقرری جاری ہوتے رہے ہیں۔

(و) تحصیل چشتیاں اور ہارون آباد کے علاوہ دیگر بقیہ تین تحصیلوں (بہاول نگر، فورٹ عباس اور منچن آباد) میں جب تک ٹرینڈ معلمات دستیاب ہوتی رہی ہیں کسی ان ٹرینڈ استانی کو تعینات نہیں کیا گیا۔ لیکن تربیت یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے ان تحصیلوں میں ان ٹرینڈ معلمات کی تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

سکول کا درجہ بڑھانے کے لیے اقدام

186- میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مڈل سکول برائے طالبات نواں پنڈ اراضیاں تحصیل

سیالکوٹ کا درجہ بڑھانے کا کئی بار وعدہ کیا ہے مگر تا حال اس کا درجہ نہیں بڑھایا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سکول کا درجہ بڑھانے میں کیا امر مانع ہے کیا حکومت علاقہ کے عوام کی مشکلات کے پیش نظر اس کا درجہ بڑھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ تاہم سکول مذکورہ میں اس وقت جماعت ہشتم میں صرف نو طالبات ہیں۔ اس کے قریب کوئی گرلز مڈل سکول نہیں۔ البتہ گرلز ہائی سکول ہینڈل صرف تین کلومیٹر کی فاصلہ پر پہلے ہی چل رہا ہے۔ اس طرح یہ سکول پہلی ترجیح میں شامل نہیں ہو پاتا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کی روایت یہ رہی ہے کہ سپیکر صاحب جب چیئر پر بیٹھے ہوتے ہیں اور پورا ہاؤس جانتا ہے' یہ لابیاں جانتی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ہر سوال کا نمبر پکارا جاتا ہے اور سپیکر صاحب کہتے ہیں کہ it should be taken as read. کوئی ضمنی سوال۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو ہم نے سولات کئے ہیں ہم وہاں تک پہنچ سکیں اور آج ہماری یہ خواہش تھی کہ ہم اس نمبر تک پہنچ سکتے جو سید علی ہارون شاہ صاحب کا سوال نمبر 500 ہے۔ اس لیے ہم کہہ رہے تھے کہ اس کو ہم taken as read کر لیتے ہیں اور ہمارے جتنے بھی ضمنی سولات تھے وہ اس پر ہونے تھے کہ کروڑوں روپے کی embezzlement جو جنرل جیلانی نے نواز شریف کو نواز شریف بنانے کے صلے میں حاصل کی ہے۔ ہم ڈون سکول سوسائٹی آف پاکستان تک آنا چاہتے تھے کہ آپ دیکھیں کہ اس کیس میں کروڑوں روپے کی embezzlement ہے۔ اور ہماری یہ خواہش تھی کہ اس کو ہم thrash out کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید علی ہارون شاہ، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کی تھی کہ یہ ایک بہت اہم سوال ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ محکمہ تعلیم کسی اور محکمے یا کسی اور issue کے مقابلے میں

اہم نہیں ہے تو یہ سراسر زیادتی ہوگی اور کیا صرف اس وجہ سے اس سوال تک پہنچنے نہیں دیا گیا ہے اور ٹائم کو اس طرح استعمال کیا گیا ہے کہ جو ممبرز اس ایوان میں موجود نہیں بھی تھے بجائے اس کے کہ ان کے جو سوالات تھے ان کے جوابات کو accept کر لیا جاتا اور ان کو اس طرح رکھ لیا جاتا ۔ اگر اس پر کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا تو وہ پوچھ لیتا۔ میرا جو سوال تھا جناب سپیکر اس کی اہمیت یہ ہے کہ 1446 ایکڑ زمین ڈون سکول سوسائٹی کو 12 ہزار روپے ایکڑ کے حساب دے دی جا چکی ہے جبکہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق وہی زمین کی قیمت ڈھائی لاکھ روپے ایکڑ ہے اور اگر اس figure کو calculate کیا جائے تو یہ ایک بہت astronomical figure بنتا ہے۔ اور 80 لاکھ روپے نقد دیا گیا ہے جس کا کہ ابھی تک کوئی پتا نہیں کہ اس کو کس طرح دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سوسائٹی کی کمیٹی یا اس سوسائٹی کی Governing body میں وہ کون لوگ ہیں کہ جن کو favour کیا گیا ہے۔ ہم ان کا نام چاہتے ہیں کہ اس ایوان کے اندر ان کا نام لیا جائے تاکہ یہ پتا چلے کہ اس رقم کی اتنی بڑی جو خورد برد ہوئی ہے آخر اس کا کیا جواز ہے؟ اور کیا وزیر اعلیٰ کی صوابدید کے اوپر پچھلے دور میں اسی طرح سارے کام ہوتے رہے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک اتنا اہم سوال تھا جو کہ صرف تعلیم سے متعلقہ نہیں تھا بلکہ ریونیو سے بھی متعلقہ تھا۔ جناب والا! اس کے اندر ایک اہم جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اس کے بورڈ آف ریونیو کو ایک درخواست دی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ اس سکول کی سکیم کو denotify کیا جائے۔

اور جناب والا یہ ایک اتنا اہم سوال تھا جو کہ صرف تعلیم سے منسلک نہیں تھا بلکہ اس ملک کی ریونیو سے بھی متعلقہ تھا اور جناب والا! اس میں جو ایک اور اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ اس سے متعلق بورڈ آف ریونیو کو ایک درخواست دی گئی ہے جس میں کہا گیا کہ اس پول کی سکیم کو denotify کیا جائے اور جو اس کمیٹی کے ممبرز ہیں ان کے ناموں پر یہ زمین منتقل کر دی جائے ۔ جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہ اس ایوان کے فلور پر بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں اور ان کے کیا نام ہیں جن کو اتنی زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ اور اتنا Out of the way جا کر ان کی طرف داری کی گئی ہے۔ شکریہ۔

میاں اظہر حسن ڈار ، جناب والا! یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ 14 ہزار ایکڑ زمین 12 ہزار روپے فی ایکڑ

زمین ان لوگوں کو دی گئی ہے جو کہ شیخوپورہ کے ڈی۔سی نے اڑھائی لاکھ روپے فی ایکڑ موجودہ market value بتائی ہے۔ جس پر ابھی کام بھی شروع نہیں ہوا ہے اور یہ ایک بڑا ضروری سوال تھا کہ ڈون سکول سوسائٹی کو اتنی زمین الاٹ کر دی گئی---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں لیکن جب سوالات کا وقت ہی ختم ہوگیا ہے اور اس کے بعد ہم تحاریک استحقاق لے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ ہم تحاریک استحقاق ٹیک اپ کر رہے ہیں۔ گل صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ کی رولنگ اس پوائنٹ پر چاہوں گا کہ اگر کوئی State land کسی رفاہی ادارے کے لیے یا کسی سکول کے لیے مختص کی گئی ہو' اس کو بعد میں denotify کرا کر بعض خاص آدمیوں کے حق میں اس کو تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب اس پوائنٹ پر بعد میں رولنگ دے دیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، آپ کب تک یہ فیصلے اٹھا رکھیں گے۔ یہ کیا بات ہوئی۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا! جب بھی کوئی سوالات پیش کئے جاتے ہیں تو سوالات پیش کرنے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان سوالات کو ایوان کے سامنے لایا جائے اور ان پر discussion کی جائے بحث کی جائے اور کوئی بہتر طریقہ نکالا جائے جس سے عوام کو فائدہ ہو سکے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ اکثر سوالات جو اسمبلی کی طرف سے یا آپ کے سیکرٹری کی طرف سے دیے جاتے ہیں اور یہ کتاب بھر دی جاتی ہے تاکہ ایک دو سوالات کا جواب اس عرصہ میں دیا جا سکے اور باقی کے سوالات کے جوابات ٹیبل پر پھینک دیے جائیں نہ اس پر کوئی ضمنی سوال ہو سکے اور نہ ہی اس پر کوئی بحث ہو سکے اور نہ ہی عوام جان سکیں اور نہ ہی پریس جان سکے کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ اس لیے عوام ہم کو گالیاں دیتے ہیں وہ ہمیں اور اس ایوان کی کارروائی کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ یہاں پر کیا ہوتا رہتا ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں' فیصلہ دیں کہ اتنے ہی سوالات یہاں پر آنے چاہئیں جو زیر بحث آ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ ایوان رولز کے مطابق چلتا ہے اور اس کی کارروائی قانون کے مطابق چلتی ہے۔

خواجہ محمد یوسف: یہ رولز کے مطابق نہیں کہ دو دو سوال لکھ دئے اور اس کے جوابات جو انہوں نے چاہے لکھ دئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے فرمایا ہے کہ ہر چیز رولز کے مطابق چلتی ہے اور اب وقفۂ سوالات ختم ہوگیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں یہ رولز کے مطابق ہے۔ جو رولز اگر آپ تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایوان مل کر تبدیل کر سکتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: حضور میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر سننے والا سپیکر اور ہوتا ہے اور رولنگ دینے والا سپیکر اور ہوتا ہے۔ کل سے آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ پینڈنگ رکھ رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر سننے والا سپیکر اور ہوتا ہے اور رولنگ دینے والا سپیکر اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کیا آپ اپنے دوستوں کی تحاریک استحقاق کو نہیں آنے دینا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی میں آنے دینا چاہتا ہوں لیکن یہ پہلے پوائنٹ آوٹ ہو جائے کہ آپ کون سی کیٹیگری کے سپیکر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ عبدالقادر شاہین صاحب بے چین بیٹھے ہوئے ہیں ان کی تحریک استحقاق ہے آپ ان کو کیوں نہیں پیش کرنے دیتے ہیں۔ جی شاہین صاحب!

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہاں پر ایسے لگتا ہے کہ یہ اسمبلی پلاننگ کے تحت چلائی جا رہی ہے۔ اگر یہ سوال اس ایوان میں پیش ہو جاتا کہ جس میں کروڑوں روپے کی ہیرا پھیری ہے تو اس میں حرج کیا تھا۔ بارہ بج کر پانچ منٹ پر آپ نے سوالات شروع کیے ہیں اور ابھی اس میں دس منٹ رہتے ہیں اور آپ نے اس کو ختم کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔ وقفۂ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب آپ میرے اعتراض کو نوٹ کیجیے اور اسے ریکارڈ پر لائیے آپ دوبارہ کیسٹ چلائیں اور اگر یہ کیسٹ پورے ساٹھ منٹ کا ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا آپ نے کہا ہے کہ ساٹھ منٹ ہو چکے ہیں۔ اگر یہ کیسٹ ساٹھ منٹ کا ہو تو اس اسمبلی سے میں استعفیٰ دے دوں

گا۔ لیکن یہ طریقہ صحیح نہیں کہ آپ اس کو اس طرح سے چلا رہے ہیں کہ لوگ وہاں تک پہنچ نہ سکیں جو کچھ کہ آپ کرتے ہیں۔ یہ کروڑوں روپے کی زمین ہے یہ جنرل جیلانی کو دے دی گئی ہے۔ یہ کس لیے دی گئی ہے۔ وہ کیا خدمت کرنا چاہتا ہے۔ وہ کیا سکول بنا کر ہمارے بچوں کو پڑھانا چاہتا ہے۔ ڈی نوٹیفکیشن کے لیے درخواست دیتے ہیں اور وہاں پر 15' 15 آدمیوں کے لیے کہتے ہیں کہ ہمیں یہ زمین الاٹ کر دی جائے۔ یہ state land ہے' یہ نواز شریف کی زمین نہیں نواز شریف اپنی زمین اس کو دے دے۔ state land اس کو نہیں دی جا سکتی ہے میں اس game کو یہاں تک لانا چاہتا تھا۔ یہ کام غلط ہو رہا ہے۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ ہم ضمنی سوال روک رہے تھے' ہم اپنے ممبران کو کہہ رہے تھے کہ آپ زیادہ ضمنی سوال نہ کریں۔ ان کی پلاننگ یہ ہے کہ یہ اس سوال تک نہیں آنے دیں گے اور میں احتجاج کرتا ہوں کہ آپ نے ہمارے دس منٹ کھائے ہیں۔ آپ نے پچاس منٹ میں اس وقفہ کو ختم کیا ہے۔ اگر آپ اس قسم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم یہ اعتراض ضرور اٹھائیں گے اور میں یہ ریکارڈ پر لاتا ہوں کہ پچاس منٹ کا وقفہ سوالات ہے۔ سپیکر صاحب یہ طریقہ نہیں کہ ایک پلاننگ کے تحت اس ایوان کو چلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ آپ سپیکر کے conduct کو چیلنج نہیں کر سکتے ہیں میری آپ سے عرض ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے آخری مرتبہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز رکن کی خدمت میں آخری مرتبہ گزارش کر رہا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں اور اس ایوان کی کارروائی کو چلنے دیں۔ میں یہ آخری بار کہہ رہا ہوں راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں گے؟..... اگر آپ تشریف نہیں رکھنا چاہتے ہیں تو آپ اس ایوان سے باہر تشریف لے جائیں۔

جناب فضل حسین راہی ، میں اس بات پر احتجاج کرتے ہوئے دو منٹ کے لیے خود واک آؤٹ کرنے والا ہوں۔ آپ چھوڑیں اس آرڈر کو .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری آپ سے گزارش ہے کہ میں اب آپ کو ایک لفظ کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ اگر آپ نے ایک لفظ بھی کہا تو میں آپ کو اس ایوان سے باہر نکال دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی ، میں اس ایوان کا ممبر ہوں' آپ مجھے نہیں نکال سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں معزز ممبر سے درخواست کرتا ہوں کہ ایوان سے باہر تشریف لے جائیں

سارجنٹ ایٹ آرمز معزز ممبر کو ایوان سے باہر جانے کی درخواست کریں۔

جناب فضل حسین راہی ، بڑی پھیتی سارجنٹ سد لیا ہے۔ آئیں سارجنٹ ' کیا ہو گا؟

نواب زادہ غضنفر علی گل ، آپ سارجنٹ کو بلائیں گے تو یہاں جھگڑا ہو گا۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔

بیگم صغیرہ اسلام ، جو کچھ یہاں گیارہ سال ہوتا رہا ہے۔ اب ہم نہیں ہونے دیں گے۔ یہ مارشل لاء کا دور نہیں۔ (اپوزیشن کے تمام لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں)

جناب فضل حسین راہی ، آپ غلط طریقہ سے اسمبلی چلا رہے ہیں۔ ہم احتجاج کرتے ہیں یہ جو عوام کے پیسے کھا رہے ہیں۔ ان کو کون پکڑے گا۔ (قطع کلامیاں ـــ شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں ایوان کو ہفتہ 11 نومبر کی شام چھ بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

ہفتہ 11 نومبر 1989ء

(شنبہ 11 ربیع الثانی 1410ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 7 بج کر 48 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر مؤکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اُردو ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

پارہ 26 سورۃ الحجرات آیات 11-12

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے اہل ایمان بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

پوائنٹ آف آرڈر

وقفہ سوالات میں تخفیف

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا سپیکر وقفہ سوالات کے وقت کو کم کر سکتے ہیں۔ میں اس بات پہ آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پہ میں اپنا فیصلہ محفوظ رکھتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! یہ رولنگ اس لیے ضروری ہے کہ بدھ کے روز وقفہ سوالات کا وقت کم کیوں کیا گیا؟ مجھے ابھی اس کا پتا چلنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کیا ہے کہ آپ تشریف رکھیں میں بعد میں اس پہ اپنی رولنگ دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بھارت کے صوبہ اترپردیش میں بابری مسجد کو منہدم کرنے کی سازش ہوئی ہے اور اس کے قریب ایک مندر کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ میں نے اس افسوس ناک اور تکلیف دہ واقعہ کے بارے میں آپ کی خدمت میں ایک قرارداد پیش کی ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ مسئلہ چونکہ تمام مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ آج اسمبلی کے قواعد وضوابط کو معطل کر کے اور باقی کارروائی کو ملتوی کر کے سب سے پہلے میری اس قرارداد پر بحث کی جائے اور اس کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون' سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی ایک قرارداد بابری مسجد کی بارے میں ہے۔ اس سلسلہ میں قواعد کو معطل کر کے اس کو آج take up کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلہ میں میں نے ایک قرارداد دی ہوئی ہے جو کہ اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ باہمی مشاورت سے تیار کی گئی ہے۔ آپ قواعد کو معطل کر کے اس پر بحث کی اجازت دے دیں۔ میں نے جناب وصی ظفر اور لیڈر آف اپوزیشن سے بات کی ہے۔ میری طرف سے یہ قرارداد آپ کے سیکریٹریٹ میں پہلے سے پہنچی ہوئی ہے۔ جناب والا! اس قرارداد پر ہم نے باہمی طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قرارداد ہمارے مذہبی جذبات کی ترجمانی کرتی ہے۔ ہمارے تمام دیگر کاموں پر اس کو اہمیت اور

فوقیت حاصل ہے ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ آج کا تمام وقت اس قرارداد پر صرف کر دیا جائے ۔ میں قرارداد پڑھ دیتا ہوں آپ قواعد کو معطل کر کے اسے پیش کریں ۔ کوئی اور کارروائی آج نہ کریں ۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی کچھ دوست بات کرنا چاہتے ہیں ۔ ہماری طرف سے بھی کچھ دوست اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ ہمارے دین کا مسئلہ ہے ۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر ! مجھے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN. Mr. Speaker Sir, I would request you that the resolution moved by Syed Zakir Hussain Shah should be taken up because we have no faith in the other side that when thousands of people are being slaughtered, Mr. Nawaz Sharif sits and looks at the dancing of Rekha and other artists. How can we take a stand with them: On one side Masjid has been demolished and thousands of Muslims are being slaughtered and Masjids are being demolished and on the other side Mr. Nawaz Sharif is the Chief Guest of a function where Rekha is dancing on the floor. We would request our other brothers either on this side or on the other side, because we are all Members, that we should unanimously vote for it. But in this resolution, it should also be condemned that Mian Nawaz Sharif should not have gone to a function where the Indian actors were there.

سید افتخار الحسن شاہ، جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست سے عرض کروں گا کہ پہلے بھی ڈانسوں والی بات سے کافی تلخ کلامی ہو چکی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ قائد پر کیچڑ اچھال کر پہلے والا سماں پیدا نہ کریں ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہاں میاں نواز شریف صاحب نہیں گئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ------ شاہ صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جو میں نے بابری مسجد کی بات کی ہے میں اس کے حوالے سے کچھ

کہنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ، چونکہ ایوان کے اندر بابری مسجد کے بارے میں پہلے میں نے بات کی ہے اور اب وزیر قانون اس بات کا credit لینا چاہتے ہیں اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن ان کا متن اور ہے اور میری قرارداد کا متن مختلف ہے ۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں اور میں اپنی قرارداد کا متن پڑھوں گا۔ اور میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا ۔ ممکن ہے ان کے اور ہمارے نقطہ نظر میں کوئی فرق ہو۔ جس طرح ہم متفقہ طور پر وولر بیراج کی قرارداد کے حق میں تھے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ اس پر بحث ہونی چاہیے۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وولر بیراج کا مسئلہ تو صرف حقوق العباد میں ہے مگر یہ جو مسجدیں ہیں یہ حقوق العباد اور اللہ دونوں سے تعلق رکھتی ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ آج کی تمام کارروائی کو التوا میں ڈال کر اس پر بحث ہونی چاہیے۔ جس طرح مسجد اقصیٰ کے خلاف یہود نے سازش کی اور اس کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ہندو نے بابری مسجد کے خلاف یہ سازش کی ہے ۔ آج اس پر بحث ہونی چاہیے اور مسلمان دشمن طاقتوں کو بے نقاب کرنا چاہیے۔ لہذا اس پر پورے دو گھنٹے بحث ہونی چاہیے ۔ اور ہم جتنے بھی مسلمان اراکین ہیں ان کو کھل کر بولنے کا موقع دینا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون (چودھری محمد فاروق) ، جناب سپیکر ! میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بابری مسجد کا سانحہ نہ صرف اپوزیشن بنچز کے ساتھیوں سے تعلق رکھتا ہے اور نہ صرف حزب اقتدار کے ساتھیوں سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کا اجتماعی مسئلہ ہے اس کے لیے ہاؤس کی کارروائی کو معطل کر کے اور باقی تمام کارروائیوں کو معطل کر کے قرارداد کو زیر بحث لانا ضروری ہے ، لیکن میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں اطراف لیڈروں کے خلاف یہ معاملہ نہیں جس سلسلے میں یہ بات کی جائے ۔ اگر میاں نواز شریف کسی تقریب میں مہمان خصوصی کے طور پر گئے ہیں یا نہیں گئے ۔ اگر یہ باتیں چھیڑی جائیں گی تو پھر جس طرح مسز صنم بھٹو نے ان فنکاروں کا استقبال کر کے وہاں کی سیر کروائی ہے تو پھر یہ معاملات بھی زیر بحث آئیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب ! پہلے ایک منٹ کے لیے میری بات سنیے۔

جناب فضل حسین راہی، میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ذاکر حسین شاہ نے بہت اعلیٰ طریقے سے آپ کو بات سمجھائی تھی اور اس پورے ایوان کو کہ وولر بیراج کی قرار داد کو ہم اور یہ پورا ایوان متفقہ طور پر پاس کرنے کے لیے تیار تھا۔ آپ اس کو رکوانا چاہتے تھے اور ہم اس منصوبے کو ترک کروانا چاہتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ یہ اصرار کر رہے تھے کہ بحث ہونی چاہیے۔ بحث اس لیے ہونی چاہیے جناب والا کہ جو لوگ کرکٹ کے میچ کو دیکھنے کے لیے بغیر دعوت کے انڈیا میں جا کر گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور وہ انڈیا کی Supremacy کو قبول کرتے ہیں۔ ہم نے استدعا کی ہے بحث کو بند کریں ہم بحث نہیں کرنا چاہتے ہم اس قرارداد کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں۔ ہماری استدعا یہ ہے کہ ہم اس کو پاس کرنا چاہتے ہیں اور اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ ذرا شاہین صاحب' میاں صاحب تشریف رکھیں ' میری تمام معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ ایک قرارداد جناب لاءمنسٹر صاحب نے اور ذاکر شاہ صاحب نے بھیجی ہے ' یہ ایک ایسا حساس مسئلہ ہے کہ اگر یہ بات کرنے لگیں گے تو پھر کوشش یہ کریں گے کہ جتنے بھی دوست بول سکتے ہیں اس پر بولیں۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ آپ اتنے اچھے مسئلے کو take up بھی کرنا چاہتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے قائدین کے مسئلے پر بات کرتے ہیں۔ یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے ' میری تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ قائدین کے متعلق ایسی باتیں کرنے سے جس سے ماحول خراب ہو اُن سے پرہیز کریں تا کہ ہم اچھے ماحول میں اس بات پر بحث کر سکیں جس پر دونوں اطراف سے احباب متفق ہیں۔

بھارت میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت

جناب عبدالقادر شاہین، میرے خیال میں اس ہاؤس کے اندر تمام مسلمان ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور بڑا درد دل رکھنے والے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے بھارت کے اندر شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے تعزیت کی قرار داد پیش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(ہاؤس کی آواز)۔ قرارداد نہیں بلکہ دعا کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دعا فرمائی جائے۔

(بھارت کے اندر شہید ہونے والے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نواب زادہ صاحب فرمائیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، پوائنٹ آف آرڈر، گزارش ہے کہ آج کا اجلاس اس کا شیڈول وقت 6.00 بجے کا تھا، آپ ایوان میں 7.00 بجے کے قریب آئے ہیں اور ممبر حضرات لابی میں موجود تھے، آپ یہ فرمائیں کہ کن وجوہات کی بناء پر اور کیوں یہ اسمبلی کا وقت ضائع کیا گیا۔ جتنی دیر آپ ہاؤس میں نہ آئیں گھنٹیاں بجتی رہتی ہیں، اس کی کوئی حد ہوتی ہے کہ اتنی دیر تک بجیں اور اس کے بعد یہ اجلاس ختم ہو جاتا ہے۔ اور جناب پورے دو گھنٹے میں آپ تشریف لائے ہیں، میں آپ سے اس کی وجوہات جاننا چاہتا ہوں۔ اگر حکومت اجلاس بلانے میں سنجیدہ نہیں تو پھر کیوں بلاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل، جناب والا میں جواب چاہوں گا میں ہر رولنگ پینڈنگ نہیں رکھوں گا۔ ورنہ پھر مجھے کہنا پڑے گا کہ پوائنٹ آف آرڈر سننے والے سپیکر اور ہوتے ہیں اور رولنگ دینے والے اور ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔۔۔ جی چودھری صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کل اجلاس ہو گا یا کل چھٹی ہے۔

جناب مہدی خان، جناب والا! یہ معاہدہ طے پایا گیا تھا کہ ایک دوسرے کے لیڈر پر ہم کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کریں گے۔ لیکن ہمیں بڑا افسوس ہے کہ سکندر صاحب نے جو باتیں کی ہیں قابل افسوس ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات تو پہلے ہو چکی ہے اور ختم ہو گئی ہے۔

جناب مہدی خان، نہیں یہ پہلے بات ہو چکی ہے، ٹھیک ہے لیکن جو انہوں نے الزام لگایا ہے یا اگر ان کی بات درست ہوئی تو میں استعفیٰ دے دوں گا اگر ان کی بات غلط ہے تو پھر وہ استعفیٰ دے دیں۔ جناب والا! ہاؤس میں ایسی باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب، مہدی خان صاحب ۔۔۔ تشریف رکھیں جو بات ختم ہو گئی۔ اس کو ہاؤس میں دوبارہ کیوں کرتے ہیں۔ مہدی صاحب آپ تشریف رکھیں گے؛ بڑے افسوس کی بات

ہے کہ جو بات ایک دفعہ ختم ہو گئی ہو اور اس کو دوبارہ کر رہے ہیں ۔۔۔ جی ضیاء صاحب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو قرارداد بابری مسجد کے متعلق سید ذاکر حسین شاہ صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں اور وزیر قانون بھی پیش کرنا چاہتے ہیں یقینی طور پر ان دونوں قراردادوں میں اختلاف ہو گا اور سخت اختلاف ہو گا ۔ ان کی سوچ کچھ اور ہے اور سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی سوچ کچھ اور ہے وزیر بیراج میں بھی اختلاف رائے ہے ۔ وہ اسے رکوانا چاہتے ہیں اور ہم اسے ترک کرنا چاہتے ہیں ۔ لہذا آپ سے میری گزارش ہے کہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ اور اگر کچھ پردہ نشینوں کے اس میں نام آتے ہیں ۔ اگر کسی نے وہاں جانے سے استفادہ اٹھایا ہے ۔ اگر وزیر اعلیٰ وہاں گئے ہیں ۔ میرے خیال میں وہ کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ بھی زیر بحث آجائے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر ۔ آرڈر۔

راجہ صفدر حسین، جناب سپیکر ! میں آپ کی اس نکتے پر رولنگ چاہوں گا کہ ابھی نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے بات کی ۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اس کے فوراً بعد دوسرا پوائنٹ آف آرڈر سننا شروع کر دیا ۔ کیا ایک پوائنٹ آف آرڈر کو نپٹانے سے پہلے آپ کسی اور کو فلور دے سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ سپیکر کے Conduct پر آپ سوال نہیں کر سکتے۔ اس پر پہلے بھی مسٹر سپیکر رولنگ دے چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کا تمام معزز اراکین کو علم ہے۔ جو رولنگ پہلے آچکی ہے اس پر میں دوبارہ رولنگ کیا دوں گا؟

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے ایک ریزولیوشن کے بارے میں استدعا کی ۔ اس وقت وزیر قانون نہیں تھے ۔ وزیر قانون آئے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! یہ کیا طریقہ کار ہے۔ یہی تو میرا اختلاف میرے ان بھائیوں سے ہے۔ آپ ان کا Conduct دیکھ لیں کہ ان کی کیا صورت حال ہے۔ دس آدمی مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں بیٹھ جاؤں۔ پتہ

نہیں کہ میں کیا بات کرنا چاہتا ہوں ۔ ان کے دل میں کوئی چور ہے۔ وہ چور ان کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیتا ۔ وہ چور پتہ نہیں کہ کیوں ان کے اندر چھپا ہوا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ چیمہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا ! میں ان کو نظر انداز کرتا ہوں ۔ میں ان کی واہیات کو نظر انداز کرتا ہوں ۔

جناب والا میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ قاعدہ 202 کے تحت آپ آج کے ایجنڈے کی کارروائی کو معطل کریں ۔ دونوں طرف سے یہ ایک رائے آچکی ہے کہ اس واقعہ کو آپ زیر بحث لائیں ۔ اسمبلی کی روایت یہ ہے کہ ہمیشہ prerogative وزیر قانون کا ہوتا ہے ۔ وہ resolution خود پڑھتے ہیں اس کے بعد تمام ہاؤس اپنی رائے دیتا ہے ۔ یہ جناب والا میری رائے ہے ۔ اس پر آپ فیصلہ دیں۔ کیونکہ ہمیشہ resolution کے متعلق prerogative وزیر قانون کا ہوتا ہے ۔ وہ ہاؤس میں پیش کرتے ہیں ۔ اس کے بعد تمام دوستوں کو اس پر کھلی دعوت ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب ٹھیک ہے آپ نے بجا فرمایا۔

(قطع کلامیاں)

خواجہ محمد یوسف، جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ اکثر اس معزز ایوان میں دیکھا گیا ہے کہ کسی نہ کسی نکتے پر اس قسم کی cross talk شروع ہوتی ہے اور پورے ہاؤس کا ماحول خراب ہو جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پنجاب کی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہم سب لوگ ایم۔پی۔ اے ہیں۔ پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ ہم میں سے کچھ وزرا ہیں ۔ کچھ پارلیمانی سیکرٹریز ہیں ۔ کچھ ایڈوائزرز ہیں ۔ کوئی وزیر اعلیٰ ہے اور اسی طرح تمام صوبوں میں ہیں ۔ ہم اپنے پنجاب کے ایریا میں اپنے ساتھیوں کو اپنی اسمبلی میں پنجاب کے صوبے میں تنقید کرنے کا حق رکھتے ہیں لیکن اس اسمبلی کو یا کسی صوبائی اسمبلی کو کیسے حق حاصل ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے ممبران کے متعلق ۔ یا قومی اسمبلی کے قائد ایوان کے متعلق اس قسم کے گندے ریمارکس یہاں پر پاس کرے ۔ کہ خود ہمیں بھی شرم آتی ہے کہ

یہاں پر ہو کیا رہا ہے؟ کیا آپ جناب والا اس چیز پر رولنگ دیں گے۔ آج آپ اس چیز پر رولنگ دیں گے نہیں تو میں اس ہاؤس سے واک آؤٹ کروں گا اور ہمیشہ کے لیے واک آؤٹ کروں گا کہ آپ کنٹرول نہیں کر سکتے۔ یہاں پر کیا ہوتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب وزیر قانون کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمود الرشید، جناب والا میں پھر دوبارہ عرض کروں گا۔

یہ دستور زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری

میں نے چار دفعہ آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر کہا۔ میں خواجہ صاحب کی بات کے جواب میں یہ عرض کروں گا۔ تمام دوست یہاں پر موجود ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ پیپلز پارٹی کے جو دوست اور ساتھی ہیں ہمیشہ انہوں نے ماحول کو تلخ کرنے کے سلسلے میں پہل کی ہے۔ ایک ایک پوائنٹ آف آرڈر پر چار چار افراد بیک وقت بولتے ہیں۔ کسی دوسرے کو بولنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی اور ان کے خلاف کسی قسم کی بات کرتے ہیں تو وہ پورے ایوان میں شور مچاتے ہیں۔ آج بھی میرے محترم دوست سردار صاحب نے وزیر اعلیٰ پر الزام تراشی کی کہ ریکھا کا ڈانس دیکھ رہے تھے جس کے جواب میں لوگوں نے یہاں پر جواب دیا۔ میں خواجہ صاحب سے گزارش کروں گا وہ خود اپنے دوستوں کو سمجھائیں کہ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہمیشہ ایوان کی کارروائی کو پراگندہ دوسری طرف سے کیا گیا ہے۔ ہم نے ہمیشہ تعاون کیا ہے لیکن اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ ہر دفعہ شور۔ دھونس اور دھاندلی کے ذریعے یہاں پنجاب اسمبلی کے ماحول کو پراگندہ کریں۔ ہم نے ہمیشہ خاموشی اختیار کی ہے۔ اور ہمیشہ انُ کی طرف سے ماحول کو خراب کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب مہربانی۔ میں اپنے معزز اراکین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ سنجیدگی سے اس قرار دادوں پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

میاں اظہر حسین ڈار، جناب والا! خواجہ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران اس طرح تنقید کر سکتے ہیں۔ وہ آپ سے اس سلسلے میں رولنگ مانگ رہے ہیں۔ میں عرض

کروں گا کہ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں بتاتا ہوں۔ جناب سید ناظم حسین شاہ صاحب۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جیسے میرے فاضل دوست نے یہاں فرمایا ہے کہ ہم یہاں پر اپنے اپنے حلقہ نیابت سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ ہاؤس میں کچھ وزرا ہیں۔ کچھ پارلیمانی سیکرٹریز ہیں۔ اس معزز ہاؤس کے اندر جو بھی رکن ہے اس کی ذاتی حیثیت سے نہیں مگر جو آفس اس کے پاس ہے وہاں اگر کچھ کمزوریاں ہیں یہ حق ہمیں عوام نے دیا ہے کہ ہم اس پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں۔ ہمارا نکتہ چینی کرنے کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ ان کی تذلیل کر رہے ہیں۔ مگر ہمارا مقصد ان کی اصلاح کے لیے ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ دوسرے انہوں نے کہا ہے کہ جو اس ہاؤس کے ممبر ہیں ان کے اوپر ہم اعتراض کر سکتے ہیں تنقید بھی کر سکتے ہیں۔ جو اس ہاؤس کے ممبر نہیں ہیں ان پر نہیں یہ valid point ہے دوسری گزارش جو نوابزادہ غضنفر گل صاحب اور راجہ صفدر صاحب نے کی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس اسمبلی کا اجلاس دو گھنٹے دیر سے شروع ہوا ہے۔ انہوں نے اس کی وجوہات پوچھی ہیں۔ آپ کے Conduct کے اوپر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ انہوں نے یہ کہا کہ چھ بجے ہمیں وقت دیا۔ اسمبلی میں ہر طرف حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے صرف وجوہات پوچھی ہیں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی اور دوسرے پر بھی آپ رولنگ دے دیں۔ دوسرے پوائنٹ آف آرڈر کی وجوہات آپ بتا دیں کہ دو گھنٹے اسمبلی کا اجلاس کس وجہ سے تاخیر سے شروع ہوا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ پھر وہی بات چھیڑ رہے ہیں۔ اصل میں آپ کو بھی علم ہے۔ میں نے دو تین دفعہ پتہ کروایا کورم یہاں تھا ہی نہیں۔ چند دوست بیٹھے تھے ہم اس انتظار میں تھے کہ کچھ اور دوست اکٹھے ہو جائیں تو ہم آ جائیں۔

جہاں تک خواجہ محمد یوسف صاحب کی بات کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ پنجاب اسمبلی میں ہم وہ تمام چیزیں۔ تمام باتیں زیر بحث لا سکتے ہیں جن کا تعلق پنجاب کے ممبروں سے ہے۔ یا کسی کی وزیر کے متعلق ہے ہم یہ بات زیر بحث لا سکتے ہیں۔

میری گزارش صرف یہی ہے کہ ہم ایک انتہائی حساس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اب

ماحول ایسا بن گیا ہے کہ وہ چیز پیچھے رہ گئی ہے ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر ہم اس ریزولیوشن پر جو کہ نہایت اہم ہے بحث کرنا چاہتے ہیں تو وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اس کو لے لیں۔ خواجہ صاحب کی بات بجا ہے ۔ میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کے متعلق ان کے conduct کے بارے میں اور تمام پہلوؤں پر ہم بات کر سکتے ہیں ۔ لیکن بات پھر وہیں پر آ جاتی ہیں ۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ ایسے حساس مسئلے بن چکے ہیں کہ ان کے زیر بحث لانے سے ہماری proceedings رک جاتی ہیں ۔ میری آپ تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس resolution کو لے آئیں اور ہم اس پر بحث کر لیں ۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا ! میں نے تو آپ سے رولنگ مانگی ہے ۔ ورنہ یہ بہت مشکل ہو جائے گا کہ ہم اپنے معزز رکن کا ساتھ نہ دیں ۔

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کیا سپیکر کے چیمبر میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے ؟ اگر نہیں ' تو پھر آپ چیمبر میں یہ اطمینان کیوں کرتے ہیں کہ ہاؤس میں کورم ہے یا نہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انشاء اللہ ' آئندہ ایسا نہیں ہو گا ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

جناب عبدالقادر شاہین، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ابھی ایک معزز رکن نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہا کہ کوئی بھی resolution صرف لاءمنسٹر ہی پڑھ سکتے ہیں ۔ کیا اپوزیشن کے بنچوں کی طرف سے کوئی قرارداد اس ہاؤس میں نہیں آ سکتی ؟ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نہیں ۔ غالباً آپ نے ان کی بات غور سے نہ سنی تھی ۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا ! میں نے تو یہی بات کی تھی کہ جب ہاؤس ایک بات پر اتفاق رائے کرتا ہے ' تو یہ resolution کی غیر معمولی نوعیت ہے ۔ کیونکہ ایجنڈے میں نہیں ۔ جب ایسی صورت حال ہو تو میں پھر کہتا ہوں کہ لاءمنسٹر کا حق بنتا ہے ۔ جب ایک ہی resolution ہو دونوں اطراف پیش کرنا چاہتی ہوں تو وہ لاءمنسٹر پیش کریں گے ۔ میرا یہی موقف ہے ۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا ! اس ایوان میں بیٹھا ہوا ہر ممبر اپنی سطح پر آزاد ہے ۔ اور اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر اسمبلی میں اپنی رائے دے سکے ۔ لکھ کر دے سکے ' یا زبانی عرض کرے ' قواعد و ضوابط کے تحت کرے ۔ اور کسی ممبر کی رائے کو سلب کرنے کا اختیار نہ آپ کے

چیف منسٹر کے پاس ہے ' نہ آپ کے کسی منسٹر کے پاس ہے اور نہ کسی دوسرے ممبر کے پاس ہے ۔ ایک بات ۔ (میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہاؤس کو in order کریں) ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ایک ممبر کا مافی الضمیر ہے ' ضروری نہیں کہ دوسرے ممبر کا بھی مافی الضمیر وہی ہو۔ اس لیے جو قرارداد اپوزیشن کے کسی ممبر کی طرف سے آئے گی وہ ہاؤس کی property بن چکی ہو گی اور ہاؤس کی property میں ترمیم کرنے کا اختیار کسی شخص کو اس وقت تک نہیں جب تک ہاؤس اس کی صنفہ طور پر اجازت نہیں دیتا ۔ یا سپیکر انہیں نہیں کہتا ۔ جناب والا ! اس لیے کسی ممبر کی رائے کو سلب کرنا کاشنرم ہے اور کسی بھی ایوان کے اندر ' اور منتخبہ ایوان کے اندر کاشنرم نہیں ہونی چاہیے ۔ یہ میری درخواست ہے ' ان کی قرارداد علیحدہ پڑھی جائے اور اپوزیشن کی علیحدہ ۔ وہ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ دونوں کے نظریات کیا ہیں ؟ ہم جانتے ہیں ' دونوں کس طرح سے چل رہے ہیں ۔ اس لیے یہ ضروری ہے ۔ میرا مقصد کسی پر کیچڑ اچھالنا نہیں ۔ لیکن یہ کہنا ضروری تھا ۔ شکریہ۔

خواجہ محمد یوسف، جناب والا ! آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کے نصف حصے کا جواب فرمایا ہے ۔ باقی کے نصف حصے کا جواب آپ نے ابھی تک نہیں دیا ۔ اسی لیے ابھی ابھی پھر جب بات ہوئی تو ایک معزز رکن نے وزیر اعلیٰ کا نام لیا ۔ انہوں نے شوقیہ ' محض اپنی طبیعت کو خوش کرنے کے لیے وہاں سے آواز کسا " ہاں جی " ' وزیر اعظم کو بھی نہیں ہے ۔ اس ایوان میں کسی کا وزیر اعظم پر نکتہ چینی کرنے کا کیا تعلق ہے ؟ (مداخلت) شاہ صاحب ' میں آپ سے بات نہیں کر رہا ۔ اگر آپ نے میرے ساتھ بات کرنی ہے تو سیالکوٹ میں آ کر میرے ساتھ بات کریں ۔ میں دیکھوں گا ' آپ کتنی باتیں کرتے ہیں ؟ میں سیالکوٹ میں دیکھوں گا کہ آپ کتنی باتیں کرتے ہیں ۔ میرے ساتھ باتیں کرنی ہیں تو اُدھر آ کر کریں ۔ یہاں اس ایوان میں ہاؤس کی بات کرنے دیں ۔ آپ کو وزیر پھر بھی کسی نے نہیں بنانا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری گزارش ہے کہ براہ راست ایک دوسرے سے بات نہ کریں ۔

خواجہ محمد یوسف، ابھی تک تو آپ سیکرٹری بھی نہیں بنے ۔ سیالکوٹ کے چھ سال ضائع کر دیے ہیں ۔ ہاں جناب ' میرے باقی حصے کا مجھے جواب دیا جائے ۔ جناب سپیکر ' میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کو ہمیشہ کے لیے یہ بات ختم کرنی ہو گی ۔ ورنہ اس سے اور بہت سے شاخیں نکلیں گی ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، تمام اراکین اسمبلی سے میری دوبارہ گزارش ہے کہ ایسے تمام مسائل سے پرہیز کریں جن سے ماحول خوش گوار نہیں رہتا۔ ڈاکٹر صاحب' آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش، خواجہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دے دیجیے۔ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری گزارش یہی ہے کہ پہلے بھی یہ بات آ چکی ہے' نیشنل اسمبلی کے متعلق پراونشل اسمبلی میں بحث نہیں کی جا سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بیگم بشریٰ رحمٰن، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کے اس "خوش گوار" ماحول کو دیکھتے ہوئے' کہ بات کہاں سے شروع ہوئی اور کہاں پہ جا کر پہنچی۔ ہم بہت خوش ہیں کہ وولر بیراج کو ٹالنے کے لیے انہوں نے ایک قرارداد پیش کی ہے۔ جو اگرچہ بہت سنگین ہے اور ہم اس کے حق میں ہیں۔ فضل حسین راہی صاحب کا شکریہ جو کہہ رہے تھے کہ ہمارے اور ان کے نظریات میں فرق ہے اس لیے قراردادیں الگ الگ پیش کی جائیں۔ ان کا بہت شکریہ۔ اس لیے ہم وولر بیراج پر بحث کرنا چاہتے ہیں' کہ نظریات میں بہت فرق ہے جناب والا! (نعرہ ہائے تحسین)۔ (قطع کلامیاں)

اب میری باری ہے حضور۔ مجھے بات کرنے دیجیے۔ میں نے سب کی باتیں بہت خاموشی سے سنی ہیں۔ آج کا دن وولر بیراج کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ آپ نے رولنگ دے دی۔ آپ نے فرما دیا' ہم نے وہ مان لیا۔ ایک تو یہ مہربانی کیجیے کہ اب وولر بیراج کے لیے کوئی اور دن مختص فرمائیے۔ تاکہ جس طرح ہم سب مل کر آج بابری مسجد پر بات کرنا چاہتے ہیں' اس دن ہم وولر بیراج پر بھی بات کر سکیں۔ اور دوسری بات' پیپلز پارٹی کے معزز' محترم' قابل صد احترام اراکین کی خدمت میں شعر پیش کرنا چاہتی ہوں۔ شعر یہ ہے،

لبوں پہ زہر دلوں میں کدورتیں ہیں وہی
نئی رتوں میں بھی یاروں کی صورتیں ہیں وہی
(نعرہ ہائے تحسین)
انہی رتوں میں اجڑتے ہیں قافلے دل کے
وہی ہے جشن چراغاں مہورتیں ہیں وہی
(نعرہ ہائے تحسین)

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا ! انہوں نے دو باتیں کیں ہیں ۔ ذکر کہاں سے چلا کہاں پہنچا ۔ اس کے متعلق تو یہ عرض ہے کہ

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

اور جناب والا ! انہوں نے ہماری صورت کی بات کی ہے ۔ ہماری صورت جو ہے سو ہے ہم نے غازہ کے نیچے چھپا نہیں رکھا پھر اس کے ساتھ ساتھ ایسی صورت بھی کیا بُری ہے ۔ جس نے ڈالی بُری نظر ڈالی۔

بیگم بشریٰ رحمٰن، جناب والا ! اب میں جواب ضرور دوں گی۔

سید ناظم حسین شاہ، اس بات پر ایک شعر عرض ہے ۔

اس چشم پر خمار کی خرمستیاں نہ پوچھ — سب کو بقدر حوصلہ سے نوش کر دیا
ان کی جفاؤں پر بھی وفا کا ہوا گمان — اپنی وفاؤں کو بھی فراموش کر دیا

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو چلائیں ۔

جناب علی اکبر مظہر وینس، جناب سپیکر ! شعر تو پہلے عرض ہے اس کے بعد میں نے گزارش بھی کرنی ہے ۔ شعر محترمہ کی خدمت میں عرض ہے ۔

دلوں کی الجھنیں بڑھتی رہیں گی
اگر کچھ مشورے باہم نہ ہوں گے

جناب والا ! میں نے دو دن پہلے بھی عرض کیا تھا ۔ یہ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے ۔ ہم پچھلے ہفتے سے اس معزز ایوان میں بیٹھ کر ہم اس صوبے کی عوام کی کیا خدمت کر رہے ہیں ؟ اور جناب والا ! میں نے یہ عرض کیا تھا ۔ جناب والا ! ان قراردادوں کے پس پردہ جو ذہن ہے وہ تعمیری ذہن نہیں ہے ۔ دوئر بیراج کا مسئلہ نہیں ہے اس سے صوبے کے پانی کے کم ہونے کا مسئلہ نہیں ہے ۔ بابری مسجد کا مسئلہ نہیں ہے ۔ ہم صرف ایک دوسرے کے زعما پر کیچڑ اچھالنا چاہتے ہیں ۔ یہ بات میں نے برملا کی تھی ۔ اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے ۔ اب اس میں یہ اور کیا لینا چاہتے ہیں ؟ جناب والا ! آپ مہربانی فرمائیں ان قراردادوں پر جب کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کیا سننا چاہتے ہیں اس صوبے کے عوام کو کیا سنانا چاہتے ہیں ؟ ہم پہلے ہی کہاں کے کہاں پہنچ چکے ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ ہم ان اسمبلیوں میں بیٹھ کر کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے

قریب آنے کی بات کرتے' اس صوبے کے ترقیاتی کاموں کو آگے بڑھانے کی بات کرتے' ہم اپنے فاصلے اور اپنی عصبیتوں کو کم کرنے کی کوئی بات کرتے ہم کوئی تعمیری سوچ کی بات کرتے اور ہم نے ان سات دنوں کے قیمتی وقت کو جو ضائع کیا ہے اس صوبے اس ملک کی تعمیری سوچ کے لیے کوئی حصہ ڈال سکتے ۔ تو کیا ہی اچھا ہوتا ۔ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہم کیا کل کو جواب دہ ہوں گے ۔ ہم کیا ریکارڈ قائم کر رہے ہیں ۔ یہ اسمبلیاں چلیں گی یا نہیں چلیں گی ۔ خدا کے لیے رحم کیجیے ۔ اس ملک پر رحم کیجیے۔ اس ملک کی عوام پر رحم کیجیے ۔ اس ملک پر رحم کیجیے اس آئین پر رحم کیجیے ۔ آپ اس وقت سے ڈریئے جب اس ملک میں بنیادی حقوق سلب ہو جاتے ہیں ۔ شہری حقوق سلب ہو جاتے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں ۔ آپ رحم کیجیے ۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں میں رسول کا واسطہ دیتا ہوں اور اس ملک کی گیارہ کروڑ عوام کا واسطہ دیتا ہوں ۔ خدا کے لیے قومی سوچ پیدا کیجیے ۔ خدا کے لیے قومی سوچ پیدا کیجیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب وزیر قانون صاحب ۔ ملک طیب اعوان صاحب

ملک طیب خان اعوان، جناب والا ! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ کہنے کو کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے۔ کیا وقت ہو گیا ہے کیا کوئی حزب اقتدار کی طرف سے بولا ہے۔ یہ پنجاب کے خیر خواہ کس کو بولنے نہیں دیتے اور یہ چھ چھ آدمی بیک وقت کھڑے ہوتے ہیں ۔ اور ہمارے بھائی راہی صاحب کو بیٹھنے کی عادت نہیں ہے ۔ انہیں نہ تو پنجاب سے کوئی لگن ہے ۔ نہ ہی ان کو بابری مسجد سے کوئی لگن ہے ۔ انہیں کس نہر سے لگن نہیں ۔ انہیں تو کھڑے ہونے کی لگن ہے ۔ اور پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ہی کہتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ کام کیوں نہیں کوتے ۔ یہ کسی کو کام کرنے دیں تو کام کریں ۔

سید افتخار الحسن شاہ گیلانی، جناب سپیکر ! میرے ایک بھائی نے اٹھ کر کہا ہے کہ ہمارے نظریات میں فرق ہے ہماری بات کچھ اور ان کی بات کچھ اور ہو گی ۔ اسی طرح ہماری بات اور ہمارے نظریات کچھ اور ہوں گے ۔ یہ تمام باتیں کھلیں گی اور پتہ لگ جائے گا کہ اس میں کیا سازشیں ہیں ۔ اور اس میں کیا کیا پیچیدگیاں ہیں ۔ پنجاب کا کتنا نقصان ہے اور پاکستان کا کیا نقصان ہے ۔ ہم اس پر تقریریں کریں گے اور اس پر کھل کر بات کریں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب تشریف رکھیے ۔ وزیر قانون آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیے ۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیے ۔ میں نے وزیر قانون کو فلور دے دیا ہے ۔

فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں personal explanation پر کھڑا ہوں مجھے اپنی بات کرنے کی اجازت دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب ایک منٹ آپ تشریف رکھیے وزیر قانون کھڑے ہیں ۔ میں ان کو فلور دے چکا ہوں آپ تشریف رکھیے ۔ لاہنسٹر صاحب کھڑے ہیں ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر ! میں انتہائی دکھ کے ساتھ آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی دس منٹ پہلے جناب والا نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیے ۔ راہی صاحب آپ کو ضرور موقع ملے گا آپ اپنا موقف بیان کر لینا ۔ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں لاہنسٹر صاحب بول رہے ہیں ۔ ایک منٹ آپ تشریف رکھیے آپ ضرور بول لینا ۔ آپ وزیر قانون کو بولنے دیں ۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیے کیا کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر ! میں صرف personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب یہ میرا حق ہے کہ میں اپنے متعلق بات کر سکوں ۔ میرے بھائی کو یہ حق بنتا ہے کہ وہ مجھے کہیں کہ میں بیٹھتا نہیں یہ درست ہے ۔ اور مجھے بیٹھنے کی عادت نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا کس نے آپ کا نام لیا ہے ۔

جناب فضل حسین راہی: جی ہاں انہوں نے میرا نام لے کر کہا ہے ۔ اور انہوں نے کہا ہے " فضل حسین راہی" آپ مجھے personal explanation پر بولنے کا حق دیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے ۔ یہ کہیں کہ میں ان کو بیٹھنے دیتا ہوں یا نہیں بیٹھنے دیتا ۔ میں بیٹھتا ہوں یا نہیں بیٹھتا کھڑا ہوتا ہوں بیٹھتا ہوں ان کو interrupt کرتا ہوں ۔ لیکن میں کسی شخص کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ یہ کہے کہ راہی کو پنجاب کے ساتھ کوئی لگن نہیں راہی کوئی نواز شریف نہیں ۔ جو الطاف حسین کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ کہے کہ پنجاب سے پہلے لاشیں آتیں تھیں اب وہ لاشیں بھول جائیں ۔ پہلے جو پنجابی ازم کا پراپیگنڈہ جو تھا ۔ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھ سے سچا پنجابی نہیں ہے ۔ میں بہت بڑا پنجابی ہوں اور میں بالکل پنجابی ہوں ۔ یہ میں کسی کو حق نہیں دیتا کہ مجھے یہ کہے کہ پنجاب سے لگن نہیں کسی جاگیردار کو پنجاب سے لگن نہیں ہو گی ۔ کسی سرمایہ دار کو پنجاب سے لگن نہیں ہو گی ۔ لیکن غریب عوام کو پنجاب سے لگن ہے ۔ اور میں ان لوگوں کے ساتھ

ہوں جنہیں پنجاب سے لگن ہے اور میں اب یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے پنجاب سے لگن ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! راہی صاحب نے جو تقریر کی ہے کیا وہ جناب والا کی اجازت سے کی ہے۔ میں اس controversy میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اگر یہ جناب والا کی اجازت کے بغیر کی ہے۔ تو اس کو ایوان کی کارروائی سے حذف فرمایا جائے۔ جناب والا انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب پر یہ الزام لگایا ہے۔ اگر محترمہ پرائم منسٹر صاحبہ الطاف حسین کے ساتھ تعلقات رکھتی ہے تو وہ بڑی اچھی بات ہے اگر ہمارے چیف منسٹر نے الطاف حسین کے ساتھ کوئی تعلق بنایا ہے۔ اس تعلق پر ان کو اعتراض کیوں ہے۔ آپ سے میں یہ گزارش کروں گا۔ یہ بلا وجہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے حکم ماننے سے گریز کرتے ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کیا یہ طریقہ ہے ان کی حوصلہ شکنی اسی طریقے سے ہو سکتی ہے کہ انہوں نے جو تقریر بلا جواز کی ہے اس کو آپ ایوان کی کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری یہ گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے جو فرمایا اور راہی صاحب بھی جو بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہاؤس In order ہو میری تمام دوستوں سے گزارش ہے اور خاص طور پر میں یہ کہوں گا کہ جہاں بھی جب یہ فیصلہ ہو چکا تھا کسی بھی طرف کے قائد کے خلاف یا ان پر کیچڑ نہیں اچھالا جائے گا یا ان کے خلاف کوئی ایسی باتیں نہیں کی جائیں گی تو میں یہ کہوں گا کہ تمام ایسی باتیں جو دونوں طرف کے قائدین کے سلسلے میں کی جائیں اور ان سے دل آزاری ہو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ مداخلت اور بغیر اجازت بولنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ ہاؤس اور چیئر کے تقدس کو مدنظر رکھا جائے ــــ (قطع کلامیاں) راہی صاحب! تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ سنا بھی کریں۔ راہی صاحب! آپ سنتے ہی نہیں ہیں۔ آپ نے غالباً میری بات سنی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں نے صرف لیڈروں کے بارے میں کہا ہے میں نے کوئی لفظ نواز شریف صاحب کے بارے میں کہا ہے وہ آپ حذف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ــــ میں نے یہی کہا ہے۔

چودھری فضل حسین راہی، جناب والا! اگر انہوں نے بے نظیر صاحبہ کے متعلق کہا ہے تو وہ حذف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میں نے یہی کہا ہے۔

چودھری فضل حسین راہی ، لیکن جناب والا! میں نے جو آپ کو پنجاب کے بارے میں ذاتی وضاحت دی ہے جو محبت کا اظہار کیا ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ میری بات غور سے سنتے تو آپ کو یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ جناب لاء منسٹر صاحب! یہ فرمایئے کہ اب رولز کو suspend کر کے قرار داد کے سلسلے میں کارروائی کا آغاز کریں یا کیا فیصلہ ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے خواہش ظاہر کی ہے کہ جناب سلمان تاثیر صاحب کی ایک تحریک استحقاق کو Out of turn لیا جائے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے پہلے سلمان تاثیر صاحب کی تحریک استحقاق کو Out of turn لے کر اس کے بعد مہربانی کر کے اس قرار داد پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک کا نمبر کیا ہے؟ سلمان تاثیر صاحب کی کون سی تحریک استحقاق ہے؟ سلمان تاثیر صاحب کی کون سی تحریک استحقاق ہے؟

جناب سلمان تاثیر ، جناب والا! یہ نمبر 24 اور 25 ہے۔ لیکن میں تحریک استحقاق نمبر 24 پڑھ کر سنا دوں گا۔ اور تحریک نمبر 25 کو اپنی Statement میں cover کر لوں گا۔

وزیراعلیٰ کی غلط بیانی

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سلمان تاثیر صاحب

جناب سلمان تاثیر ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کے فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اس ایوان کے معزز رکن سلمان تاثیر کو 7 اگست 1989ء کو عدالت نے ضمانت پر رہا کیا۔ مگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے بیان دیا ہے کہ انہیں میرے حکم پر رہا کیا گیا ہے۔ ان کے اس بیان پر توہین عدالت کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ لہذا وزیر اعلیٰ کے اس بیان پر پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا

ہے اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ رول 55 (4) کے تحت چونکہ یہ معاملہ عدالت میں ہے۔ یہ اس اسمبلی کی Intervention کا بھی متقاضی نہیں اور 176(2)(a) کے تحت اس پر اس ایوان میں مزید بحث نہیں ہوسکتی اور وہ short statement بھی نہیں دے سکتے۔ اس وجہ سے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق پر معزز رکن کو short statement دینے کی اجازت نہ دی جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی گل صاحب!

نواب زادہ غضنفر علی گل ، حضور والا! وزیر قانون نے اس کی admissibility پر بات کی ہے۔ short statement کے بعد admissibility آتی ہے۔ اگر یہ admissible نہیں تھی تو اسے آپ نے چیمبر میں kill کرنا تھا۔ اگر یہاں یہ آ گئی ہے۔

He will read that and give a short statement and only after then the admissibility can be discussed. So he should be allowed to give his short statement.

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ سلمان تاثیر صاحب اس پر short statement دیں گے۔

سلمان تاثیر ، مسٹر سپیکر سر! 6 اگست کو ڈسٹرکٹ کورٹ میں میری ضمانت کی سماعت ہوئی تو اس وقت کورٹ نے ضمانت کی اور جب میں باہر نکلا ڈسٹرکٹ کی حدود میں تو ایک ambush پولیس کمانڈوز کا بنایا گیا جس میں ڈی۔ایس۔پی حامد مختار گوندل اور امان اللہ خاں ایس۔پی' لاہور نے منصوبے کے تحت مجھے وہاں میں سمجھتا ہوں kidnap کیا گرفتار نہیں کیا۔ پولیس کا رویہ اور اس میں plain clothes پولیس نے مجھے وہاں kidnap کر کے وین میں ڈال کے سول لائن تھانے لے گئے۔ جب میں سول لائن تھانے پہنچا تو اس کے بعد انہوں نے مجھے ہتھکڑیاں پہنائیں اور وہ بھی پیچھے لگائیں۔ جو میں سمجھتا ہوں پنجاب کے ڈاکو کو بھی نہ لگاتے ہوں۔ مجھے blindfold کیا گیا۔ اور وہاں گالیاں بھی دی گئیں۔ اور وین میں بٹھا کر مجھے برکی تھانے کی حوالات میں لاہور سے باہر لے گئے جو مجھے اس وقت پتا

نہیں تھا کہ یہ کون سی حوالات ہے۔ وہاں مجھے انہوں نے زمین پر دھکیل کر دروازے بند کئے اور حوالات کے آگے بھی پردے ڈال دئے۔ وہاں بتیاں بھی نہیں تھیں۔ بجلی بھی نہیں تھی۔ اور وہاں انہوں نے مجھے چودہ گھنٹے رکھا۔ مجھے جب گرفتار کیا گیا اس وقت انہوں نے مجھے کوئی وارنٹ گرفتاری نہیں دکھائے اور چودہ گھنٹے کے بعد جب میں سول لائن تھانے پہنچا اور مجھے بعد میں پتا لگا کہ مجھے ہائی کورٹ نے ضمانت پر رہا کیا ہے۔ مسٹر سپیکر سر! بات یہ ہے کہ یہ کیوں کیا گیا؟ یہ اس لئے کیا گیا کہ اس اسمبلی میں دہشت پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پنجاب کو ایک پولیس سٹیٹ بنایا جا رہا ہے۔ یہ کیسے ہے کہ ایک ڈی۔ایس۔پی کی جرات ہے کہ وہ مجھے اس طرح گرفتار کرے۔ یعنی وہ کس promotion کے لیے کر رہا تھا۔ کس نے اس کو آرڈر دیا کہ وہ مجھے ایسے ڈسٹرکٹ کورٹ کی حدود میں گرفتار کرے۔ اور جس طرح اس کا رویہ تھا۔ میں جناب مارشل لاء کے دوران تقریباً بارہ دفعہ گرفتار ہوا ہوں۔ لیکن اس وقت پنجاب پولیس کا رویہ یہ تھا کہ وہ ہمیشہ مجھے یہ کہتے تھے کہ جناب یہ ہماری مجبوری ہے۔ We have unpleasant duty to perform. لیکن پنجاب پولیس نے اس طریقے سے کیا کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ اپنی promotion کے لیے کر رہے ہیں اور یہ فریق بن گئے ہیں۔ They are part of Chief Minister's Administration. اور یہ کہا گیا کہ آپ ممبر اسمبلی کو ذلیل کریں۔ اور ان میں دہشت پھیلائیں۔ یہ دہشت پیپلز پارٹی کے ممبران کے لیے نہیں۔ یہ آئی۔جے۔آئی کے ممبران کے لئے بھی ہے جو شاید وزیر اعلیٰ سے اختلاف رکھتے ہوں۔ لیکن میں اس اسمبلی کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جناب ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے مارشل لاء کے دوران خود گرفتاریاں دی ہیں۔ ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو اس طرح کی دہشت گردی یا پولیس کی غنڈہ گردی سے ڈرنے والے ہیں۔ یہ میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جب بھی آئیں ہم لوگ پیپلز پارٹی کے یہاں ہمیشہ تیار ہیں اور نہ ہی ہم اس دہشت سے ڈرنے والے ہیں۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ گیارہ سال ہم لڑتے رہے اندھیرے رات سے گزرے اور ایک طویل عرصے کے بعد ہم اسمبلیوں میں آئے کہ یہاں جمہوریت ہو گی اور یہاں جمہوریت کی سحر ہو گی ۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ وہی آمریت جو ضیاء الحق کے زمانے میں تھی۔ اسی طرح پنجاب میں وہی پولیس اور وہی سپیشل برانچ کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور یہ فیض صاحب نے بھی کہا تھا کہ جب وہ partition کے بعد پاکستان میں آئے تھے کہ مسلم لیگ کا رویہ اسی طرح ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس مسلم لیگ کی نانی ہو ان کا بھی رویہ ایسے ہی تھا۔ اور

انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر نہیں

تو وہ سحر پنجاب میں بھی نہیں ہے۔ اور یہ جو رویہ میرے ساتھ کیا گیا یہ تو یہاں آئی۔جے۔آئی کے ممبران کے ساتھ بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو جناب والا میرا استحقاق مجروح ہوا اور یہ جو بیان وزیر اعلیٰ نے دیا ہے کہ میں ان کے کہنے پر رہا ہوا ہوں تو جناب والا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بے شک میں ان کے کہنے پر گرفتار ہوا ہوں لیکن ان کے کہنے پر میں رہا نہیں ہو سکتا صرف ہائی کورٹ رہا کر سکتی ہے وہ شاید سمجھتے ہیں کہ شاید وہی Martial Law Courts یا Speedy Courts ہیں کہ وہ حکم دیں گے اور وہ باہر آ جائے گا لیکن ایسے نہیں ہوا مجھے ہائی کورٹ نے ضمانت پر رہا کیا ہے اس لیے ان کا جو بیان تھا کہ انہوں نے مجھے رہا کیا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب والا! آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پولیس رویہ، وزیر اعلیٰ کا بیان اور جس طرح سے انہوں نے رویہ اختیار کیا اس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف میرا استحقاق مجروح بلکہ اس سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ وزیر قانون صاحب فرمائیں۔

چودھری عبد الوکیل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سلمان تاثیر صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے جو دوست آئی۔جے۔آئی والے اس طرف بیٹھے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب ان کے خلاف بھی کارروائی کریں گے تو جناب والا میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اپنی بات کریں یہ ہمارے اوپر کیوں ایسے الزام لگاتے ہیں ہماری جماعت نے کوئی دلائی کیمپ نہیں بنایا ہوا ہے یہ تو صرف اور صرف پیپلز پارٹی کو شرف حاصل تھا کہ اس نے اپنی ہی حکومت کے دور میں اپنے ہی دوستوں کے لیے ایک پہاڑی علاقے میں ایک دلائی کیمپ بنا دیا سلمان تاثیر صاحب کو ہمارے اوپر حملہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کے اوپر جو بیتی ہے اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ ہمارا کون سا ممبر ہے جو ان کے پاس جا کر رویا ہے کہ جناب ہمیں وزیر اعلیٰ کرتا ہے یہ کسی ایک کا نام لیں۔

نوابزادہ خضنفر علی گل، جناب جاوید ورک صاحب

چودھری عبد الوکیل، نوابزادہ صاحب، جاوید صاحب کب آپ کے پاس آ کر روئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ جی وزیر قانون صاحب -----

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب ' آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وزیر قانون کو پکارا ہے۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' آپ کی مہربانی ' آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' بڑے افسوس کی بات ہے آپ بھی کبھی بات مان لیا کریں-----

جی وزیر قانون

وزیر قانون ، جناب والا! آج اس معزز ایوان میں جو قرار داد زیر بحث ہے اس کی اہمیت کا تمام معزز اراکین کو احساس ہے اس کے باوجود بھی جناب قائد حزب اختلاف کے اصرار پر اور ان کے فرمان کی تعمیل میں ہم نے اس تحریک استحقاق کو take up کیا ہوا ہے اور out of turn take up کیا ہے اس سے ہی آپ اندازہ فرما سکتے ہیں اور یہ معزز اراکین اس کا احساس فرما سکتے ہیں کہ ہم اس ایوان کے معزز اراکین کے استحقاقات میں کس قدر سنجیدہ ہیں ان کا ہر لحاظ سے جناب والا پاس رکھتے ہیں اور out of way جا کر بھی جناب والا! ہم ان کو entertain کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب والا! جس طرح سے میں نے جناب والا کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ میرے بھائی جناب سلمان تاثیر کے خلاف جو کیس رجسٹر ہوا ہے یہ criminal قسم کا کیس ہے اس کے بارے میں یہ اسمبلی' میں اور کوئی دوسرا جج بن کر تو نہیں بیٹھ سکتا اور اس ایوان کو اس قسم کے criminal کیسز میں رول 55 (4) کے تحت مداخلت کرنے کا کوئی اختیار نہیں جناب والا! اس کے علاوہ رول (اے) 176(2) میں یہ ہے

176. (1) The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly.

176. (2) (a) discuss any matter which is sub judice in a Court of Law in any part of Pakistan;

کوئی بھی معاملہ جو sub judice ہو اس پر ہم بحث نہیں کر سکتے اس کے باوجود بھی ہمارے معزز بھائی نے اپنی تحریک استحقاق پڑھی بھی اور اس پر اپنی Short statement بھی دی تو ان الفاظ کے ساتھ

میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ قانونی طور پر یہ معاملہ sub judice ہے اس لیے یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں اور یہ admit نہیں ہوسکتی۔ شکریہ

جناب سلمان تاثیر : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ سردار صاحب یہ احسان نہ جتائیں یہ تحاریک استحقاق کے بارے میں رولز ہیں یہ بڑے واضح طور پر جو کہتے ہیں یہ ان کے مطابق ہے۔

The Speaker may if he is satisfied about the urgency of a matter dispense with the requirements of notice.....

allow وغیرہ وغیرہ اور یہ جو in order ہے یہ صرف تحاریک التوائے کار کے لیے بڑے واضح طور پر لکھا ہے کہ Adjournment motion shall be taken up in order لیکن privilege کے بارے میں کوئی ایسے آرڈر کی بات نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں کسی ممبر کی گرفتاری سے زیادہ کوئی معاملہ اہم نہیں ہو سکتا تو جناب والا یہ ویسے ہی ہمارے اوپر احسان جتا رہے ہیں کہ جناب ہم نے آپ کو out of turn دیا اور آپ نے یہاں اس ایوان کے سامنے یہ پوائنٹ پیش کیا ہے تو جناب سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔

دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ رول 55 بڑے واضح طور پر کہتا ہے کہ

"55. (i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law,"

The admissibility relates to this subject and not whether Sardar Sahib would think it is admissible or not.

نوابزادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ sub judice یہ ہوتا ہے کہ If we are discussing the marits of the case and the contents of the case. سلمان تاثیر صاحب نے تو پولیس کے conduct کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی ہے پولیس نے جو وحشیانہ اور بیہودہ رویہ اختیار کیا اور ان کو غیر اخلاقی طور پر جو اٹھا کر پھینکا ہے اس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیا پولیس کا ایکشن بھی sub judice ہو جاتا ہے۔ It is not sub judice یہ sub judice اسی صورت میں ہوتا اگر سلمان تاثیر یہ کہتے کہ میری ضمانت ہوئی یا نہیں ہوئی۔ ان پر جو مقدمہ بنا انہوں نے اس مقدمہ کے متعلق تو کچھ نہیں کہا انہوں نے کہا کہ میری ضمانت ہوئی ہے تو

ضمانت کے بعد تو کورٹ کا مسئلہ ختم ہو گیا۔ پھر جب عدالت سے باہر آئے تو ان کو تو علم نہیں کہ اور کیس بنایا ان کو صرف گرفتار ہی نہیں کیا گیا بلکہ ان پر حملہ آور ہو کر انہیں اغوا کیا گیا ہے اور پولیس کا جو inhuman behaviour and attitude تھا یہ تحریک استحقاق اس کے خلاف ہے اور It is not sub judice at all اگر جناب والا ایسا کوئی قانون ہے کہ پولیس کے ill-behaviour and inhuman conduct کے خلاف کوئی تحریک استحقاق نہیں لائی جا سکتی۔ it is not sub judice at all.

جناب ڈپٹی سپیکر، جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ subjudice ہے اس لیے میں اسے rule out کرتا ہوں---------- جی راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ کہ آپ مجھے اب اجازت دے رہے ہیں جبکہ میں آپ سے آپ کی رولنگ سے پہلے اجازت مانگ رہا تھا اور میرے پاس جو Points لکھے ہوئے تھے وہ اس کی admissibility پر تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' وہ تو اب بات ختم ہو گئی۔

جناب فضل حسین راہی ، نہیں جناب والا! اب میں اسے نہیں چھیڑتا۔ اور اب میں اسے چھوڑ دیتا ہوں لیکن آپ مجھے یہ بتائیں اور میں آپ سے رولنگ مانگنا چاہوں گا کہ ایک شخص نے بیان دیا ہے اور دوسرا اسمبلی کا ممبر ہے جس کے بارے میں بیان دیا ہے اگر ممبر اسمبلی اس ایوان میں کسی بیان کو چیلنج کرتا ہے کہ اس بیان سے اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کیسے sub judice ہو سکتا ہے اور وہ بیان کیسے sub judice ہو سکتا ہے کیا وہ بیان کورٹ میں گیا ہے یا پھر پولیس کا conduct کورٹ میں گیا ہے آپ نے جو رولنگ دی ہے اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں---

---

لیکن جناب سپیکر! جس دن سے یہ اسمبلی چلی ہے میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے اسمبلی کو اسمبلی سمجھ کر چلائیں۔ رولز جو ہمیں حق دیتے ہیں اس کے مطابق تو کم از کم آپ ہمیں حق دیں۔ اس کے مطابق تو چلنے دیں۔ آپ ایک آدمی سے بیان سنتے ہیں اور اس کے بعد آپ کے پاس چٹ آ جاتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ that's all اور پھر اس کو آپ ختم کر دیتے ہیں۔ میں وہ چٹ دیکھ رہا تھا جو آپ کے پاس آئی ہے لیکن مجھے نہیں پتا کہ وہ کس سے متعلقہ تھی لیکن ایسے اسمبلی

نہیں چلتی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ راہی صاحب مہربانی ۔۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر سر ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب ۔۔۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے صرف یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے اندر جو بھی ریکارڈ پر بات آئے گی اگر وہ غلط ہو گی تو میں اس کی ضرور تردید کروں گا۔ یہاں یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ پر آئی ہے کہ ایک ممبر نے کہا ہے کہ آئی۔جے۔آئی کے کس ممبر کو وزیر اعلیٰ سے کوئی خطرہ نہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمیں کوئی ایک ممبر بتائیں۔ میں اس اسمبلی کا ممبر ہوں اور میں نے اس فلور پر سنا ہے کہ یہاں Privilege Motion آئے ہیں اور آپ کے وزیر قانون نے دیئے ہیں کہ میرے بہنوئی کو اٹھا کر جیل میں بند کر دیا۔ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین تھا اس کو ختم کر دیا۔ آج ایک آپ کا منسٹر پرویز الہیٰ ہے۔ اس نے یہ کہا تھا کہ اگر میں آپ کے وزیر اعلیٰ کا چہرہ پنجاب کے لوگوں کے سامنے ننگا کروں تو وزیر اعلیٰ پنجاب میں رہنے کے قابل نہیں ہو گا۔ یہ ان کے بیانات ہیں۔ یہ پیپلز پارٹی کے کس ایم۔پی۔اے یا ایم۔این۔اے کے بیانات نہیں ہیں۔ ان کے اپنے بیانات ہیں جو اس ریکارڈ پر ہیں۔ اسمبلی کے ریکارڈ پر ہیں۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راہی صاحب شکریہ۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب ۔۔۔۔۔

چودھری محمد اسلم چیمہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! شاہ صاحب کو پہلے میں کہہ چکا ہوں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! آپ نے جناب سلمان تاثیر کی تحریک استحقاق کے بارے میں قواعد و ضوابط کے مطابق رولنگ دے دی ہے اور آپ کے احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اس کو تو چیلنج نہیں کرتا لیکن ایک بات ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب پھر آپ بات کیا کرتے ہیں جب ایک بات ہو گئی ۔۔۔۔۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میری بات تو سنیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں - میری یہ گزارش ہے کہ یہ قرار دادیں ہیں ان کو Take up کریں- آپ تشریف رکھیں - یہ بات ہو گئی شاہ جی! اس میں اب آپ کیا بات کریں گے؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ تشریف رکھیں- اب ان قرار دادوں کو لے لیں-

(قطع کلامیاں)

میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں - یہ اب چار دوست جو کھڑے ہیں یہ کس بات پر کھڑے ہیں- آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی تشریف رکھیں-

پارلیمانی سیکرٹری چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! ہاؤس کا وقت نہایت اہم ہے- ہاؤس کا وقت ضائع نہ کیا جائے- میری گزارش ہے کہ لابنسٹر صاحب سے کہا جائے کہ جو متفقہ قرار داد بابری مسجد کے بارے میں ہے' اپوزیشن اور حزب اقتدار کے ساتھیوں کے درمیان جو طے ہوئی ہے وہ قرار داد لابنسٹر پیش کریں اور پھر اس پر بحث کی جائے-

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب تشریف رکھیں- ہم لوگ یہ قرار داد لیتے ہیں-

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا اور درمیان میں ادھر سے پھر ایک ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے- میری بات سن لیں-

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ جی! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ take up کرلیں- یہ قرار داد ان باتوں سے زیادہ اہم ہے جو اب آپ نے دی ہے-

رانا شوکت محمود 'لیڈر آف دی اپوزیشن ، جناب سپیکر اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب -----

رانا شوکت محمود ، جناب سپیکر! میں اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ ہمیں بابری مسجد کے بارے میں جو قرار دادیں ہیں ان کو لینا چاہیے اور ان پر زیادہ سے زیادہ وقت دینا چاہیے تاکہ ممبران اسمبلی اپنے خیالات کا اظہارکر سکیں کیونکہ ہمارے جذبات اس بارے میں بطور مسلمان کے بہت زیادہ مجروح ہوئے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس ایوان کے ممبران کا استحقاق بھی اپنا حق ہے اور اگر اس پر کس کو کوئی شکایت ہوتی ہے تو اس پر سب کو ہمدردانہ غور کرنا چاہیئے- اس سے پیشتر بھی جناب گل صاحب کی ایک تحریک آئی تھی جس کو اس طرح ختم کر دیا گیا حالانکہ اس تحریک میں بھی یہ تھا کہ ان

کے گھر پر پولیس نے raid کیا تھا اور ان کے ساتھ زیادتی کی تھی۔ آج بھی ہم آپ کی اس رولنگ کے بارے میں احتجاجاً آپ سے عرض کرتے ہیں ۔۔۔۔

چودھری صداقت علی ، آپ رولنگ پر discuss کر سکتے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، لیڈر آف دی اپوزیشن Interruption نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیں ۔ یہ روایت نہیں رہی کہ لیڈر آف دی اپوزیشن جب بات کر رہے ہوں تو ان کو interrupt کیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا شوکت محمود ، جناب سپیکر! اس تحریک میں یہ تھا کہ پولیس نے زیادتی کی ہے۔ ہم پولیس کی زیادتیوں کے خلاف اس ایوان میں ہمیشہ احتجاج کرتے ہیں۔ تو ہم آپ کی اس رولنگ کے خلاف دو منٹ کے لیے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز ارکان ہاؤس سے باہر چلے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! آپ کے Resolution کو rules suspend کر کے take up کیا جائے۔

وزیر قانون ، جی ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

معزز ایوان ، ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب ۔۔۔۔

بابری مسجد کے بارے میں بھارتی ہندوؤں کے جارحانہ عزائم کی مذمت کی قرارداد

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ۔

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارتی حکومت اور بھارتی ہندوؤں کے جارحانہ رویہ بابت بابری مسجد پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور تمام عالم اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ بابری مسجد کے متعلق مسلمانان بھارت کے موقف کی موثر اور مسلسل تائید کرے۔ نیز حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مسلم امہ کی امداد حاصل کرنے کے لیے اسلامی کانفرنس کے خصوصی اجلاس کا اہتمام کرے تاکہ اس دینی مسئلہ میں اسلامیان بھارت بھرپور امداد ہو سکے۔ اس سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے

ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارتی ہندوؤں کی سینہ زوری اور قانون شکنی پر حیرانگی اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ بھارتی ہندوؤں نے واضح عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اشتعال انگیز اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ جبکہ حکومت پاکستان نے اس پر احتجاج کیا ہے اور اس سے اپنی دیرینہ مسلم دشمنی کا واضح ثبوت مہیا کر دیا ہے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ بھارتی حکومت واضح عدالتی احکامات کے باوجود اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کر رہی ہے اور سیکولر موقف کے باوجود بھارتی ہندوؤں کے خطرناک رجحانات اور اقدامات کی چشم پوشی کر رہی ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ عالمی ضمیر کو بیدار کرنے اور مسلم امہ کے متفقہ اور موثر موقف کو اجاگر کرنے کے لیے ہر ممکن تدبیر کرے اور اس کے خطرناک مضمرات سے تمام دنیا کی حکومتوں، قوموں اور اداروں کا تعاون حاصل کرے تاکہ بابری مسجد کا مسئلہ اسلامی نقطہ نظر سے تاریخی تناظر میں باحسن طریق حل ہو سکے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستانی قوم سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ بھارتی ہندوؤں کی اشتعال انگیز اور مذموم حرکات سے مشتعل نہ ہوں اور ہر مذہب کی عبادت گاہ کو محفوظ رکھنے اور اس کی تکریم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ اس موقع پر ہندوستانی ایکٹروں کا پاکستان میں آ کر اپنے فن کا مظاہرہ کرنا بھی قابل مذمت ہے۔"

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز ارکان ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارتی حکومت اور بھارتی ہندوؤں کی جارحانہ رویہ بابت بابری مسجد پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور تمام عالم اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ بابری مسجد سے متعلق مسلمانان بھارت کے موقف کے موثر اور مسلسل تائید کرے نیز حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مسلم امہ کی امداد حاصل کرنے کے لئے اسلامی کانفرنس کے خصوصی اجلاس کا اہتمام کرے تاکہ اس دینی مسئلہ میں اسلامیان بھارت کی بھرپور امداد ہو سکے اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارتی ہندوؤں کی سینہ زوری اور قانون شکنی پر حیرانگی اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ بھارتی ہندوؤں سے واضح عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اشتعال انگیز اقدامات شروع کر دئے جبکہ

حکومت پاکستان نے اس کا احتجاج بھی کیا ہے اور اس سے اپنی دیرینہ مسلم دشمنی کا واضح ثبوت مہیا کر دیا ہے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ بھارتی حکومت واضح عدالتی احکامات کے باوجود اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کر رہی ہے اور سیکولر موقف کے باوجود بھارتی ہندوؤں کے خطرناک رجحانات اور اقدامات کی چشم پوشی کر رہا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ عالمی ضمیر کو بیدار کرنے اورمسلم امہ کے متفقہ اور موثر موقف کو اجاگر کرنے کے لئے ہرممکن تدبیر کرے اور اس کے خطرناک مضمرات سے تمام دنیا کی حکومتوں' قوموں اور اداروں کا تعاون حاصل کرے تاکہ بابری مسجد کا مسئلہ اسلامی نکتہ نظر سے تاریخی تناسب میں باحسن طریقہ سے حل ہو سکے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستانی قوم سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ بھارتی ہندوؤں کی اشتعال انگیزی اور مضموم حرکات سے مشتعل نہ ہوں بلکہ ہر مذہب کی عبادت گاہ کو محفوظ رکھنے اور اس کی ترمیم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔ اس موقعہ پر ہندوستانی ایکٹروں کا پاکستان میں آ کر اپنے فن کا مظاہرہ کرنا قابل صد مذمت ہے"

اب یہ رویزولیشن پیش ہوا ------ جی شاہ صاحب'

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! اس بارے میں اس ایوان میں' یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ اس بارے میں میں نے پہلے آواز اٹھائی تھی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اس سارے میں پہلے ایک قرار داد پیش کی گئی۔ اب وہ کون سا قاعدہ وہ کون سا رول اور وہ کون سا ضابطہ ہے جس کی تحت جناب وزیر قانون' جن کی رائے ہمیشہ ناقص ہوتی ہے ان کی قرار داد کیسے مکمل ہوسکتی ہے' اور ان کا حق کیسے فائق ہو سکتا ہے؟ آیا یہ پنجاب کے لوگوں کو بتانے کے لئے ہے اور پاکستان کے مسلمانوں کو یہ باور کرانے کے لئے ہے کہ وہ ہی ہیں جو کہ بھارتی بالادستی کے مخالف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم بھارت کی بالادستی کی راہ میں حائل ہیں۔ یہ تاریخی اعتبار ---------

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب والا! یہ حقائق اپنی جگہ پر ہیں اور دلائل اپنی جگہ پر ہیں دنیا کے بے شمار حقائق کو دلائل سے جھٹلایا جاتا ہے لیکن جناب والا ہمیشہ کے لئے حقیقت سے انحراف یا ہمیشہ کے لئے حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اخباری پروپیگنڈے کے ذریعہ سے اور اپنے ایک مخصوص انداز سے جس طرح ان کی مرضی ہو کریں اور لوگوں کو بتائیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بابری مسجد کے

بارے میں وزیر اعظم پاکستان نے فوری طور پر تشویش کا اظہار کیا اور ہم نے بھی فوری طور پر اس ایوان میں اپنی قرار داد پیش کی۔ اب میں جناب والا! آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو ان کی قرار داد غیر جامع ہے وہ صرف بابری مسجد تک محدود ہے' وہاں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے' وہاں ہندوؤں کی جدید ساخت کی گولیاں مسلمانوں کے سینوں میں پیوست ہو رہی ہیں' جناب والا! میری قرار داد زیادہ جامع ہے اور میں اپنی قرار داد اس ایوان کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں' یہ متن کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! پوائنٹ آف انفارمیشن۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ ہے کہ جب میں بول رہا ہوں یہ درمیان میں کھڑے ہو کر بول پڑتے ہیں---------- یہ پوائنٹ آف انفارمیشن کیا ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں' آپ نے اجازت لی ہے کس سی؟ آپ نے بھی کسی سے اجازت نہیں لی ہے------ آپ یہ بجا فرماتے ہیں لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے کسی سے اجازت لی ہے؟ ----- آرڈر پلیز------ آرڈر پلیز------ میری تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور جو دوست اس قرار داد پر بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے دے دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! آپ میری بات سن لیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ شاید میرے بھائی شاہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات نہیں کہ میری اور حزب اختلاف کے دوستوں کی آپ میں اس اجلاس سے پہلے ملاقات ہوئی تھی اور اس قرار داد کے نوٹس کو میں نے آپ کے سیکرٹریٹ میں تب بھی پہلے کا پہنچایا ہوا تھا۔ اس کے بعد اپوزیشن کے دوستوں جناب وصی ظفر صاحب' شاہ نواز چیمہ صاحب' سلیمان تاثیر صاحب سے discussion ہوئی' اور ان کو میں نے یہ resolution پڑھ کر سنایا بعد میں انہوں نے اس میں ایک دو چیزوں کی addition کرانا پسند فرمائی جو میں نے کر دی' پھر میں نے قائد حزب اختلاف سے فون پر بات کر کے ان کو بھی یہ گزارش کی تھی کہ ہم نے آپ میں یہ معاملہ طے کیا ہے اور ہم یہ قرارداد متفقہ طور پر لا رہے ہی اس میں پہلے اور بعد والی کوئی بات نہیں ہے۔ اور جناب قائد حزب اختلاف کو میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ آپ کے کچھ دوست بھی اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے بھی کچھ دوست اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں اور ہم سب نے اس بات پر اتفاق رائے کیا کہ جتنے

دوست اس طرف سے بولنا چاہتے ہیں' وہ بھی اپنے مذہبی جذبات کا اظہار کریں اور جتنے دوست ہماری سائیڈ سے بولنا چاہتے ہیں وہ بھی اپنے مذہبی جذبات کا اظہار کریں' ہم منفی قسم کی باتوں پر اپنا وقت ضائع نہ کریں' تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب قائد حزب اختلاف بھی اپنے کچھ دوستوں کے نام دے دیں' بجائے اس کے کہ ہر کوئی ادھر سے کھڑا ہو جائے اور میں بھی اپنی طرف سے اپنے کچھ دوستوں کے نام دے دیتا ہوں' تو آپ باری باری ان کو بلاتے جائیں اور اس اہم ترین جو ہمارا مقصد ہے اور مسلمانوں کے لئے اس سے بڑا سانحہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہیے۔ پہلے وہ' پہلے میں اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے' آپ مہربانی کر کے اس پر مزید وقت ضائع کئے بغیر آپ ہم سے مقررین کے نام لیں اور جو معزز اراکین جتنا بولنا چاہتے ہیں وہ اس پر اپنا اظہار خیال کریں اور ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے۔ شکریہ۔

جناب محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! یہ لاءمنسٹر صاحب نے درست بات کی ہے کہ ان کی ہم سے پہلے بھی ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے یہ ریزولیشن بھی پڑھا اور اسمیں ایک آدھ چیز کا اضافہ بھی کیا گیا اور میں نے ان کو اس وقت عرض کیا تھا کہ ہم نے ایک resolution صبح سے دیا ہوا ہے جو کہ ہمارے ایک ممبر نے دیا ہوا ہے وہ آپ منگوا لیں تو سیکرٹریٹ سے ایک آدمی نے آ کر بتایا کہ کوئی resolution نہیں آیا جبکہ شاہ صاحب صبح کا دے چکے تھے اس میں کوئی اختلافی بات نہیں ہے اس میں صرف اتنا سا اضافہ ہے کہ جو ادھر قتل عام ہوا ہے اس کو بھی شامل کیا جائے۔ اس میں کوئی برائی نہیں ہے ان کو بھی پڑھ لینا چاہیے اور اس ساری پر بحث ہو جائے۔ ان کو یہ پڑھنے دیں اور اس کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! جو قتل عام والا انہوں نے اضافہ کرنا چاہا ہے اس کو اس میں شامل کر لیں اور یہ resolution مکمل ہو جائے پھر اس پر بے شک بات ہوتی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ وزیر قانون اور آپ موجود ہیں۔ میں دونوں احباب سے گزارش کروں گا کہ یہ قرار داد ایک ہی موضوع پر ہے اگر ایسا ہو جائے کہ آپ بیٹھ کر اس کو جوائنٹ قرار داد بنا لیں اور ہم اس پر تقاریر جاری رکھتے ہیں آپ اس کو پاس کرنے سے پہلے دوبارہ مشترکہ طور پر بیٹھ کر re-draft کر لیں رانا صاحب آپ کا کیا خیال ہے اس سلسلہ میں؟

رانا شوکت محمود ، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہم سب جب اس بات پر متفق ہیں لیکن اگر

سید ذاکر حسین شاہ صاحب اس پر ایک ترمیم دینا چاہتے ہیں تو وہ بھی اس ایوان میں زیر بحث آ جائے گی اور اس کے آنے سے یہ ساری قرار داد اور زیادہ جامع ہو جائے گی تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری یہ گزارش تھی کہ یہ اچھی بات ہے کہ وہ بھی آ جائے گی اور یہ مسئلہ ہو جائے گا لیکن ہم بحث جاری رکھتے ہیں اور یہ پاس تو اس وقت ہونی ہے جب اس پر بحث ہو جائے گی۔ یہ تمام دوست مل بیٹھ کر اس کی بات کرتے ہیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ایک تو میری یہ بات ہے کہ میری قرار داد میں کسی کے خلف کوئی بات نہیں۔ اس میں کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔ وزیر قانون کی قرار داد میں کچھ قابل اعتراض باتیں ہیں جو متفقہ طور پر نہیں آ سکتیں۔ مثلاً اس میں یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہی صحیح موقف کو ترجمانی کی ہے۔

نمبر 1۔ اپوزیشن کو اسی بات پر بھی اختلاف ہے کہ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہی مسلمانوں کے موقف کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

نمبر 2۔ میری قرار داد میں تین پہلو ہیں ایک تو مسجد کو منہدم کرنے کی سازش۔ اور اس کی مذمت اس کے علاوہ اس کے قریب مندر کی تعمیر کی مذمت۔

نمبر 3۔ مسلمانوں کا قتل عام۔ نمبر 4۔ مسلمانوں کی جان کا تحفظ۔ نمبر 5۔ وہاں پر مسلمانوں کی مذہبی آزادی کا تحفظ۔ میری قرار داد حقیقت میں زیادہ جامع ہے۔ انہوں نے عجلت میں قرار داد پیش کی ہے اس لیے وہ اسے اب انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ میں اپنی قرار داد کو پڑھ دیتا ہوں اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کر لیں۔ اگر وہ اپنی قرار داد میں سے ایک جملہ نکال دیں تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ کہنا کہ وزیر اعلیٰ نے ان کے موقف کی ترجمانی کی ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ لہذا اس بات پر ہم ان سے تعاون نہیں کر سکتے۔

میاں محمود الرشید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ نے دو تین مرتبہ اسی بات پر رولنگ دی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر سید ذاکر حسین شاہ کو قطعی طور پر اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ پندرہ پندرہ منٹ تک اپنی

قرار داد کی تعریفیں کرتے رہیں اور جناب وزیر قانون کی قرار داد میں سے کیڑے نکالتے رہیں اور میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ آپ جوں ہی یہ محسوس کریں کہ یہ غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں۔ پھر آپ کا یہ فرض بنتا ہے ۔ چیئر کا یہ فرض بنتا ہے کہ آپ انہیں فوری طور پر روکیں اور انہیں آگے مزید بات نہ کرنے دیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر لوگ پندرہ پندرہ منٹ تک بات کرتے ہیں اور آپ انہیں روکتے نہیں ہیں جس کی وجہ سے ایوان میں غلط قسم کی روایات پڑ رہی ہیں۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس بات کو conclude کریں۔ اس کے علاوہ وزیر قانون نے جو قرار داد پیش کی ہے اگر یہ ترمیم پیش کرنا چاہیں تو ایک دو فقروں کی ترمیم ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ کہ وہ بھی اپنی قرار داد ایوان میں پیش کریں یہ اس سے پہلے ایوان میں کبھی نہیں ہو ہ کہ ایک ہی موضوع پر دو الگ الگ قرار دادیں پیش ہوں۔ ایک اپوزیشن کی طرف سے پیش ہو اور دوسری حزب اقتدار کی طرف سے پیش ہو۔ اس لیے مناسب یہی ہو گا کہ ان کی ترمیم اس میں شامل کرلیں اور بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! ایک جامع قرار داد پیش کرنا بہتر ہے یا ایک ناقص قرار داد پیش کرنا بہتر ہے ۔ پہلے مجھے اپنی قرار داد پیش تو کرنے دیں۔ سن تو لیں پھر اس کے بعد ایوان خود اس بات کا فیصلہ کرے کہ کونسی قرار داد بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ ، جناب سپیکر! کوئی رکن بھی چیئر کو advice نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس طرح سے چیئر کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اس لئے معزز رکن کو چاہیے کہ وہ چیئر سے معافی مانگے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میرے پاس ایک لیٹر آیا ہے اور میرے خیال میں آج سے تیس سال پہلے بھی خان بہادر نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے
انجام گلستان کیا ہو گا

میاں محمود الرشید ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! اگر یہ بات ہے تو پھر میرے ان معزز دوستوں میں سے سب کو معافی مانگنی پڑے گی میں نے تو صرف ایوان کے تقدس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے کہ جناب والا صرف اس بات کا خیال رکھیں کہ جو لوگ غیر متعلقہ بات کرتے ہیں انہیں اس سے روکا جائے۔ اور اگر معافی کی بات ہے تو ان میں سے کئی افراد کو کئی کئی دفعہ معافی مانگنی پڑے گی۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! پہلے مجھے قرار داد پڑھنے تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ ایسا کریں کہ بحیثیت دوست مل کر اس قرار داد کو پیش کریں جو بھی ترمیم کرنی ہے متفقہ طور پر کرلیں اس دوران ہم بحث جاری رکھتے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ جناب فضل حسین راہی صاحب بولنے کے لئے بڑے بے تاب ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ ، جناب والا! آپ سن تو لیں اس میں کوئی غیر اخلاقی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب گھمن صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ہمارے وہ بھائی تو ہندوستان میں ظلم و ستم برداشت کر رہے ہیں۔ ان پر جو ظلم ہو رہا ہے ہم نے ان کی ہم دردی کے لیے جو قرار داد اس ایوان میں پیش کی ہے۔ دونوں طرف سے معمولی نکتوں پر اعتراضات کر کے اس ایوان کا قیمتی وقت ضائع کیا جا رہے ہے۔ حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ ہم کیوں نہ اس بات پر متفق ہو جائیں کہ بابری مسجد کے معاملے پر مسلمانوں کے ساتھ بہت ظلم وستم ہوا ہے۔ باقی سب باتوں کو چھوڑ دیا جائے۔ یہی اصل مسئلہ ہے اور یہی کافی ہے۔ کبھی یہ کوئی نکتہ پیدا کر دیتے ہیں اور کبھی یہ کوئی نکتہ اٹھا لیتے ہیں۔ ہم یہاں پر دو گھنٹے یوں ہی بات کر کے چلے جائیں گے۔ یہاں پر نہ کوئی قانون کا مسئلہ پیش ہوا ہے۔ نہ منجاب کا مسئلہ پیش ہوا ہے اور نہ ہی اس کارروائی سے ہندوستان کے مسلمانوں سے ہمدردی کا نقطہ نظر ظاہر ہوتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں جناب گھمن صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ دونوں قرار دادیں جو شاہ صاحب پڑھنا چاہتے ہیں اور جو اس سے پہلے ایوان میں آ چکی ہے۔

آپ اس سلسلے میں ذرا تھوڑی سی مدد فرمائیں۔ اگر اس میں کوئی ترمیم بھی پیش کرنی ہے تو آپ دونوں طرف کے دوستوں سے کہہ کر کروا لیں۔ میری یہ رائے ہے کہ جب تک یہ ترمیم آئے اس پر تقاریر جاری رکھیں۔

جناب جاوید محمود گھمن، جناب والا! اگر اس قرار داد میں کسی شخصیت کا نام ہے اور اس پر اعتراض ہو رہا ہے تو اس شخصیت کا نام نکال دیا جائے۔ صرف بابری مسجد کے متعلق اور مظلوم بھائیوں کے متعلق بات کریں۔ اور صرف یہ لکھ دیں کہ مسلمانوں پر جو ظلم وستم ہوا ہے پنجاب اسمبلی اس کی شدومد سے مخالفت کرتی ہے۔ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ اس قرار داد کی نقل اسلامی کانفرس میں بھی پہنچا دی جائے تا کہ وہ بھی بین الاقوامی طور پر اس پر ہمدردی حاصل کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی تو میں بھی عرض کر رہا تھا کہ آپ دونوں دوستوں میں بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کروا دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! آپ مجھے پہلی قرار داد پڑھنے تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ بجا فرماتے ہیں لیکن۔۔۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا! جب آپ نے ان کو قرار داد پڑھنے کی اجازت دی ہے مجھے بھی اس قرار داد کو پڑھنے کی اجازت دیں اس کے بعد اس کو combine کر لیتے ہیں۔ پھر میری قرار داد میں سرے سے کوئی اختلافی بات ہی نہیں۔ اور میں نے کسی کی ذات پر کوئی کیچڑ نہیں اچھالا ہے۔ اس لیے آپ مجھے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا یہ آپ کا فرض ہے اور آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ ہاؤس میں ہر ممبر شامل ہے چاہے اس کا تعلق اپوزیشن سے یا حکومتی پارٹی سے ہو انفرادی طور پر آپ ہر ایک کے custodian ہیں اور وہ آپ پر depend کرتے ہیں ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز بھی آپ ہیں۔ ہر ایک کو آپ سے اجازت لے کر بات کرنی ہے۔ ہر ایک کے اپنے اپنے جذبے ہیں ہر ایک کی اپنی اپنی خواہشات ہیں اور اس کا اظہار آپ کے سامنے ہوتا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب اس میں حق بجانب ہیں اس لئے آپ شاہ صاحب کو کم از کم وہ قرار داد پڑھنے تو دیں۔ وہ اپنی قرار داد پڑھ لیں اور اگر اس میں کوئی قابل اعتراض بات ہو تو اس کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ نے متفقہ قرار داد

پاس کرنی ہے تو پھر سب کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ملک کی سالمیت کے لیے کون سی بات غلط ہے۔ اس حوالے سے آپ قرار داد پاس کریں۔ لیکن آپ پہلے شاہ صاحب کو قرار داد پڑھنے تو دیں۔ شکریہ۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! خواہ مخواہ ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ براہ مہربانی اس قرار داد پر بحث شروع کی جائے۔ اگر یہ نہیں بولنا چاہتے تو ہمیں بولنے کا موقع دیا جائے۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر۔ میں دوبارہ گزارش کروں گا جناب محترم سید ذاکر حسین شاہ صاحب سے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک ہی طرح کی قرار دادیں مختلف افراد نے یہاں پڑھی ہوں۔ یہ قرار داد میں اپنی ترمیم دے سکتے ہیں۔ وہ ترمیم یہاں آ سکتی ہے لیکن مجھے اس مسئلہ پر سن کر بڑا دکھ ہوا کہ محترم وزیر قانون نے قائد حزب اختلاف سے بات کی دوسرے لوگوں سے بات کی۔ اس کے بعد فون پہ بتایا۔ یہ بات طے کی کہ متفقہ قرار داد آئے گی لیکن اس کے باوجود ان میں سے ایک رکن اسمبلی اپنی بات پہ اڑے ہوئے ہیں۔ اور پورے ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر مزید کسی قسم کی بحث کی گنجائش نہیں آپ بلا تاخیر اس پر بحث کا آغاز کریں۔ اور ان کی ترمیم بھی شامل کر لیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ، جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، عالی جاہ' آج اجلاس کے آغاز کے وقت ایک اعتراض یہ ہوا تھا کہ یہ اجلاس دو گھنٹے دیر سے شروع ہوا ہے اس کے متعلق رولنگ فرمائی جائے۔ بہرحال وہ رولنگ آپ نے محفوظ رکھی اور میں یہ استدعا کروں گا کہ اس وقت تقریباً ساڑھے نو ہو چکے ہیں۔ کارروائی شاید پانچ یا دس منٹ ہوگی۔ سوا گھنٹے کے بارے میں آپ رولنگ فرمائیں کہ کن زیرک لوگوں کی وجہ سے ڈیڑھ گھنٹے کا مزید وقت ضائع ہوا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے بھی اور کچھ دوستوں نے بھی یہ فرمایا قاعدہ یہ رہا ہے کہ جب کوئی Resolution پیش ہو اور اگر کوئی صاحب اس میں ترمیم کرنا چاہیں تو ترمیم کی حد تک تو ہو سکتی ہے لیکن یہاں تو انا کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے کہ فلاں بات ہوئی فلاں نہ ہوئی۔ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور اس بات کی رولنگ آج دی جائے کہ سوا ڈیڑھ گھنٹہ کن زیرک لوگوں کی وجہ سے ضائع ہوا۔ اگر قوم اس بات کا حساب مانگتی ہے کہ سپیکر دو گھنٹے تاخیر سے آیا ہے تو ممبر اس کا بھی حساب مانگتے

ہیں کہ سوا ڈیڑھ گھنٹہ کیوں ضائع ہوا۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر، یہ فرما رہے ہیں کہ متفقہ قرار داد آنی چاہیے۔ اس سے پہلے ہم نے وولر بیراج پر بھی قرار داد دی تھی۔ ہمارے لیڈر صاحب نے بھی کہا تھا کہ متفقہ قرار داد آئے۔ اس وقت جناب لاءمنسٹر صاحب نے کہا تھا کہ نہیں قرار دادیں دو ہی آئیں گی۔ ہم کھل کے بات کریں گے۔ آج اگر شاہ صاحب اپنی قرار داد پڑھ لیتے تو میرا خیال ہے کہ اتنا وقت ضائع نہ ہوتا۔ دو منٹ میں انہوں نے قرار داد پڑھ لینی تھی اور ڈیڑھ گھنٹہ تک انہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بنا کے ایوان کا وقت ضائع کیا ہے۔ انہوں نے وزیروں اور مشیروں کی فوج تیار کی ہوئی ہے لیکن وہ کورم بھی کبھی وقت پہ پورا نہیں کر سکتے۔ قوم ان سے حساب مانگتی ہے کہ کس طریقے سے آ کر اسمبلی کو چلا رہے ہیں۔ معزز ممبران کہہ رہے ہیں کہ کیا فرق پڑتا ہے کہ اگر دو منٹ کے لیے شاہ صاحب بول لیتے۔ یہاں اس ہاؤس پہ فیصلے ہوتے ہیں کہ قرار دادیں دونوں آئیں گی اور اب آگے آ رہی ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ وقت برباد نہ ہو۔ ہمارے لیڈر صاحبان نے کہا تھا کہ ہم joint statements دیتے ہیں۔ سب سے اہم مسئلہ پنجاب کا ہے اور سب سے بڑا مسئلہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے ہے کہ مزدور اور کسان جو کہ پنجاب کی دھرتی کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں۔ یہ تاجر اور سرمایہ دار کون ہیں جو کہ پنجاب کا نام لیتے ہیں۔ یہ تو تاجر آدمی ہیں۔ جو دھرتی کے لیے مرتے ہیں ہم ان کے نمائندے ہیں۔ ہم انہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ لٹیرے ہیں اور ہمیشہ لوٹتے رہے ہیں۔ ہم اس دھرتی کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔ اور وہ اگر چاہتے ہیں کہ یہاں پر کوئی کام ہو تو اس طرح حکومتی بنچز ہمارے اوپر مسلط ہیں جیسے یہ کوئی پولیس سٹیٹ ہو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ عوام پہ پولیس سوار ہو گئی ہے۔ یہ ہمیں چلنے ہی نہیں دیتے۔ یہ اپنی مرضی کی مطابق ہمیں مجبور کر کے فیصلے کروا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب سپیکر! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشد لودھی صاحب

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! (قطع کلامیاں) شاہ صاحب مجھے اجازت ملی ہے۔ مہربانی کر کے رولز کی پابندی کریں۔ کہنا تو سپیکر صاحب کو چاہیے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔ جناب سپیکر، یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ صبح سے بات ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف بھی تشریف فرما ہیں۔ ہم نے ان سے بات کی ہے۔ ہم نے وصی ظفر صاحب سے بات کی ہے۔

ہم نے دوسرے لوگوں سے بات کی ہے۔ ان کے مشورے کے بعد یہ قرار داد پیش کی گئی ہے لیکن مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ ان میں سے کوئی اپنے لیڈر کی بھی بات نہیں مانتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز

جناب فضل حسین راہی، یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

وزیر مال، یہ بھی قانون کی بات ہے۔ آپ کو سپیکر کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھنا چاہیے تھا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ راہی صاحب کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں؟ یہ کس قانون کے تحت کھڑے ہیں؟ ان کو کون سمجھائے گا کہ ایسا قاعدہ نہیں۔ یہ کس کی اجازت سے کھڑے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب' آپ ذرا لودھی صاحب کی بات سن لیں پھر آپ ضرور بولیں۔ آپ ایک مرتبہ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! ان کا یہ کردار غلط ہے۔ ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ آپ اجازت نہیں دے رہے اور یہ لوگ کھڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب' آپ نے بھی اجازت نہیں لی۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ لودھی صاحب بات کر رہے ہیں۔

وزیر مال، جناب والا' میں بڑے ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ محترمہ کھڑی ہیں یہ کس پوائنٹ پر کھڑی ہیں۔ کس نے ان کو اجازت دی ہے۔ ان کو سبق سکھانا پڑے گا۔ ان کی کلاس لگانی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ' آپ سے گزارش ہے کہ ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ لودھی صاحب کی بات سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مال، سر' میں نے گزارش کی ہے (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب خاموشی اختیار کیجیے' شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

وزیر مال، جناب والا' میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں نے انہیں بڑے ادب سے احساس دلایا ہے کہ ان کے قابل احترام لیڈر یہاں ایوان میں موجود ہیں۔ اگر انہوں نے ہماری بات یا آپ کی بات نہیں ماننی تو خدا کے لیے اپنے لیڈر کی بات مان جاؤ اور یہ تسلیم کر لو کہ ہمارے ساتھ بیٹھ کے انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ ایک قرار داد پیش ہو چکی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میری آپ سے گزارش ہے کہ مقررین کے نام میرے پاس آئے ہیں میں ان کو بات کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری (قانون) پہلے بات کریں گے۔

وزیر مال، آپ کا بہت بہت شکریہ

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر' جو قرارداد آج اس ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب والا! جس موضوع پر آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا ہے--- [اس مرحلہ پر (9-43 بجے) جناب سید ناظم علی شاہ صاحب پینل آف چیئرمین کی کرسی پر براجمان ہوئے۔]

جناب چیئرمین، ذاکر حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں ان کو بات کر لینے دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب والا ارشد صاحب کا میں اس لئے نام لے رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں ایک بار بھی بابری مسجد کا نام نہیں لیا۔ تاریخی طور پر پانی پت کی دوسری جنگ میں ان کے سکندر لودھی کو ظہیر الدین محمد بابر نے شکست دی تھی اور وہاں بابری مسجد ہے۔ لودھی صاحب نہیں چاہتے کہ یہ بابری مسجد بچے۔ یہ متعصب ہیں' ان کے آباؤاجداد نے بابر سے شکست کھائی تھی۔ یہ نہیں چاہتے کہ میں بابری مسجد کے بارے میں قرار داد پیش کروں۔

پارلیمانی سیکرٹری (قانون)، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے صرف مجھے Interrupt کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ تسلی رکھیں' میں نے پہلے ہی ان سے کہہ دیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر سر' جناب والا میں اس میں عرض کروں کہ جو قرارداد جناب کے سامنے اس وقت پیش کی گئی' یہ رول 93 کے تحت اس کو تین دن کا نوٹس درکار تھا جبکہ یہ رول کو معطل کر کے پیش کی گئی۔ ترمیم کیلئے رول 98 کے تحت بھی اس پر دو دن کا نوٹس چاہیئے تھا۔ جب جناب نے رول معطل کئے تو جناب ترمیم بھی ازخود معطل ہوگئی۔ جناب والا! یہ مشترکہ یا متفقہ قرارداد ہے اس میں ہم نے کسی کی کوئی تعریفیں نہیں کیں' کسی کی کوئی ترجمانی نہیں کی' اس میں تین چار باتیں ہیں' اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ یہ معاملہ کب

کا حل ہو جاتا اور اب تک تو یہ ختم ہو جانا تھا۔ اس میں اگر ان کی کوئی قابل اعتراض بات ہوئی تو آپ خود یا لاءمنسٹر صاحب جو بھی لفظ کہیں گے ہم اسے حذف کر دیں گے' اس میں کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے۔ اس میں صرف اضافی باتیں ہیں' قتل عام والی' مندر کی تعمیر والی' وہ اس وقت miss ہوگئی' چلو میں admit کرتا ہوں کہ دونوں سے ہی ہوگئی تاثیر صاحب نے بیٹھے ہوئے ایک فقرہ شامل کروایا اور ایک فقرہ انہوں نے شامل کیا۔ وہ آجائے تو یہ ترمیم آنی ہے۔ جب قرارداد پیش کی جائے تو ترمیم بھی اس وقت پیش ہو گی۔ پھر نہ تو قاعدہ 93 اور نہ ہی قاعدہ 98 لگتا ہے۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ جناب --- یہ ابھی لودھی صاحب فرما رہے تھے اور آپ کو بھی سمجھا رہے تھے کہ وہ کس رولز کے تحت کھڑے ہیں۔ وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں' اور پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اس میں میں عرض کرتا چلوں کہ لودھی صاحب کو غلط فہمی ہوئی۔ قائد حزب اختلاف نے بھی اٹھ کر یہی درخواست کی تھی کہ ذاکر شاہ صاحب کی ترمیم میں کوئی ایسی اختلافی بات نہیں وہ بھی آجانے دیں۔ انہوں نے دونوں باتیں کیں تھیں۔ وہ قرارداد بھی ہے اور ترمیم بھی آ لینے دیں۔ اگر کوئی اختلافی بات ہے تو اس کو آپ ہٹا لیں۔ جناب والا! میری یہی گزارش ہے کہ کیا یہ انا کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، وصی ظفر صاحب نے ایک درخواست کی ہے اس کے متعلق آپ کچھ فرمانا پسند کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب والا! مجھے فلور دیا گیا تھا' اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ بطور سپیکر میں لاءمنسٹر صاحب سے گزارش کی ہے جو کہ وصی ظفر صاحب نے ان سے اپیل کی ہے میں ان کی رائے لینا چاہتا ہوں۔

وزیر مال، شاہ صاحب نے جو بات کی ہے یہ تو جائز ہے کہ ایک قرارداد put ہو اور اس پر ترمیم آجائے۔ لیکن وہ تو ضد کر رہے ہیں کہ وہ اپنی قرارداد کو پڑھیں گے اور اس کو شامل کریں گے۔ اس بات کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر انہوں نے ترمیم کرنی تھی تو ترمیم put کرتے۔ اب چونکہ چیئرمین فیصلہ دے چکے ہیں' انہوں نے سپیکر کو بلا لیا ہے اور فلور بھی دے دیا ہے اس لئے یہ دوبارہ reopen نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین، میرا مقصد یہ تھا کہ وصی ظفر صاحب نے پہلے ایک تقریر کی تھی اور اپیل کی تھی لاء

منسٹر صاحب سے کہ وہ اس اپیل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس ترمیم کی اجازت دیں تو ٹھیک ہیں نے صرف ان کا اظہار خیال پوچھا تھا۔ ارشد لودھی صاحب آپ کی بات صحیح ہے کہ سپیکر صاحب پہلے ہی چودھری محمد فاروق صاحب کو بلا چکے ہیں وہ تو ٹھیک ہے۔ میں نے درخواست کی ہے کہ اس کے اوپر لاء منسٹر صاحب اگر کچھ فرمانا پسند فرمائیں تو ----(قطع کلامیاں) میری دونوں حضرات سے گزارش ہے کہ اگر دونوں حضرات بیٹھ کر متفقہ طور پر اس میں کچھ ترمیم کر دیں تو ٹھیک ہے' جذبات تو ہر ایک کے ایک جیسے ہیں' اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو بابری مسجد کے سانحے کو حقیقتاً محسوس کرتے ہیں۔ اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں یہ میری درخواست ہے کہ ان کی بھی ترمیم دیکھ لیں' ان کی بھی دیکھ اور پھر یہ متفقہ ہو جائے۔

وزیر قانون، جناب والا میری پیش کردہ قرارداد میں جناب شاہ صاحب کچھ ترمیم دینا چاہتے ہیں وہ جس قسم کا بھی اس میں ایڈیشن دینا چاہتے ہیں ہم آپس میں مل بیٹھ کر باہمی افہام وتفہیم سے اسے حل کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے ایک ترمیم مانگی ہے میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ اس میں جناب سے درخواست کی ہے۔ جناب ملاحظہ فرمائیں۔ جناب رول 93 ملاحظہ فرمائیں' اس کا sub Rule(2) ہے' اس کے تحت جب کسی وزیر نے قرارداد پیش کرنی ہو تو ان کو تین دن کا نوٹس دینا چاہئے وہ جناب رول معطل کر کے' جب یہ ختم کیا تو جو 98 کے تحت ترمیم کا نوٹس ہے' دو دن کا وہ ازخود waive ہوگیا کیونکہ قرارداد اس وقت پیش ہو رہی ہے۔ جب جناب والا وہ waive ہو گیا تو پھر ترمیم پیش کرنا ممبر کا حق ہے پہلے جو گفتگو ہوئی تھی درمیان میں اپیل کا لفظ آگیا نہیں تو میں جناب سے رولنگ چاہتا تھا۔ کہ رول 92 کے تحت جب آپ رول معطل کر کے ایک قرارداد کو take up کرتے ہیں تو پھر 98 والا time period ازخود ہی waive ہوگیا۔ اس کے بعد ترمیم کرنا ممبر کا حق ہے۔ It cannot be taken away جناب والا! میں دوبارہ عرض کردوں ' کہ رول 92 سب رول 2 کے تحت وزیر صاحب کو تین دن کا نوٹس دینا چاہئے تھا وہ جناب waive ہوگیا اور قرارداد آج کی آج ہی put ہوئی' رولز معطل ہوگئے' اس کی وجہ سے 98 کے تحت جو ترمیم کے لیے دو دن کا نوٹس دینا تھا وہ ازخود waive ہوگیا۔ اور جب وہ waive ہوگیا تو پھر رول 97 کے تحت حق بن گیا اور اب وہ ان کا حق ہے وہ تو الگ بات ہے کہ ہم ان سے درخواست کر رہے ہیں پہلے چونکہ جو طے

ہوا تھا' تو ان سے میری درخواست یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی لفظ یا فقرہ پر بھی اعتراض ہو تو وہ کہیں گے ہم اس وقت حذف کر دیں گے۔ تو وہ ترمیم ان کو پڑھ لینے دی جائے یا پھر جناب والا اس پر بھی رولنگ دیں کہ جب 93 پر جب رول مطل کرتے ہیں' 92 کے سب رول 2 پہ مطل کر کے قرارداد دیتے ہیں تو آیا رول 98 کے ازخود ہی مطل نہیں ہوتے۔ اور اگر وہ ہوتے ہیں تو پھر ترمیم حق نہیں؛

جناب چیئرمین، وصی ظفر صاحب گزارش یہ ہے کہ پہلے سپیکر صاحب فلور دے چکے ہیں۔ آپ جو ریزولیشن کی بات کر رہے ہیں اس میں یہ ہے

A minister who wishes to move a motion shall give three days' notice.

special circumstances کے تحت آج آپ نے رولز کو مطل کیا۔ اگر اس میں آپ کی ترمیم ہے آپ افہام وتفہیم سے بیٹھ کر آپس میں طے کر لیں۔

جناب محمد وصی ظفر، افہام وتفہیم سے نہیں ۔ ترمیم ہمارا حق ہے۔ میں آپ سے رولنگ چاہ رہا ہوں۔ کہ ترمیم ہمارا حق ہے اس کو چھوڑ دیں۔ اس کو بھول جائیں۔

جناب چیئرمین، کون سے رول کے تحت آپ کہہ رہے ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر، قاعدہ 92 کے تحت جب رول کو مطل کر کے آپ نے ریزولیوشن لے لیا تو اس سے رول 98 خود بخود مطل ہوگا۔ اس کے تحت پھر نوٹس درکار نہیں۔ کیونکہ آپ نے resolution تو اسی وقت دے دیا پھر دو دن کا نوٹس کیسے دینا ہے۔ جب دو دن کا نوٹس نہیں دینا ہے تو پھر ترمیم کا حق ہے۔ میں تو صرف اس پر رولنگ چاہوں گا۔ آپ اس کو چھوڑ دیں۔ request والی بات آپ حذف کر دیں۔ مجھے عالی رولنگ چاہئیے۔ جب ریزولیوشن آپ اسی روز لیتے ہیں تو قاعدہ98 کے تحت دو دن کا نوٹس نہیں ہو سکتا۔ میں یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، وصی ظفر صاحب ترمیم پر تو کوئی اعتراض نہیں ترمیم تو آپ دے سکتے ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر، جناب والا میں رولنگ چاہتا تھا۔ آگے آپ کی جو مرضی ہو وہ کریں آپ سپیکر ہیں۔

جناب کنور اعجاز علی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں آپ کی توجہ کورم کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر ہاؤس کی

کارروائی رولز کے مطابق نہ چل رہی ہو اور کسی ممبر کو ہاؤس میں بیٹھے بیٹھے یہ احساس ہو جائے کہ رولز کے مطابق کارروائی نہیں ہو رہی تو کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہے کیا سپیکر پابند ہے کہ رولز کے مطابق کارروائی کو لائے اگر وہ اس سے اتفاق کرے کہ رولز کے مطابق کارروائی نہیں ہو رہی۔ مثال کے طور پر ابھی ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے کہ قاعدہ 93 (2) کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، اس پر میں پہلے ہی رولنگ دے چکا ہوں۔ راہی صاحب اس پر بات ہو چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری قانون کو میں بلا چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور)، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب سپیکر بابری مسجد کے واقعہ کے بارے میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے یہ بابری مسجد کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ میں اسے عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس دنیا کے اندر بے شک جتنے بھی مذاہب ہیں لیکن ہر مذہب میں دوسرے مذہب اور ان کی عبادت گاہوں کے بارے میں احترام کا درس موجود ہے۔ اور اس دنیا کے اندر تمام ملکوں کے اندر۔ اپنی حکومتوں اور سلطنتوں کے اندر ان کے عوام کا شہریوں کا جو بھی دین ہو لیکن تمام مہذب ملکوں کے اندر دوسرے مذاہب اور دوسرے نظریات رکھنے والے لوگوں کو ان کے نظریات کے مطابق مذہب اپنانے اور مذہبی عقائد کے ادا کرنے کی پوری اجازت ہوتی ہے۔ ان کی عبادت گاہیں نہ صرف یہ کہ مقدس سمجھی جاتی ہیں بلکہ ان عبادت گاہوں کا بالکل اسی طرح احترام کیا جاتا ہے جس طرح اس ملک کے اندر جو بھی کوئی عبادت گاہ بنائی گئی ہو۔ لیکن جناب والا آج اس اسمبلی میں ہم مسلمان اپنے اس اسلامی ملک کے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آنے والے نمائندے جس واقعہ کو زیر بحث لا رہے ہیں اس واقعہ سے اس مذموم واقعہ سے صرف پنجاب کے عوام کے جذبات مجروح نہیں ہوئے صرف پاکستان کے عوام کے جذبات مجروح نہیں ہوئے بلکہ تمام عالم اسلام اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے پر یہ متفقہ قرارداد جو حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے طرف سے اس ایوان میں پیش کی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے جذبات کی یہ عکاسی کرتی ہے۔ جناب والا! حکومت بھارت کا یہ اقدام میں سمجھتا ہوں مسلمانوں کی غیرت و حمیت کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اس مسجد کے مسمار ہونے کو ہمیں بھول نہیں

جانا چاہیئے اور حکومت ہندوستان کو ہمیں ایسی کھلی چھٹی نہیں دینی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو اس طرح مسمار کرتی رہے۔ انڈیا میں آئے دن ایسے واقعات ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ آج اس بابری مسجد کو مسمار کرنے کے لئے بھی جب مسلمانوں نے اس واقعہ پر احتجاج کرنا چاہا تو ہندوستان میں مسلمانوں کے سینوں میں گولیاں پیوست کر دی گئی ہیں۔ عاشقان رسول کے سینوں میں گولیاں پیوست کر کے انہیں زندگی کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ انہیں self defence کے حق سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہیں اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے سے محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ انڈیا۔ وہ اسلام دشمن سٹیٹ جو اپنے آپ کو سیکولرازم کے حوالے سے حکومت چلاتی ہے اپنے آپ کو سیکولرازم سٹیٹ کہلاتی ہے اس ملک کے اندر کسی عقائد کے حامل لوگوں کی عبادت گاہ کو اس وحشیانہ طریقے سے مسمار کرنے کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے یہ ناپاک منصوبہ۔ یہ شرم ناک منصوبہ میں کہتا ہوں اس شرم ناک منصوبہ کے اوپر ہمیں صرف تقریروں کے ذریعے۔ ہمیں صرف ایک دوسرے کے ساتھ بحث میں الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں تمام سفارتی جو سلسلے اور ذرائع ہیں ان کو بھی بروئے کار لانا چاہیئے۔۔۔ میرا حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ ہے کہ جس طرح حکومت پنجاب کی طرف سے میاں نواز شریف صاحب نے اور جس طرح حکومت پاکستان کی طرف سے وزیر اعظم صاحبہ نے اس واقعے پر اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے' اس واقعے کی مذمت کی ہے' میں کہتا ہوں کہ یہ بات مذمت تک نہیں رہنی چاہیئے' ہمیں تمام دنیا کے سفارتی سلسلوں کو بروئے کار لانا چاہیئے۔ ہمیں تمام قسم کے اثر و رسوخ استعمال کرنے چاہییں۔ ہمیں اقوام متحدہ کا دروازہ بھی کھٹکھٹانا چاہیئے اور اقوام متحدہ میں یہ معاملہ پیش کر کے نہ صرف انڈیا پر' بلکہ تمام غیر مسلم ممالک پر یہ بات واضح کر دینی چاہیئے اور تمام غیر مسلم ممالک کو اس بات پر مجبور کر دینا چاہیئے' اس بات پر قائل کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی کسی بھی عبادت گاہ کو' اس دنیا کے کسی بھی خطے کے اندر اگر کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا' اگر کوئی مسمار کرنا چاہے گا تو تمام دنیا کے مسلمان متحد ہو کر جہاد کا علم بھی بلند کریں گے اور کسی بھی ملک کو' کسی سٹیٹ کو' کسی قوت کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسمار کرے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کی بھی کمزور پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ بیالیس سال کی بعد آج انڈیا میں پھر وہ تاریخ دہرائی جا رہی ہے' مسلمانوں کے خون سے ایک دفعہ پھر ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ تحریک پاکستان کے وقت'

مسلمانوں کے آزاد ملک کے حصول سے اختلاف کرنے کے لیے انھوں نے مسلمانوں پر گولیاں برسائیں' انھوں نے ان کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا۔ بیالیس سال کے عرصے کے دوران تو انھیں اس بات کی جرات نہیں ہوئی۔ لیکن ہماری کمزور پالیسیوں کی وجہ سے آج انڈیا یہ جرات کر رہا ہے۔ ہماری مسکراہٹوں کے بدلے' کشمیر ہاؤس کے بورڈ اتروانے کے بدلے' راجیو کو سر آنکھوں پر بٹھانے کے بدلے' آج وہاں مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت پاکستان اپنی کمزور اور بزدلانہ پالیسیاں ترک کر دے۔ کبھی وولر بیراج بنا کر پاکستان کو تباہ کرنے کی سازش کی جاتی ہے۔ کبھی انڈیا کے الیکشن جیتنے کے لیے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مسمار کرنے کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری حکومت اپنی قوت ایمانی کا اظہار کرے۔ پنجاب اور پورے پاکستان کی عوام ہی نہیں' پوری دنیا کے مسلمان اس اقدام کی حمایت کریں گے جو ہماری حکومت اس واقعے کے خلاف اٹھائے گی۔ اس لیے میرا حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ بزدلانہ پالیسیاں ترک کر کے قوت ایمانی کی پالیسیوں سے کام لے۔ انڈیا کو صرف مضبوط پالیسیوں کے ذریعے جھکایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم مضبوط پالیسی اختیار کریں گے تو پھر انڈیا کی حکومت کو اس قسم کی واقعات دہرانے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور اس ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی بزدلانہ پالیسیاں ترک کر دے۔ تمام صوبوں تمام مسلمانوں کو ساتھ لے کر عالم اسلام کی جذبات کی ترجمانی کرے۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر ! تقریر سے قبل میں ایک نکتے پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کیا کبھی اس ایوان میں ایسا ہوا ہے کہ قرارداد تو ایوان میں پڑھی جائے اور اس کی ترمیم پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے؟

جناب چیئرمین، اس پر پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس پر تقریر فرمائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ، اگر آپ اجازت دیں تو میں ترمیم پیش کر کے پھر تقریر کروں گا۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب' اس مسئلے پر تقریر فرمائیں تو مہربانی ہو گی۔

سید ذاکر حسین شاہ، جناب سپیکر' مسجد شعائر اسلام میں سے ایک ہے۔ اور اسلام میں مسجد کا ایک بہت بڑا مقام ہے۔ یہاں تک کہ معراج کی رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سفر مسجد حرام سے مسجد

اقصیٰ تک تھا۔ آج جب ہم بابری مسجد کے خلاف ہندوؤں کی سازش کا منصوبہ دیکھتے ہیں تو ہم فلسطین میں لوٹ جاتے ہیں جہاں مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی گئی۔ مسجد اقصیٰ کو جلانے کی کوشش کی گئی۔ مسجد اقصیٰ کی ہیئت کو تبدیل کر کے ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور یہاں بابری مسجد کی ہیئت کو تبدیل کر کے ایک مندر تعمیر کرنے کی کوشش کی گئی۔ حکمت عملی ایک ہے۔ واقعات بھی ملتے جلتے ہیں۔ علت بھی مشترک ہے۔ کیا ہے؟ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی۔ اور یہ وقت کے ساتھ ساتھ مسلمان دشمن قوتیں مسلمانوں کی غیرت ایمانی کا امتحان لینے کے لیے ایسے واقعات کرتی ہیں۔ جب مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی گئی تو پوری دنیا کے مسلمان رباط میں جمع ہوئے اور اسلامی سربراہ کانفرنس کی تشکیل ہوئی۔ لیکن بڑے افسوس کی ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود مسلمانوں کا قبلہ اول یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ اگر اس وقت دنیا بھر کے مسلمان قبلہ اول کی بے حرمتی کو روکنے میں کامیاب ہو جاتے تو آج نہ سلمان رشدی کو اس بات کی جرات ہوتی کہ وہ ناموس رسالت کے خلاف قلم اٹھاتا اور نہ ہندوؤں کی یہ جرات ہوتی کہ وہ بابری مسجد کے پہلو میں ایک مندر کی تعمیر کرتے۔ یہ عالم اسلام کی بےحسی ہے۔ میں تو کہوں گا کہ پوری مسلم دنیا کی جتنی بھی حکومتیں ہیں وہ مصلحتوں کا کمبل اوڑھے ہوئے ہیں۔ آج ہرشخص ہر مسئلے کو اپنی خاص آنکھ سے دیکھتا ہے۔ ہم ہر روز ٹی وی پر اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتے ہیں کہ یہودی مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مسلمانوں کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ ہم اپنی آنکھوں سے اس دل سوز اور افسوس ناک منظر کو دیکھتے ہیں کہ یہودی غنڈے مسلمان خواتین کو گھروں سے گھسیٹ کر، ہسپتالوں سے نکال کر اور مسلمان نوجونوں کو مسجدوں سے نکال کر ان پر تشدد کرتے ہیں، ان پر گولیاں چلاتے ہیں۔ لیکن ہم خاموش تماشائی ہیں۔ اور جب بھارت کے مسلمانوں پر گولی چلتی ہے۔ جب بھارت کے مسلمانوں کا خون ہوتا ہے تو ہم ان کی لاشوں پر اپنی سیاست کی دکان چمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ افسوس ناک رویہ ہے۔ مسلمان ایک جسد واحد کی طرح ہیں۔ مسلمان، خواہ اس کا لہو فلسطین میں بہتا ہے، خواہ اس کا لہو فلپائن میں بہتا ہے، خواہ اس کا لہو تھائی لینڈ میں بہتا ہے، خواہ اس پر گولی بھارت میں چلتی ہے، وہ ہمارے وجود کا ایک حصہ ہے۔ مسلمان ایک کل ہیں اور ہم جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اس کے اجزاء ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جن کو مسلمانوں کے امور سے دلچسپی نہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے۔ جس روز بابری مسجد کے قریب مندر کا سنگ بنیاد رکھا

جاتا ہے۔ ہم مسلمانان احتجاج کرتے ہیں تو گولی چلتی ہے یہ بابری مسجد کا بڑا پرانا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں یہ مسئلہ بھی سابقہ دور میں شروع ہوا۔ اور ایک بیان جاری کرنے میں مہینے لگے۔ سلال ڈیم بنا مارشل لاء والے خاموش رہے۔ وولر بیراج پر کام شروع ہوا اور چار سال کے بعد قرارداد لائی گئی۔ یہ 1984 میں کام شروع ہوا اور 1987 میں اس کے بارے میں آواز اٹھائی گئی۔ یہ ہماری حکومت ہے۔ کہ اگر مسجد بابری کو مسمار کرنے کی سازش ہوئی اور مندر کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ادھر رات کو ٹی وی پر بیان جاری ہوا کہ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک سابقہ حکومت کا رویہ ہے اور ایک موجودہ حکومت کا رویہ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری دینی پالیسی ہے۔ ہم نے کبھی سونیا گاندھی کے آگے رکوع و سجود نہیں کیا۔ ہم نے کبھی مندروں میں جا کر گھنٹیاں نہیں بجائیں۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ ہمارے دور میں وولر بیراج کا کام شروع نہیں ہوا۔ اور آج ہم اس فلور پر اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم بھارت کی بالا دستی کے خلاف ہیں۔ اور جب تک پاکستان کا ایک مسلمان زندہ ہے بھارت کی بالا دستی قبول نہیں کی جائے گی۔ (تالیاں) کسی کے کہنے سے پریس کانفرس اور بیانات سے یہ بات ثابت نہیں کی جا سکتی۔ ہم کرکٹ ڈپلومیسی کے بانی ہیں۔ یہ جرات کیوں ہوئی۔ جب حکومتوں کو پتہ چلتا ہے۔ کہ پاکستان میں حکومت کمزور ہے۔ مارشل لاء کی حکومت کو عوام کی حمایت حاصل نہیں تھی۔ اس دور میں بھارت نے اپنے تمام معرض التواء میں پڑے ہوئے مسئلے اور تنازعے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ بات ریکارڈ پر اور شاہد حقانی جو سابق حکمران کے ساتھ بھارت کے دورے پر گئے تھے انہوں نے لکھا انہوں نے یہ بات لکھی ان صاحب کی یہ پوری کوشش تھی۔ کہ بھارت ناراض نہ ہو ہم نے کوئی ایسا معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ اور آج بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی یہ پالیسی ہے ہم نہ امریکہ کے ایجنٹ ہیں اور نہ ہم روس کے ایجنٹ ہیں۔ نہ بھارت کے ایجنٹ ہیں۔ ہم پاکستان کی عوام کے ایجنٹ ہیں۔ جناب سپیکر بابری مسجد تاریخی اعتبار سے سولویں صدی میں بنی اور یہ ظہیر الدین بابر کے دور میں بنی اور ہندو انتہا پسند اس جگہ رام چرن بھومی بھی قرار دے رہے ہیں۔ خود ان کے محققین خود ان کے مورخین نے یہ تحقیق کے نتیجے میں بات کی ہے۔ یہ رام چرن بھومی نہیں اور تاریخی اعتبار سے اس جگہ مسجد ہی تھی۔ چنانچہ معاملہ الہ آباد ہائی کورٹ میں گیا اور ہائی کورٹ نے فیصلہ مسلمانوں کے حق میں دیا۔ لیکن یہاں ورلڈ ہندو آرگنائیزیشن نے جو ان کی ایک انتہا پسند تنظیم ہے۔ وہاں اس جگہ کو خلاف حقائق اور خلاف تاریخ یہ کہا کہ یہ رام چرن بھومی ہے۔ اور یہاں پر مسجد کے قریب ایک مندر کی تعمیر شروع

کر دی جائے۔ اس پر مسلمانوں نے احتجاج کیا جب احتجاج کیا تو ان پر گولیاں چلائی گئیں ان کی مذہبی آزادی کو سلب کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں اپنی قرارداد میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ کہ مسئلہ صرف بابری مسجد کا نہیں وہاں مسئلہ مسلم اقلیت آبادی کے تحفظ کا ہے اور نہرو دور میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا۔ وہاں رہنے والے مسلمانوں کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ اور بھارت کے آئین کے تحت وہ ایک لا دین سٹیٹ ہے۔ وہاں کی ہر اقلیت کا تحفظ کرنا ان کی آئینی ذمہ داری ہے۔ لیکن یہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بھارتی حکومت نے بابری مسجد کے معاملہ میں اپنی لا دین پالیسی کو follow نہیں کیا اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ جناب سپیکر! ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بابری مسجد کو مسمار کرنے کا منصوبہ ترک کیا جائے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں ۔ کہ یہاں مندر کی تعمیر بند کی جائے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بھارت کے مسلمانوں پر آئے دن گولیاں چلانے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں کو مذہبی آزادی دی جائے۔ ہم پورے عالم اسلام سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بابری مسجد کے مسئلہ پر بھارتی مسلمانوں کے ہم نوا ہو جائیں۔ اور اس سازش کو ناکام بنا دیں ہم مسلمانان عالم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ آنکھیں کھولو بیدار ہو جاؤ اور دنیا بھر کے مسلمانوں مسلم دشمن قوتوں کے خلاف متحد ہو جاؤ جناب سپیکر! میں آخر میں صرف اتنا عرض کروں گا۔ کہ اس موقع پر پاکستان کے تمام مسلمانوں متحد ہو کر سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر بابری مسجد کی مسئلہ پر سیاسی دوکان چمکانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اور متحد ہو کر بھارت کے مسلمانوں کی حمایت کریں تو بابری مسجد بھی بچ سکتی ہے۔اور وہاں مندر کی تعمیر رک سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کا قبلہ اول بھی آزاد ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب ریاض فتیانہ صاحب

جناب محمد ریاض فتیانہ، جناب والا! میں بابری مسجد کے سانحہ پر میں وزیر قانون کی قرارداد کی پر زور تائید کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ اس واقعہ سے مسلمانوں کی غیرت اور جذبہ حریت کو جو چیلنج در پیش آیا اور پوری دنیا کے مسلمان آج جس ذہنی اضطراب کا شکار ہیں۔ اس پر ہمیں تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بڑے اہم اور ضروری فیصلے کرنا ہوں گے۔ جناب سپیکر! ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ 42 سال تک کسی کو یہ جرات نہیں ہوئی۔ کہ وہ بابری مسجد پر قبضہ کرنے کی کوئی ناپاک سازش کر سکتا۔ آخر وہ کون سے عوامل ہیں۔ آخر وہ کون سی وجوہات ہیں۔ آخر وہ کیا معاملات ہیں۔ کہ

ابھی تھوڑے عرصہ کے اندر بھارتی مسلمان عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ انہیں مزید عدم تحفظ کے غار میں دھکیلنے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور بابری مسجد پر قبضے کئے جارہے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آج ہم نے بھارتی بالادستی کو قبول کر لیا ہے۔ آج ہماری فیصلے اسلام آباد کی بجائے نئی دہلی میں ہونے لگے ہیں شاید اسکی بڑی وجہ ہماری کمزور خارجہ پالیسی ہے۔ جس کی بنا پر ہم دو ٹوک بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے۔ شاید اس کی وجہ ہماری وہ شرمیلی مسکراہٹیں ہیں۔ جو ہم بھارتی حکم رانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی بجائے انہیں دیکھنے کے بعد شرمانے لگ جاتے ہیں اور ہماری آنکھیں پیچھے ہو جاتی ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ہمارے وہ لوگ جو پاکستان کے حقوق کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں کے حقوق کے ذمہ دار ہیں۔ جو مسلمانوں کے موقف کو عالمی اداروں پر بیان کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ وہ اپنی اصلی منصب کی بجائے۔ لوٹ کھسوٹ اور افراتفری کا شکار ہو چکے ہیں اس لیے وہ اپنے اصلی مقاصد کی بجائے ہر شخص بھاگا ہوا ہے کہ راتوں رات وہ اس منزل تک پہنچ جائے جو وہ پچھلے گیارہ سالہ محرومیوں کا شکار رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس ملک میں جمہوریت بھی صحیح معنوں میں نہیں چل سکی۔ اور جمہوریت کے نام پر کبھی ارکان اسمبلی کا اغوا کیا جاتا ہے اور کبھی انہیں حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! شائد اس کی وجوہات یہ بھی ہوسکتی ہیں بھارت میں جو بھارتی پنجاب ہے وہاں کی سکھ حریت پسند تنظیموں کے تمام کوائف پاکستان کے ذمہ دار طبقات نے بھارت کے حوالے کر دیے ہوں۔

سردار سکندر حیات خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین (سید ناظم حسین شاہ) : جناب فتیانہ صاحب! سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN:

Sir, through you I would most humbly request my dear brother Fatiana Sahib to keep his speech on the issue unanimously decided rather taking it to a different angle again and again starting a controversial subject. My humble request and appeal to my dear brother is to give all the time and all the speech to mosque issue and the massacre of Muslims.

جناب چیئرمین، جناب فتیانہ صاحب!

جناب محمد ریاض فتیانہ ، جناب سپیکر ! میں بات تو وہی کر رہا ہوں اور اپنے موضوع سے ہٹا نہیں ہوں کہ بات بابری مسجد کے تحفظ کی ہو رہی ہے اور جو اس پر قبضہ کرنے کی سازشیں کی جا رہی ہیں اس معاملہ میں پاکستان کو جو موقف اختیار کرنا ہے اس پر میں جذبات کا اظہار کر رہا ہوں اور اس طرح میں پنجاب کے جذبات کا اظہار کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر ! ضرورت اس بات کی ہے کہ شاید ہمارے حساس ادارے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہے ہوں جو انہیں پوری کرنا چاہیئے۔ اس موقع پر اس ایوان کی جانب سے اس ایوان کے سامنے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو پاکستان کے عوام کے صحیح ترجمان بننا چاہتے ہیں اور اتفاق سے آج تو بعض جگہوں پر جیالوں کی حکومت ہے۔ میں ان جیالوں کی حکومت سے مخاطب ہو کر کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس انتہائی نازک مسئلہ کو سرد خانہ میں ڈالنے کی بجائے اقوام متحدہ میں لے کر جائے۔ وہ اس مسئلہ کو دولت مشترکہ میں لے کر جائے۔ وہ اس مسئلہ کو اسلامک کانفرس میں اٹھائے۔ وہ اس مسئلہ کو سارک ممالک کا اجلاس طلب کرنے کے بعد اس میں پیش کرے۔ اور سب سے آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بھارتی مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا جائے کہ بابری مسجد جیسے واقعات کا دوبارہ اعادہ نہ ہو اور اس کا طرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اس کا سب سے بہتر طریقہ ہے سب سے بہتر نسخہ ہے کہ ہمیں اپنے فیصلے مردانہ صلاحیتوں سے کرنے چاہیئے اور مردانہ ٹھوس فیصلے کرنے چاہیئے زنانہ فیصلے نہیں کرنے چاہیئے۔

جناب چیئرمین، جناب عبدالغفار شاہین صاحب! جی جناب چیمہ صاحب!

جناب محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس آرڈر میں نہیں۔ جناب والا! میں نے ایک دن پہلے بھی عرض کیا تھا کہ پنجاب کے جو نئے وزراء بنے ہیں ان کو ابھی تک نہ گھر نہ کاریں نہ کوئی اور چیز ملی ہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ جو وزراء پہلے ہیں چودھر عبدالغفور صاحب اور خدا بخش ٹوانہ صاحب ان کو ابھی تک گھر' کاریں اور۔۔۔۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب! دیکھیں یہ اب فیصلہ ہو چکا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔) (قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر، چیمہ صاحب! یہ ان کو خود کہنا چاہیئے جن کو کاریں کوٹھیاں نہیں ملیں آپ کو کیا ہے۔

جناب محمد شاہ نواز چیمہ، (اصل متن پنجابی میں) جناب! وہ مجھے تنگ کرتے ہیں کہ میں ان کے لیے

آواز بلند کروں کیوں کہ وہ خود نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ وزیر چاہتے ہیں کہ خدا بخش ٹوانہ اور چودھری عبدالغفور صاحب سے گھر' کاریں اور دوسری مراعات لی جائیں کیونکہ وہ اب نیشنل اسمبلی کے ممبر ہیں اور وہ پنجاب حکومت کی مراعات کس لئے لے رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب! چیمہ صاحب کو بابری مسجد پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا تھا چونکہ ان کے پاس کوئی مواد نہیں ہے اس پر وہ بیان نہیں کر سکتے اس لئے وہ وزیروں کی ہم دردی میں رونا رو رہے ہیں۔ لہٰذا میرے خیال میں اب مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس مسجد کے مسئلہ پر اپنا اظہار خیال کروں۔ ان کے پاس اس سلسلے میں کوئی مواد نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے شاہ صاحب نے عبدالقادر شاہین صاحب کا نام لے لیا تھا۔ (قطع کلامیاں) مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی عبدالقادر شاہین صاحب!

عبدالقادر شاہین صاحب، جناب سپیکر! سب سے پہلے میں مرکزی حکومت کے قائدین کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اس نازک اور فوری توجہ کے مسئلہ پر جہاں مذمت کی وہاں پر اتنا سخت لب و لہجہ استعمال کیا کہ یہاں پر معزز اراکین ان واقعات کو پس پشت ڈال کر صرف ذاتیات پر حملے کرنا شاید اپنا منصب یا اپنی وزارت کا پکا ہونا ثبوت سمجھتے ہیں۔ جناب محترم! مسجد ہمارے عقیدے کی جہاں ایک بنیادی ضرورت ہے وہاں پر ہمارے لیے مذہبی جنونیت کا ایک معراج بھی ہے کہ ہم پیدائشی طور پر مسلمان ہیں ہم گوردواروں کی پیدائش نہیں۔ میں سوال کرتا ہوں اس وقت کے چودھریوں سے اس وقت کے آمر سے کہ جب 1980ء میں حیدر آباد دکن۔ اور آباد دہلی اور ممبئی کے اندر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا اس وقت کرکٹ ڈپلومیسی اپنائی گئی اس وقت ان کے چرنوں کو ہاتھ لگا کر معافیاں مانگتے ہوئے پاکستان کو بدنامی کا وہ داغ دیا گیا کہ آنے والی نسلیں اور تاریخ کا مورخ کبھی ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ جناب والا! اترپردیش کی اس مسجد کا واقعہ آج کوئی نیا واقعہ نہیں۔ مجھے ایک واقعہ بڑی اچھی طرح یاد آج اس وقت آیا۔ میں سوال کرتا ہوں وزیراعلیٰ پنجاب سے کہ وہ مجھے اس ہاؤس میں آ کر جواب دیں کہ اس لاہور کے اندر شہید گنج واقع لنڈا بازار میں ایک مسجد تھی۔ جب اسے انگریزوں نے' ان کے آمروں نے گیارہ سال تک حکومت کی۔ اس کو آج تک مسجد قرار نہیں دے سکے جناب والا! وہ گوردوارہ ہے اپنے آقاؤں کے لیے ہے۔ جس کی مثال آج سے دو دن پہلے جب ہم پوری قوم اس غم میں مبتلا تھی تو ہندوستان کے ان اداکاروں کو حکومت پنجاب نے جو کہ بڑا رونا پیٹتے ہیں پنجاب کا' اسلام کا'

شریعت کا' غلاں کا لیکن ہماری سرزمین پنجاب پر ہر بندہ ہر بشر ہر پیدا ہونے والا انسان بچے سے بوڑھے تک غم میں مبتلا تھا اس وقت لاہور کی سرزمین پر ہندوستان کے اداکاروں کو خوش آمدید کہنا اور ان کے ساتھ رقص کرنا یہ کہاں کی اسلام پسندی' یہ کہاں کی قومیت کے پرچار کرنے والے لوگوں کی بات ہے۔ جناب والا! دوسری طرف لاتا ہوں کہ ہم لوگ جیسے شاہ صاحب نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ پر جب یہودیوں نے' اسرائیلیوں نے حملہ کیا تو میں خدا پاک کی قسم اس معزز ہاؤس میں کھڑے ہو کر چیلنج کرتا ہوں کہ ضیاء آمر کے ہجاریوں کا یا ضیاء آمر کا ایک بیان بھی آیا ہو جو اس ہاؤس میں پیش کر دیا جائے کہ جب اسرائیلیوں نے ہمارے فلسطینی بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ بمبئی کے اندر مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا تو ایک لفظ نہیں کہا گیا تھا۔ جناب والا! آج جب ایک جمہوری دور آگیا۔ جب ہم صبح سے شام تک جمہوریت کی بات کرتے ہیں' حقوق کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر اس وقت تک اسلام کی بقاء کے لیے لڑتے رہیں گے جب تک کسی آمر کی باتیں یاد آتی ہیں۔ تو جناب والا! آج پنجاب کے ساتھی اکیلے اس جنگ میں نہیں بلکہ آج پوری دنیا کے مسلمانوں کو شدید غم ہوا ہے۔ آج پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک دھچکا لگا ہے کہ بابری مسجد کے اندر جہاں مسلمان شہید ہوئے۔ جناب والا! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ 3 فروری 1979ء کو بھی بابری مسجد کے باہر مسلمانوں کے نوجوانوں کا خون ہوا تھا اس وقت تو مذمت کا ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا اور پھر یہ بات کرنی کہ شاید وزیر اعظم صاحبہ نے گھٹنے ٹیک دیئے تو جناب والا! میں اپنے اس مشیر بھائی سے سوال کرتا ہوں کہ بتائیں 3 فروری کے واقعے کے بعد 26 مارچ 1982ء کو اسی بابری مسجد کے باہر---- یہ ایوان گواہ ہے اور میں اس ایوان کو ثبوت مہیا کرنے کو تیار ہوں کہ 23 مارچ 1982ء کو اسی بابری مسجد کے باہر امام مسجد اور مسلمانوں کے ساتھ جو ظلم و تشدد ہوا تھا تو ہماری اس وقت کی برسر اقتدار اور باوقار حکومت نے ایک لفظ تک نہیں کہا تھا تو جناب محترم جب افغانستان کی طرف سے آنے والے بموں نے پشاور کے اندر جامہ مسجد کو شہید کیا تھا تو صرف قرارداد مذمت پیش کر سکے تھے اس وقت 264 بار غفانی خلاف ورزیاں ہوئیں ہسپتال اور مسجدیں شہید ہوئی تھیں مگر ہم صرف اور صرف قرارداد مذمت پیش کر سکے تھے میں اس ایوان کے سامنے آپ سے گذارش کروں گا کہ تمام مسلمان بھائی خواہ ان بنچوں پر بیٹھے ہوں یا ان بنچوں پر بیٹھے ہوں جہاں مسلمانیت کا' اسلام کا' جہاں نظریہ پاکستان کا سالمیت پاکستان کا وفاق پاکستان اور ہمارے ایمان کا مسئلہ آجائے تو ہم سب کو یک جان ہو کر خواہ حکومت مرکز ہو یا حکومت صوبہ ہو سب کو

ایک آواز بن کر مطالبہ کرنا چاہیے کہ سارک کانفرنس اور تمام بین الاقوامی اداروں کے اندر ہماری یہ قرارداد پہنچے اور پھر اس قرارداد کے ساتھ ساتھ تمام حکومتیں انڈیا کے ساتھ اپنے تمام معاہدوں کے مطابق اپنے تمام معاہدات کے مطابق پہلے اس بات کی جوابدہی لیں کہ آپ نے وہاں پر جو مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے اس کی کیا وجوہات تھیں اور اس کا انہوں نے سدباب کیا گیا۔

بہت' بہت مہربانی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا منظور احمد چنیوٹی

مولانا منظور احمد چنیوٹی،

جناب سپیکر! مسجد شعائر اسلام میں سے ایک بہت بڑا شعار ہے اور اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ اسلام کے جتنے بھی شعائر ہیں قرآن کریم مسجد پیغمبر خانہ کعبہ یہ تمام شعائر اسلام ہیں ان کی عزت و توقیر کرنا ان کا احترام کرنا ان کی حفاظت کرنا ہرمسلمان کا دینی فریضہ ہے جناب سپیکر! ہندوستان کی یہ سیکولر حکومت جو ایک طرف تو سیکولر ہونے کا دعویٰ کرتی ہے دوسری طرف آئے دن کے بعد ان کے واقعات' مسلمانوں پر مظالم اور بلاجواز مسلمانوں کا قتل عام۔ جب سے ہندوستان اور پاکستان یہ دو ملک علیحدہ ہوئے ہیں اس وقت سے شروع ہے لیکن جب سے یہ بابری مسجد کا قصہ شروع ہوا اور اس تاریخی مسجد کو مندر میں تبدیل کرنے کی ناپاک کوشش اور سازش انہوں نے شروع کی اس وقت تک تقریباً 500 سے زائد مسلمان اس مسجد کے تحفظ کے لیے ہندوستان میں جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے سے ہٹ کر اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح کسی کو مورد الزام ٹھہرائے بغیر میں یہ مطالبہ کروں گا کہ یہ تمام اسلامی ممالک جن میں سے ہمارے ملک کو پہل کرنی چاہیے یہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے ان کی عزت و وقار کا مسئلہ ہے انہوں نے صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ چیلنج نہیں کیا انہوں نے پورے عالم اسلام کو چیلنج کیا ہے عالم اسلام کو متحد ہو کر اس چیلنج کا پوری قوت اور قوت ایمانی کے ساتھ جواب دینا چاہیے۔ جناب سپیکر! رشدی ملعون اور اس قسم کے اور کئی دین دشمن آئے دن دین پر پیغمبرِ اسلام پر شعائر اسلام پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں لیکن جس طرح مسلمانوں کو ان کا جواب دینا چاہیے میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ اس کا جواب نہیں دیا جاتا کم از کم اگر ہم ان ممالک کو مصنوعات کا بھی بائیکاٹ کر دیں پورا عالم اسلام بائیکاٹ کر دے تو میں کہتا ہوں دوسرے دن ان کا دماغ درست ہو جائے گا۔ رشدی ملعون

کی وہ تصنیفات تمام اسلامی دنیا میں اس بدنام زمانہ کتاب کے علاوہ اس ملعون کی دیگر کتابیں ہمارے پاکستان میں آتی ہیں اسلامی ممالک میں آتی ہیں اگر ان پر پابندی لگائی جاتی تو میرا خیال ہے ان لوگوں کا دماغ صحیح ہو جاتا آج ہندوستان کی مصنوعات پاکستان' سعودی عرب دوسرے اسلامی ممالک میں اس بہتات کے ساتھ پہنچتی ہیں اگر ہم کوئی اور بڑا قدم نہیں اٹھاتے ہیں تو چاہتا ہوں کہ اگر عالم اسلام کے اس دباؤ سے وہ اپنی اس ناپاک حرکت سے باز نہیں آتے خلہ خدا کو وہ تبدیل کرنے پر مصر ہیں اپنے ہائی کورٹ کے فیصلے کو بھی وہ تسلیم نہیں کرتے تو پھر ایسے ممالک کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لینے چاہییں اس قسم کی صرف قراردادوں سے کچھ نہیں بنتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں اس قرارداد کی پر زور تائید کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے اور تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کرونگا پہلی سٹیج پر تو ہندوستان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اگر اس سے ان کا دماغ صحیح نہیں ہوتا تو پھر ان کو اللہ کے اس گھر کی حفاظت کے لیے اور وہاں کے اپنے مسلمان بھائیوں کے تحفظ کے لیے ان کی جان و عزت اور آبرو کی حفاظت کے لیے ہم تمام عالم اسلام کو متحد ہو کر اس ہندوستان کی حکومت سے سفارتی تعلقات کا بائیکاٹ کر دینا چاہیے۔ جناب سپیکر! یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے آج ہماری کتنی بہو بیٹیوں کی وہاں عزت لوٹی جا رہی ہے معصوم بچوں کو نیزوں پر اٹھا کر ان کو شہید کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے خون سے بے دریغ ہولی کھیلی جا رہی ہے آج یہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہے ایک ارب مسلمان ہم ہوتے ہوئے آج ہم ان کے سامنے ذلت اور خواری کی زندگی گزار رہے ہیں ایک وقت وہ تھا جب ہماری ایک مسلمان بہو کی عزت پر ہاتھ ڈالا گیا تو محمد بن قاسم عرب سے آیا اور اس نے اس کا بدلہ لیا کسی کو جرأت نہ ہوسکی آج کتنی ہماری بہو بیٹیاں' آج یہ ہماری مسجد' آج یہ اسلام کی شعائران کے ساتھ مذاق ہوتا ہے اس لیے ایک مسلمان حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ وہ اپنے ملک کے مسلمانوں کی اور ان کے عبادت گاہوں کی حفاظت کرے ان کا یہ بھی فرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا مسلمان دنیا کے کسی خطے میں بھی بستے ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں وہ ہمارے جسم کا حصہ ہیں اس لیے ان کے لیے پاکستان کی حکومت جو ایک اسلامی حکومت کہلاتی ہے اسے اعلان کرنا چاہیے صرف قرارداد پر ہی نہیں رہنا چاہیے کیونکہ صرف قرارداد مذمت سے کچھ نہیں بنے گا ان کا دماغ اس طرح سے درست نہیں ہو گا اس لیے میں جناب کی وساطت سے یہ مطالبہ کروں گا

کر پہلی سٹیج پر ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے اور دوسری سٹیج پر ان سے سفارتی تعلقات منقطع کر لینے چاہییں اگر اس کے باوجود بھی ان کا دماغ درست نہیں ہوتا تو پھر ہمارے مسلم ممالک کو اس کے خلاف اعلان جہاد کرنا ہو گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جب تک اعلان جہاد نہیں ہوتا آج دیکھیے ہمارے افغان بھائیوں نے آج مسلمانوں کے سر پورے عالم اسلام میں فخر سے بلند کر دیئے ہیں انہوں نے روس جیسی سپر طاقت کا جذبہ جہاد اور اپنی ایمانی جذبے سے مقابلہ کیا ہے وہ اگر روس جیسی سپر طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو پاکستان کے لیے ہندوستان کوئی روس سے بڑی طاقت نہیں اگر ہم اعلان جہاد کر دیں تو ہمارے افغان بھائی بھی ہمارا ساتھ دیں گے۔ پورا عالم اسلام ہمارا ساتھ دے گا اس لیے تیسرا اور آخری مطالبہ میرا یہ ہے کہ اگر سفارتی تعلقات منقطع کرنے سے بھی وہ اپنے بدعمل سے باز نہیں آتے تو پھر ہم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی حفاظت کے لیے ' ان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لیے' اور اس خانہ خدا کی حفاظت کے لیے جو شعائر اسلام میں سے ایک عظیم شعار ہے اس کی حفاظت کے لیے ہمیں اعلان جہاد کرنا ہو گا اس کے بغیر ان کا دماغ درست نہیں ہوتا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اس لیے میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اپنی مرکزی حکومت سے چونکہ یہ ذمہ داری مرکز پر آتی ہے میں ان سے مطالبہ کروں گا اور اس افسوس کے ساتھ کہ پہلے تو ان کو اس قسم کی جرأت نہیں ہوئی اب یہ کیا وجہ ہے کہ ان کو اس قسم کے ایسے گھناؤنے اور اتنے شرمناک اقدامات کی جرأت ہو گئی جبکہ راجیو گاندھی یہاں بھی آیا ہے اور وہ دو چار مرتبہ آ چکا ہے۔ ادھر سفارتی تعلقات بڑھائے جا رہے ہیں۔ سارک کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ وزرائے خارجہ آ رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ ہے اور دوسری طرف وہ جرأت کے ساتھ اپنے ہائیکورٹ کے فیصلے کے بھی خلاف چلتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس لیے جناب سپیکر! ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کے اس گھر کی حفاظت کے لیے اپنے آپ کو اس میدان میں ہر قربانی کے لیے تیار کریں۔ میں اپنی ان چند گزارشات کے ساتھ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی موبل صاحب فرمائیے۔

میاں منظور احمد موبل، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ چونکہ یہ سیشن نومبر کا ہے۔ اگلا مہینہ دسمبر کا ہے۔ آئین میں آرٹیکل 54 کا سب آرٹیکل (2) جو ہے اس میں واضح طور پر درج ہے کہ نیشنل اسمبلی ایک سال میں اپنی 130 سٹنگ پوری کرے گی جبکہ آرٹیکل 127 کی جو کلاز (جی) ہے وہ کہتی ہے کہ پراونشل اسمبلی جو ہے وہ ایک سال میں اپنے 70 روز پورے کرے گی۔ اس میں in each year لفظ ہے۔ اب جناب والا! یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم یکم جنوری سے each year کو لیں تو پھر تو اس صوبائی اسمبلی کے ابھی دن بقایا ہیں لیکن اگر ہم اس کو 30 نومبر سے لیں جس روز سے ہم نے آغاز کیا تھا تو پھر وہ 70 دن پورے ہو چکے ہیں کیونکہ ہماری جو نیشنل اسمبلی کا اصول ہے وہ یہ ہے کہ جس دن وہ elect ہوتی ہے، جس روز سے وہ meet کرتی ہے اس سے سال کو شمار کیا جاتا ہے اور round the clock جہاں وہ دن آ کر ختم ہوتا ہے اس سے ایک سال پورا کیا جاتا ہے چونکہ آئین میں year کی definition نہیں in each year تو میں جناب والا! کی یہ رولنگ چاہوں گا کہ پنجاب اسمبلی کا یہ سال جو ہے آیا جس روز ہم نے حلف اٹھایا تھا یعنی 30 نومبر سے شروع ہو کر 30 نومبر تک چلے گا یا کہ یکم جنوری سے ہم اس کا آغاز کریں گے کیونکہ اس اسمبلی کی جو روایت ہے وہ یکم جنوری سے ہے لیکن ہماری نیشنل اسمبلی کی روایت ہے کہ جس روز سے ممبران حلف اٹھاتے ہیں اس روز سے دن شمار کیے جاتے ہیں۔ یہ تضاد ہے۔ جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ ملک کی نیشنل اسمبلی کے مطابق کیا جائے تو یہ جناب والا! آپ اپنی رولنگ دیں کیونکہ اب سال کا جانے والا حصہ ہے کہ کتنے ہمیں دن پورے کرنے پڑیں گے یا کیا نہیں ہو گا؟

نوابزادہ غضنفر علی گل، یہ سپیکر صاحب تو رولنگ reserve رکھیں گے۔۔۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر. موبل صاحب واقعی بات یہ ہے کہ میں اس پر اپنی رولنگ محفوظ رکھتا ہوں۔

جناب جاوید محمود گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! موبل صاحب کی اتنی لمبی چوڑی وضاحت کے مطابق 70 دن تو پورے کرنے ضروری ہیں لیکن اگر اس سے زیادہ ہو جائیں تو اس میں تو کوئی نقصان نہیں۔ ابھی ہم ایک بڑے اہم مسئلے پر بحث کر رہے تھے اس کو interrupt کر کے اس پوائنٹ آف آرڈر کی کون سی ضرورت پیش آ گئی تھی کہ 70 دن والا مسئلہ پہلے لے آئیں اور بابری مسجد کے بارے میں مسلمانوں کے ساتھ جو ہم دردی یا یک جہتی ختم کر دیں۔ یہ کون سا مسئلہ ہے؟

میاں منظور احمد موہل، جناب اس پر پہلے رولنگ دے دیں---

نوابزادہ نصنفر علی گل، یہ سپیکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر سننے والے ہیں رولنگ دینے والے دوسرے ہیں--- (قہقہے)

جناب والا! قطع نظر اس کے کہ یہ اس اجلاس کی آخری شام ہے یا آخری شام نہیں اس کی فکر وزیر قانون کو ہو گی۔ یہ جو مسئلہ بابری مسجد کا اٹھا ہے اس کو ایک جذباتی مسئلے کے طور پر لیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ مسئلہ کسی مسجد کا نہیں' یہ کوئی اینٹوں کی چار دیواری کا مسئلہ نہیں کہ اس کے اندر مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ اس مسجد کا تو مسئلہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ رام کی جنم بھومی تھی اس لیے ہم اس کو ہٹا رہے ہیں۔ اب جناب والا! جو قرطبہ کی مسجد سپین میں ہے اس کے ساتھ تو ایسی کوئی بات نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش تھی یا کسی اور کی جائے پیدائش تھی۔ اس مسجد کے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہے۔ اور پھر جو ہماری بادشاہی مسجد ہے رنجیت سنگھ کے وقت میں لاہور کے جیالوں کی ناف کے نیچے اس میں میخیں باندھی گئیں اور اس لاہور میں اذان کی ممانعت کی گئی اور مسلمانوں نے قبول کی۔ یہ واقعہ ایک مسجد کی جگہ مندر بنانے کا نہیں ہے یہ symbol کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ ہم یہ سوچ لیں کہ مسجد گر جانے سے اسلام ختم ہو جائے گا یا ہم یہ سوچ لیں کہ ہزاروں مسجدیں بنانے سے اسلام پھیل جائے گا۔ مسئلہ مسجد کی تعمیر کو گرانے کا نہیں اور پھر جناب والا! مولانا کو یہ علم ہو گا کہ ہم اس خطے کے مسلمانوں نے خانہ کعبہ پر گولیاں چلائی ہیں۔ مجھے تو ہندو سے شکایت نہیں کیونکہ ہندو اگر مسجد کو گرائے گا نہیں تو کیا کرے گا اگر ہندو مسلمان کو مارے گا نہیں تو کیا کرے گا یہ اس کا مشن ہے۔ ہمارا مشن ہے کہ کافروں کے خلاف جہاد کرنا اور قرآن شریف میں آیا ہے کہ اے مومنوں! کفار اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو اور اس میں آیا ہے کہ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ اور ان کو رگڑو اور ان کی ساتھ سختی کرو۔ ہمارا مشن یہ ہے کہ کفار کے خلاف جہاد کرنا اور کفار کا مشن یہ ہے کہ مسلمانوں کو ختم کرنا۔ یہ بات سیدھی سادھی ہے۔ اس میں ہندو سے آپ یہ کیوں شکایت کرتے ہیں؟ یہ ہندوستانی حکومت سے بھی شکایت نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ ہندوستان حکومت میں ایک برہمن کا بیٹا حکمران ہے۔ اس کی رگوں میں برہمن خون ہے اور برہمن سے آپ یہ امید رکھ رہے ہیں کہ وہ آپ کی مسجد کا تحفظ اور تقدس کرے۔ یہ عجیب و غریب بات ہے۔ یہ شکایت ہمیں اپنے آپ سے کرنی ہے اور اپنے گریبان میں منہ ڈالنا ہے کہ کم و بیش اس دنیا کے اندر ایک ارب مسلمان موجود ہیں اور حیرت کی بات یہ

ہے کہ مسلمانوں کی کسی اور چیز کو چھیڑا جائے یا نہ چھیڑا جائے صرف مسجد کو چھیڑا جائے؟ یہ testing point ہے اور حضور والا! سب سے جو مقدس ترین مسجد ہے وہ مسجد حرم ہے۔ اس پر ہم نے خود گولیاں چلائیں۔ اس پر حجاج بن یوسف نے سنگ باری کی۔ اس کے اوپر سعودی عربیہ کی حکومت نے گولیاں چلائیں اور ہم پھینکے جو ہماری سب سے زیادہ مقدس مسجد ہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی آتی ہے۔ اس کے اندر یہودیوں نے سرنگیں لگائیں۔

اور دیگر ایسی کئی مسجدیں آتی ہیں کہ ان کا درجہ مسجد بابری سے بڑا ہے اور تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ آتی ہے' اس کو وہ روز آگ لگاتے ہیں۔ اور الزام لگاتے ہیں کہ فلاں حکومت نے کیا اور فلاں حکومت نے کیا۔ یہ مولانا سمجھیں کہ مسلمان ملکوں کی جو حکومتیں ہیں وہ مسلمانوں کے پاس نہیں۔ میں وہ بات کہہ رہا ہوں اور آپ کو اچھی نہیں لگے گی۔ میں بابری مسجد کا الزام ہندوؤں پر نہیں اپنے آپ پر لا رہا ہوں اور آپ پر دینے والا ہوں' اور آپ اس کو سنیں ' میں جذباتی ہو کر نہیں سوچتا کیونکہ اگر میں نے جذباتی ہونا ہو تو یا تو میں نے ہندوستان پر حملہ کر دینا ہو اور اس کے ہندوؤں کو مار دینا ہو' یہ حوصلے کی باتیں ہیں سوچنے کی باتیں ہیں اور اپنے آپ کو Renovate کرنے کی باتیں ہیں' ہم کہتے ہیں کہ جی ہندوؤں نے یہ کر دیا ہے ہم نے کیا کر دیا ہے۔ ہندو کا کام ہے ہمیں ختم کرنا اور ہمارا کام ہے ہندو کو ختم کرنا۔ ہم نے کیا کیا انہوں نے سب کچھ کیا۔ اور میں یہاں پر سکھوں کی مثال دوں گا۔ جس قوم میں حرت ہوتی ہے جس قوم میں غیرت ہوتی ہے اس کا عمل اس کا عکاس اور اس کا غماز ہوتا ہے۔ ہندوؤں نے ان کے دربار صاحب پر حملہ کیا ----- قطع کلامیاں ---- یہ ٹریژری بنچوں کا عمل ہے کہ بابری مسجد پر بات ہو رہی ہے اور ان کی زبان بند نہیں ہو رہی ہے' افسوس کی بات ہے' یہ آپ کا رویہ ہے' کہ آپ ہنسی مذاق کر رہے ہیں' یہ اس لیے ہے کہ ہم اسلام کے لیے سنجیدہ نہیں۔ ہم نے پاکستان میں جو مسجدیں ہیں ان کا بھی تقدس تباہ کیا ہوا ہے۔ میں دیکھ لوں گا کہ آپ بابری مسجد کے ہندوؤں کا کیا کر لیں گے ---- میں استرے اور بلیڈ استعمال کرنے والا مسلمان نہیں ہوں۔ میں داڑھی مونچھ مونڈنے پر فخر نہیں کرتا ہوں' میں نے اسلام کو اپنے چھ فٹ کے قد پر نافذ کیا ہوا ہے اور جو مسلمان اپنے آپ پر اسلام نافذ نہیں کر سکتا ہے وہ کیا بابری مسجد کی بات کرے گا؟ داڑھی بھی مونڈی ہوئی' مونچھیں بھی منڈی ہوئی ہیں اور سر بھی مونڈا ہوا ہے اور یہ مسلمان ہیں اور جا رہے بابری مسجد کو چھڑانے کے لیے۔ ابھی آپ اپنے آپ پر غور کریں۔ آپ ہمیں چھیڑا نہ کریں ہمیں آپ لوگوں پر پہلے

بھی بہت دکھ ہے۔۔۔

جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سکھوں کے دربار صاحب پر ہندوؤں نے حملہ کیا اور سکھوں نے ان کے وزیر اعظم کو چند روز میں ختم کر دیا' یہ ہوتا ہے مذہبی غیرت اور حمیت کا تقاضا اور پھر اس کے بعد کیا کیا' سکھوں کے حق میں ایک لیڈر نے راجیو گاندھی کے ساتھ سمجھوتہ کیا۔ (قطع کلامیاں)۔۔۔ خدا آپ کو ہدایت دے میں کیا کر سکتا ہوں' وزیر قانون صاحب' آپ اپنے آدمیوں کو سمجھائیں اور ان کی عادت تو وہی رہنی ہے۔ یہ وزیر بن گئے ہیں۔ مگر عادت وہی ہے۔۔۔

جب سکھوں کے ایک لیڈر نے راجیو گاندھی کے ساتھ سمجھوتہ کیا تو سکھوں نے اپنے اس لیڈر کو اس سمجھوتے کی سیاہی خشک ہونے سے پہلے ختم کر دیا۔ یہ ہوتی ہے مذہبی غیرت اور حمیت' یہ غیرت اور حمیت نہیں ہوتی ہے کہ مسجد اقصیٰ پر حملہ ہوا اور ہم نے جلوس نکال لیا اور جلوس نکال کر اپنی ہی عمارتوں کو آگ لگا دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ جناب نواب زادہ صاحب کو خاموشی سے سنیں'

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! ہم نے اب یہ سوچنا ہے اور ایک فیصلہ کرنا ہے کہ میرے نزدیک اور اسلام کے نزدیک اگر کسی جگہ پر مسجد کو توڑ دیں' مسجد تو آج کا معاملہ ہے۔ ہندوستان میں ہر عید کے موقع پر اور ہر موقعہ پہ موقعہ مسلمانوں کا خون کیا جاتا ہے' کیا آزاد مسلم ممالک کا یہ فرض نہیں ہے کہ ان قوتوں کے خلاف جہاد کریں جو کہ مسلمانوں کا ناجائز قتل عام کر رہے ہیں۔ کیا ہمیں یہ زیب دیتا ہے کہ اس حکومت کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات بھی ہوں۔ ہم ایک ارب مسلمان ہیں اگر ہم ایک جگہ پر متحد نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تو سزا ملتی ہے پاکستان بننے کی اور وہ اس لیے کہ آدھے مسلمان ادھر ہندوستان میں رہ گئے ہیں انہوں نے پاکستان بنانے میں حصہ لیا تھا اگر ہم مضبوط ہوتے اور جب تک آزاد ممالک کے مسلمان مضبوط نہیں ہوں گے اس وقت تک ہندوستان کے مسلمانوں کو تحفظ نہیں مل سکتا ہے۔ ہم نے آج تک ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے کچھ نہیں کیا ہے۔ اور میں نے ان اسمبلیوں میں سنا ہے کہ اگر ہندوستان کے متعلق قرارداد پیش ہوئی تو ان کے وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ یہ ہندوستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے اس لیے نہیں ہو سکتی ہے اور جناب والا! اسرائیل کی تل ابیب کی پارلیمنٹ کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ ہمارے ملک اسرائیل کی سرحدیں مکے اور مدینے تک ہوں گی' انہوں نے یہ نقشہ بنا کر رکھا ہوا ہے۔ یہودیوں کا صرف فلسطین پر

قبضہ کا پروگرام نہیں' ان کا گریٹر اسٹیٹ کا پروگرام ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو مدینہ سے نکالا گیا تھا۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے دوبارہ مدینہ پر قبضہ کرنا ہے اور ہم آ جا کر اس اسمبلی میں قرارداد لے آتے ہیں۔ اور یہ سوچ لیں' جناب والا! یہ ہمارے کردار کی کمی ہے کہ آج اس مملکت خداداد پاکستان میں جس کو اسلام کے نام پر بنایا گیا ہے۔ یہ مسجد کا تقدس انسان کے تقدس سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ مولانا میں مسلمان کی جان کے تقدس کی بات کر رہا ہوں اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ اگر میں غلط بات کروں گا تو مولانا بولیں گے۔ گو میں آپ کی بات مصدقہ نہیں مانتا۔ آپ ایسے ہی اچھل رہے ہیں----یہ آپ انصاف کرا لیں کہ آپ کی شکلیں بھارتی ایجنٹوں جیسی ہیں۔ آپ شکل سے ہندو لگتے ہیں اور آپ مجھے کہتے ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر. میری گزارش ہے کہ معزز ممبر کی تقریر میں مداخلت نہ کی جائے۔ انصاری صاحب میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ خاموشی سے سنیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی. جناب سپیکر! یہ چونکہ مسئلہ کی بات آئی ہے۔ نواب زادہ صاحب یوں تو بہت پیاری باتیں کر رہے ہیں۔ اور جو وہ باتیں کر رہے ہیں وہ ہمارے دل کی آواز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. مولانا آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی. جو انہوں نے اشارہ کر کے ایک مسئلہ پوچھا ہے۔ میں اس بارے میں عرض کر رہا ہوں۔ وہ ایک مسئلہ کی بات ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ مسجد سے مسلمان کی جان کا تقدس زیادہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا----

جناب ڈپٹی سپیکر. میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کو پہلے اپنی بات ختم کر لینے دیں۔ اور آپ درمیان میں مخل نہ ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی. نہیں انہوں نے چونکہ مجھے مخاطب کر کے جواب مانگا ہے میں اس لیے ان کا سوال سمجھنا چاہتا ہوں'

جناب ڈپٹی سپیکر. مولانا صاحب' آپ تشریف رکھیں اور ان کو اپنی بات ختم کر لینے دیں۔

چودھری جاوید محمود گھمن. جناب والا! رات کے گیارہ بجنے کو ہیں' اگر انہوں نے مناظرہ کرنا ہے تو باہر جا کر کریں' یہاں کچھ وقت بھی مقرر کریں۔ لا محدود عرصہ تک تو کوئی مقرر نہیں بول سکتا ہے ۔ وقت کے مطابق کام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقت دس منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔ نواب زادہ صاحب آپ اپنی بات اس عرصہ میں ختم کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل، جناب والا! میں دس منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ نواب زادہ صاحب کو اپنی بات ختم کرنے دیں۔ مولانا صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ جی نواب زادہ صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل ، جناب والا ! اسلامی ملکوں کے اندر اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کی دیدہ دانستہ دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اس کی وجہ سے بابری مسجد کا واقعہ درپیش آیا ہے۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ آپ خود سوچیں جس مسلمان کو خانہ کعبہ میں جانے کے لیے ویزے کی ضرورت ہو پھر وہ اسلام رہ کہاں گیا کہ جی مجھے خانہ کعبہ جانے کے لیے ویزے کی ضرورت ہے۔ جناب والا ! ہندو جو کر رہا ہے وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کو یہی کرنا چاہیے۔۔۔۔

جناب جاوید محمود گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! کورم نہیں ہے۔ گنتی کی جائے۔

(قطع کلامیاں)

صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر ، جناب والا! جب بھی کوئی دین کی بات ہوتی ہے پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سکندر حیات خان۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! نواب زادہ صاحب اتنے اہم مسئلے پر بات کر رہے ہیں غضنفر گل صاحب اتنی اچھی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ سارا ایوان ایک قرارداد پاس کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے برائے مہربانی ان کو بات کرنے دیں۔ جب کہ اس وقت اسلامی بات ہو رہی ہے مسلمانوں کی بات ہو رہی ہے۔ اس لیے میں گھمن صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ اس وقت وہ کورم کا اعتراض نہ کریں اور انہیں اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

چودھری جاوید محمود گھمن ، جناب والا ! پھر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ مقررین کو زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ دیں۔ اس مسئلے پر بہت تقریریں ہوگئیں۔ اب اس بحث کو ختم کریں۔

صاحبزادہ سید مظہر الحسن (عرف چن پیر)، جناب والا! نواب زادہ صاحب دین کی باتیں کر رہے ہیں اس لیے ہمیں ان کی باتیں سننی چاہییں۔ خود ہی گمن صاحب اعتراض کر رہے ہیں اور ساتھ ہی پوائنٹ آف آرڈر کا مسئلہ بھی چھیڑ دیا ہے۔ حالانکہ نوابزادہ صاحب ان کی پارٹی کے آدمی لیکن وہ چونکہ دین کی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر رہے ہیں لیکن یہ سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. نواب زادہ غضنفر علی گل۔

نوابزادہ غضنفر علی گل. بس جناب دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب والا! ہم خود مسلمان اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی دیدہ دانستہ دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ ہمارا شعار غیر اسلامی ہے۔ ہمارا اوڑھنا بچھونا غیر اسلامی ہے۔ ہماری کھانے پینے کی عادات غیر اسلامی ہیں۔ ہماری سونے جاگنے کی عادات بھی غیر اسلامی ہیں۔ ہمارے صبح شام کے مشاغل بھی غیر اسلامی ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ ہم پر ہندو رحم کرے۔ ہندو اس وقت مسلمان سے ڈرتا تھا جب مسلمان اللہ اور اللہ کے رسول کے نام کی حرمت پر جان قربان کر دیتا تھا۔ اس وقت ہندو مسلمان سے ڈرتا تھا۔ ہندو 6 فٹ کی چلتی پھرتی لاش سے نہیں ڈرتا تھا۔ وہ ہیروں سے ننگے' ٹوٹی تلواروں والے اور سواری کے بغیر اگر فرانس تک جا پہنچے تھے تو آج جب کہ ہمارے پاس ہوائی جہاز بھی ہیں' ہمارے پاس ٹینک بھی ہیں لیکن مسلمانوں' ہندوؤں اور یہودیوں نے جوتے مار مار کر برا حال کیا ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری غیرت نہیں جاگتی۔ یہ غیرت کب جاگے گی؟ یہ بابری مسجد مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کے لیے ایک چیلنج ہے۔ خدا کی قسم میں آپ کو بات بتاتا ہوں کہ ابھی تو انہوں نے بابری مسجد سے شروع کیا ہے۔ ہندوستان میں بہت مسجدیں ہیں ابھی تو انہوں نے اس کی طرف جانا ہے کسی نہ کسی کی رام جنم بھومی بنا لینا ہے۔ کیونکہ ان کا مشن ادھر سے مسلمانوں کو ختم کرنا ہے۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم اپنی حالت ایمانی کا اپنی اسلامی حالت کا تجزیہ کریں جائزہ لیں۔ جب تک ہم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی نہیں کریں گے ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ جناب والا! قومیں مٹ سکتی ہیں اللہ کا رسول اور اللہ کا قانون نہیں مٹ سکتا۔ ہم سے پہلے جو قومیں تھیں اللہ کی نافرمانی پر انہیں ختم کر دیا گیا۔ انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمارا اس طرح احتساب نہیں ہوا ہے۔ ہمیں عذاب کے ذریعے ختم نہیں کیا جاتا اس لیے ہم زندہ ہیں ورنہ ہم بھی پچھلی

قوموں سے کچھ کم تو نہیں ہیں۔ اور اس کا ایک ہی حل ہے آج بابری مسجد کی شہادت رک سکتی ہے۔ آج ہندوستان واپس آ سکتا ہے۔ آج مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمت واپس آ سکتی ہے بشرطیکہ آج مسلمان اس کو حاصل کرنے کا ارادہ کرلیں۔ ہمارے ارادے کچھ اور ہیں' حاصل کچھ اور کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری جو مسجدیں اس ملک میں موجود ہیں۔ اس کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے کہ

"مسجدیں نوحہ خواں ہیں کہ غازی نہ رہے"

کیا مسجد کا تقدس ہے؟ جناب والا! میں آج اس ایوان میں دنیا کے ایک ارب مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتا ہوں اور ان مسلمان حکمرانوں سے جو اللہ کی دی ہوئی سرزمین پر مسلمانوں پر حکومت کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق کو خود غصب کر رہے ہیں۔ ایسے حاکم جنہوں نے اسلامی مملکتوں کو آج روس کی گود میں ڈال دیا ہوا ہے اور جنہوں نے امریکہ کی گود میں ڈال دیا ہوا ہے۔ نماز میں تو ہم کہتے ہیں کہ "ایاک نعبد وایاک نستعین" ہم تمہاری عبادت کرتے ہیں اور تم سے ہی مدد مانگتے ہیں اور ملکی معاملات میں مدد ان دنیاوی خداؤں سے مانگیں۔ اسلام کے ساتھ زیادتی کا صرف ایک حل ہے اور میرا یہ مطالبہ ہے کہ تمام اسلامی ملکوں میں نظام اسلام فی الفور نافذ کیا جائے۔ میرا اس فلور کے اوپر یہ بھی مطالبہ ہے کہ اگر ہم نے اپنے آپ کو مسلمان کہلانا ہے تو اس کا جو حق ہے اس کو ادا کیا جائے۔ اس لیے تمام اسلامی ممالک ہندوستان کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کریں۔ اگر ہندوستان اس پر بھی باز نہ آئے اور اگر ہم غیرت مند ہیں۔ اگر ہم حریت پسند ہیں اگر ہم آنکھ نادار کا نام لینے والے ہیں۔ محمد بن قاسم کی داستان یاد کرنے والوں کی لڑکی پر ہاتھ ڈالا اس نے حملہ کر دیا۔ اگر ہم خود مسلمانوں کے وارث اور امین ہیں۔ اگر سفارتی تعلقات منقطع کرنے سے بابری مسجد کا مسئلہ حل نہ ہو تو مسلمانوں کو متفقہ اور متحدہ ایک ساتھ ہندوستان کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو میں تمام قراردادوں کو منافقت سمجھوں گا اور اس کے سوا کچھ نہیں سمجھوں گا۔ اس کے بعد جناب والا! میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! ہم جس گردوں کے ٹوٹے ہوئے تارے ہیں اس کے ساتھ جوڑ دے۔ اے اللہ ہمارا تعلق مدینے والے سے جوڑ دے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی صحیح غیرت اور حمیت بخش اور جہاں کسی مسلمان کو کانٹا چبھے تمام مسلمانوں کو اس کی تکلیف ہو۔ جناب والا! ہمارا ملک تو اسلام کا قلعہ ہے' یہ وہ اسلام کا قلعہ ہے کہ اس میں آج تک مسلمانوں کے تحفظ کے لیے فوجیں نہیں نکلیں۔ اگر اس قلعے سے فوجیں نکلی ہیں تو پاکستان کے مسلمانوں کو فتح کرنے کے لیے نکلی ہیں۔ اس اسلامی قلعے سے آج تک

ہندوؤں کے خلاف فوجیں نہیں نکلیں' اس اسلامی قلعے سے آج تک روسیوں کے خلاف فوجیں نہیں نکلیں۔ اس اسلامی قلعے سے آج تک یہودیوں کے خلاف فوجیں نہیں نکلیں۔ اے اللہ تو پاکستان کو اسلام کا صحیح قلعہ بنا آج ان مسلمان فوج کو توفیق دے کہ دنیا کے کسی خطے کے مسلمانوں کو اگر کاٹا چبھے تو اس کی مدد کو پہنچیں اور یہی اسلام ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو تمام بولہبی است۔

"و آخر دعونا"

جناب ڈپٹی سپیکر، دس منٹ کے لیے ایوان کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ رانا صاحب کچھ فرما رہے ہیں برائے مہربانی خاموشی سے ان کی بات سنیں۔

رانا شوکت محمود، گزارش ہے کہ اس ایوان میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ یہ واقعی ایک تکلیف دہ واقعہ ہے مسلم اہل عالم کے لیے اس پر جتنا بھی دکھ' اور غم اور رنج کا اظہار کیا جائے کم ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ جیسے معزز اراکین اسمبلی نے تجاویز دی ہیں عملی اقدامات بھی اٹھانے چاہییں۔ اور ان مسلمانان کے ساتھ جن کی دلآزاری ہوئی۔ جن کے جان اور مال یہ ہندوؤں نے وہاں زیادتیاں کیں۔ ان کے ساتھ ہمیں عملی ہم دردی کا اظہار بھی کرنا چاہیے۔ جس بات کا بھی ہم اظہار کریں اور اس پہ جو بھی عملی اقدامات ہم اٹھائیں ہم اس کا اعادہ کرنے کے لیے عہد کریں کہ جہاں بھی کوئی ایسا واقعہ ہو گا ہم انہیں عملی اقدامات کو دہرائیں گے۔ وہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان عوامل کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ جو عوامل اس زیادتی کا اور اس جیسی دوسری زیادتیوں کا باعث بنتے ہیں۔

جناب والا! بد قسمتی سے ہم مسلمان وہ مسلمان نہیں ہیں جس کی تعریف اسلام میں یا قرآن میں ہے۔ آج ہم قول اور فعل کے تضاد میں ہیں۔ آج ہمارا عمل اور ہے اور ہمارے کہنے کی باتیں اور ہیں۔ آج ہم اسلام کے ان اصولوں سے منکر ہیں جن اصولوں کے لیے اسلام' دین اور قرآن نافذ ہوا تھا۔

جناب والا! اگر یہی صورت حال رہی تو پھر دنیا میں جو بھی مسلمان ہیں وہ انہیں کی طرح اسی طرح حادثات کا شکار ہوتے رہیں گے۔ ہمیں پہلے تو کوشش کرنی چاہیے کہ ہم پہلے اسلام کو' دین کو' مذہب کو اپنے اوپر طاری کریں اور اپنے اوپر نافذ کریں گے تو پھر ہم دوسروں کو بھی ایک عملی سبق دینے کے قابل ہوں گے۔ ایک اور بات بھی میں یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ صرف انہیں قوموں اور ملکوں کا وقار اور عزت ہوتی ہے جہاں کوئی اصول ہوں' جہاں حکومت کرنے کے اصول ہوں۔ جہاں آئین ہو اور آئین کے مطابق حکومتیں چلیں۔ جہاں عدل ہو' جہاں انصاف ہو جہاں ملک کے اپنے لوگوں کو تحفظ ہو'

جہاں اپنے ملک کے لوگوں کو سکھ اور چین نصیب ہو۔ وہی لوگ' وہی قوم اور وہی ملک دوسروں کے تحفظ کے ذمہ دار بن سکتے ہیں۔ جناب والا! اس وقت اپنا سارا ملک بھی انتشار کا شکار ہے۔ ہم اپنے ہی تضادات میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے ہی ملک میں وہ امن اور وہ چین اور وہ سکون لوگوں کو مہیا نہیں کر سکے جو حکومتوں کو دینا چاہیے۔ جناب والا! یہاں بھی بے روز گاری ہے' یہاں بھی لا قانونیت ہے' یہاں بھی بد امنی ہے۔ یہاں بھی قانون اور عدالتیں غریب عوام کا تحفظ کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں۔ جناب والا! ان حالات میں ہم کیسے دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کے تحفظ کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ ہمیں ان عوامل کو بھی زیر غور لانا ہو گا اور دور کرنے کو کوشش کرنی ہو گی جن عوامل کی وجہ سے اپنے ملک میں تضادات موجود ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں یک جہتی پیدا کرنی ہو گی۔ ہمیں یہاں بھی اکٹھے ہونا ہو گا۔ ہمیں یہاں پہ ایک ایسے اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہو گا کہ یہ قوم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہو تاکہ دوسرے ملکوں کے مسلمانوں بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کا تحفظ ہو سکے۔

جناب والا! اگر ہم پاکستان میں کمزور ہیں' اگر ہم پاکستان میں ہی تضادات میں گھرے ہوئے ہیں اور اگر ہم پاکستان میں ہی اسلام' دین اور مذہب اور مسلمانوں کا تحفظ نہیں کر سکتے' ان کی جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتے تو ہم یقیناً ناکام رہیں گے۔

جناب والا! میں انہیں گزارشات کے ساتھ پر زور تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ آخر میں میں یہ عرض کروں گا۔ جیسے میں نے پہلے کہا یہ ایوان تمام صوبے کے ان پسے ہوئے' کچلے ہوئے اور مظلوم لوگوں کے تمام مفادات کا ضامن اور تحفظ فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم تمام مظلوم' غریب اور بے کس طبقات کو تحفظات مہیا کریں۔ اور ان سے امن' چین' سکھ اور قانون کی حکم رانی کے جو بھی وعدے کیے ہیں ان کا ماحول مہیا کریں۔ جناب والا! ہمیں ہمہ وقت یہ کوشش کرتے رہنا چاہیے اور یہاں ایوان میں بھی ہمیں اپنا ماحول بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی وصی ظفر صاحب'

چودھری محمد وصی ظفر. جناب والا! اس قرارداد میں سید ذاکر حسین صاحب کی ترمیم ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ بھی مشترکہ طور پر منظور کی جائے۔ وہ اس ترمیم کو پڑھ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی ارشاد فرمائیے۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں اس ایوان کا ممبر ہونے کی حیثیت سے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنا حصہ اس قرارداد میں ڈالنا چاہوں گا ان دو اشعار سے۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا۔ جناب والا! یہ ہمارے ساتھ اس لیے ہو رہا ہے کہ ڈاکٹر علامہ اقبال رح نے یہ فرمایا کہ

فرقے بندی کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اور پھر انہوں نے یہ فرمایا

یوں تو مرزا بھی ہو سید بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اور اس کا حل کیا ہے۔ میں مختصر الفاظ میں عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وینس صاحب' یہ نہ تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے نہ کچھ اور شاہ صاحب اپنی ترمیم پڑھ رہے ہیں۔

چودھری علی اکبر مظہر وینس: قرارداد کے بارے میں مقررین میں میرا نام شامل تھا اور میں صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کر دوں گا۔ علامہ اقبال رح نے فرمایا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنی ترمیم پڑھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ یہ الفاظ ایزاد کیے جائیں "یہ معزز ایوان بھارتی صوبہ اتر پردیش کے شہر اجودھیا میں انتہا پسند ہندوؤں کی جانب سے بابری مسجد سے ملحق مندر کی بنیاد رکھنے کے واقعہ کی پر زور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس جگہ مندر کی تعمیر فی الفور ترک کر دی جائے۔ یہ مسجد سولہویں صدی کے مغل حکمران ظہیر الدین بابر کی تعمیر کردہ تھی۔ اس مسجد کو منہدم کرنے اور اس کی جگہ مندر تعمیر کرنے کا منصوبہ ہندوؤں کی ایک عالمی تنظیم ورلڈ ہندو آرگنائزیشن نے بنایا اور اب تک اس مسئلے پر ہونے والے مسلم کش فسادات میں سینکڑوں مسلمان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں اور اب بھی بھارت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس زیادتی کے خلاف لانگ مارچ کا پروگرام بنایا ہے۔ دراصل ہندو بابری مسجد کو منہدم کر کے وہاں مندر بنانا چاہتے

ہیں۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین ہے بلکہ خود بھارتی ہائی کورٹ کے فیصلہ کی بھی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ بھارتی حکومت کو اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے چونکہ اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ پاکستان کے مسلمان دنیا کے دیگر مسلمانوں کی طرح بابری مسجد کو مسمار کرنے کے منصوبے کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ بھارتی حکومت کو چاہیے کہ وہ بابری مسجد کا تحفظ کرے۔ اس جگہ مندر کی تعمیر بند کروائے اور مسلمانوں کے تحفظ اور مذہبی آزادی کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر. آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ وقت میں دس منٹ کا اور اضافہ کیا جاتا ہے۔۔۔ مولانا صاحب تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر ضیااللہ بنگش. جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی ڈاکٹر صاحب

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش. جناب سپیکر! اس قرارداد کے ایک حصے سے مجھے اختلاف ہے۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرارداد وزیر قانون نے لکھی ہے اس میں پنجاب کے وزیراعلیٰ کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ جناب والا! وہ حصہ جس میں پنجاب کے وزیراعلیٰ کی مدح سرائی کی گئی ہے اس کو قرارداد سے حذف کیا جائے اس لیے کہ کل وزیراعلیٰ ہندوستانی ایکٹروں کی تقریب میں گئے ہوئے تھے جبکہ ہندوستان میں مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا تھا۔ جناب میرا اختلافی نوٹ لکھا جائے اور اس حصے کو اس قرارداد سے حذف کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. شاہ صاحب' آپ نے ترمیم پڑھ لی ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ. جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. شاہ صاحب آپ نے قرارداد پڑھ لی۔

سید ذاکر حسین شاہ. جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. تو اس کو اب پہلے والی قرارداد میں شامل کر لیا جائے۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی۔ اور سوال یہ ہے کہ۔

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارتی حکومت اور بھارتی ہندوؤں کے جارحانہ رویہ بابت بابری مسجد پر گہری

تشویش کا اظہار کرتا ہے اور تمام عالم اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ بابری مسجد کے تعلق اور مسلمانان بھارت کی مسلسل اور موثر تائید کریں نیز حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مسلم امہ کی امداد حاصل کرنے کے لیے اسلامی کانفرنس کے خصوصی اجلاس کا اہتمام کرے تاکہ اس دینی مسئلہ میں اسلامیان بھارت کی بھرپور امداد ہو سکے' اس سلسلہ میں وزیراعلیٰ پنجاب نے ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے اس واقعہ کی بھرپور ترجمانی کی ہے اور پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس بھارتی ہندوؤں کی سینہ زوری اور قانون شکنی پر حیرانگی اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ بھارتی ہندوؤں نے واضح عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اشتعال انگیز اقدامات شروع کر دیے جبکہ وزیر اعظم پاکستان نے اس پر سخت احتجاج بھی کیا ہے اور بھارت اس سے اپنی دیرینہ مسلم دشمنی کا ثبوت مہیا کر رہا ہے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ بھارتی حکومت واضح عدالتی احکامات کے باوجود اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کر رہی ہے اور سیکولرسٹ کے باوجود بھارتی ہندوؤں کے خطرناک رجحانات اور اقدامات کی چشم پوشی کر رہی ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ عالمی ضمیر کو بیدار کرنے اور مسلم امہ کے متفقہ اور موثر موقف کو اجاگر کرنے کے لیے ہر ممکن تدبیر کرے اور اس کے خطرناک مضمرات سے تمام دنیا کی حکومتوں' قوموں اور اداروں کا تعاون حاصل کرے تاکہ بابری مسجد کا مسئلہ اسلامی نقطہ نظر سے تاریخی تناظر میں بہ احسن طریقے سے حل ہو سکے۔ پنجاب اسمبلی کا اجلاس پاکستانی قوم سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ بھارتی ہندوؤں کی اشتعال انگیز او مذموم حرکات سے مشتعل نہ ہوں اور ہر مذہب کی عبادت گاہ کو محفوظ رکھنے اور تقدیم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے' اس موقع پر ہندوستانی ایکٹروں کا پاکستان میں آ کر اپنے فن کا مظاہرہ کرنا قابل مذمت ہے۔"

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)